UNIVERSAL LIBRARY
OU_232823
UNIVERSAL LIBRARY

بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

شہاب نامہ

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع جہان ہوا

به عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

[illegible] شہاب نامہ

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع طبع جہان ہوا

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

[illegible]

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ وَنُصَلِّیْ عَلٰی اَشْرَفِ اٰلِ اٰدَمَ لَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ
بِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ یَفِرُّ الشَّیْطَانُ مِنْ ظِلَالِہِمْ فَضْلًا عَنِ الْمَرِیْدِ ۝
اَمَّا بَعْدُ خاکسار ذرہ بیمقدار علی بخش عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ فی زماننا جناب سی ایس آئی
سید احمد خان صاحب بہادر نے تہذیب الاخلاق مین خلاف قرآن و حدیث و جمہور اہل اسلام کے
ایک تقریر جدید لکھی ہے جسمین وجود حقیقی ابلیس سے اور اکثر مضامین آیات بینات سے انکار کیا ہے اور
اوس تحریر کا نام سرگذشت آدم رکھا ہے گویا زبان آدم خیالی سے تفسیر آیات قرآنی کے بیان کی گئی
ہے اور حتی المقدور بہت فکر کی ہے جس سے معنی مجازی تمام آیات کے قرار پا سکین اور بعد
شہرت اوس تحریر کے مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر نے یہ لکھا کہ وجود سے ہمیشہ
وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہین ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کا انکار کرنا بڑی غلطی اور نادانی ہے
میرے نزدیک اون لوگون کی دلیلین جو کہ شیطان کو وجود خارجی سے منکر ہین ناقص ہین اور بہت

مخالف ہوں اور اونکی سمجھ اور فہم کی غلطی پر افسوس کرتا ہوں اسلیے قول اور محمول کرنا اوسکو امور باطنی پر اور صرف کرنا اون لفظوں کا اوسکے ظواہر سے اور بیان کرنا اوسکی حقیقت وحمایت بہی صریحاً غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ اشعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی ہی تاویل نصوص صریحہ کی کیجاوے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اوٹھ جاوے اور عقائد اسلامیہ یونانی حکیموں کے مسئلے اور شریعت محمدیہ عیسائیوں کی سی شریعت ہو جاوے کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نہیں ہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اوسکی لی جاوے حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصراً اس تحریر کو دیکھکر جناب سی ایس آئی صاحب بہادر نے پہر اصرار اپنے ہی خیالات پر کیکے تقریر کو بڑہا دیا اور اپنے دوست کو کشاں کشاں اپنی طرف بلایا غنیمت سمجھے کہ مولوی سید مہدی علی صاحب نے حضرت کو الزام کفر سے بچا لیا گو بدعتی اور نادان ٹہرایا اور اونکے عقیدے کو مخالف شرع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بتایا اگرچہ از دوست ہیچ شکوت ست اب میرا ارادہ ہے کہ بخوبی ثابت کر دوں کہ تفسیر بالرای جناب سی ایس آئی بہادر کی محض غلط ہے اور خیالات اونکے باطل ہیں لہذا پہلے خلاصہ تقریر جناب ممدوح کا لکھتا ہوں وہی ہذہ

آدم خیالی سے جناب سید احمد خان صاحب نے سوال کیا کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے جواب دیا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں مگر میرا نام آدم ہے میں تمیز کیا کرتا تہا کہ میں نے اپنے تئیں اسی دنیا میں پایا گو نہ جانا کس طرح بنا اور کسنے بنایا میں نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے میں سمجھا کہ جس طرح یہ سب ہیں اوسی طرح میں بہی بنا ہونگا مگر دل گبہراتا تہا ایک دن میں نے اپنے پہلو کے پاس ایک اپنی ہی صورت کی چیز دیکہی ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہونے لگے میں نے پوچھا تو تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بہائی یہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں جو تم ہو وہی میں ہوں مگر میرا نام حوا ہے میں بہت خوش ہوا اور تالیاں بجا کر خوب اوچہلا کودا اور اوپر کو دیکھکر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گیت گانے اور نہایت ذوق شوق میں یوں چلایا اوآری اوآری اوآری اوآری وہ جو ہے اری

وہ بھی ایسی وہ جو بہکاری وہ جو بہکاری وہ جو تو ہے اری وہ جو تو ہے میرے شک لیے اوس نے انکار
کیا پھر شک لیا اب تم اوسی برکت کی بیل پھول ہو سن دادا جان یہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اوس
سے پہلے کی پوچھتے ہین ج میری پیاری وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے
مین بھی زمین سے پیدا ہوا رفتہ رفتہ مجکو یہ صورت ملی ہے جب زمین سے نکلا تھا تو بال سے
بھی باریک اور رائی کے دانہ سے بھی چھوٹا ہونگا تھا اور اوسی مین حسن و جمال عقل و کمال سب
چھپا تھا جیسے بیج مین درخت کی تمام بیل پھول پتی چھپی ہوتی ہین یہ اوسکی قدرت ہی کہ اپنی تقدیر و
... ایسا ضعیف و ناچیز فرشتون پر فوق لیجاتا ہے اور اپنے آپ ہی سے اپنے صانع کو
... تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسی مین تہین اور سب اوسکی فرمانبردار
... کام پر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین اور اپنے کام مین ذرا سی بھی خطا نہین
... مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی
... کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ و عداوت و خون ریزی چوری
و زناکاری کے منشا ہین تحریک تہی تہی مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسی پر فتح
... کام ہے مگر وہ یہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبھی نہین چھوڑونگی وہ قوت اگرچہ دشمن
تہی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک اور چیز ہم مین نہوتی کمال و وبال انسانی کی باعث سے اسی
سبب وہ قوت کبھی دشمن اور کبھی دوست سمجھہ مین آتی تہی مگر میری اطاعت مین کبھی نہ تہی خدا نے
مجکو ایک جگہہ ڈال دیا جہان نہ مجکو بھوک تہی نہ پیاس نہ دھوپ کی گرمی لگتی تہی نہ کپڑا پہننے کی
حاجت ہوتی تہی ۔ تمام قوتین جو مجھہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین لیکن ایک قوت مجھہ مین
تہی مگر میرے کام مین نہ تہی نہ مین اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور مین تمیز کو پہونچا
تو اوسی دشمن قوت نے مجکو بتایا کہ اس سے بہی کام لے کیونکہ وہ جانتی تہی کہ جب مین اوس سے
کام لونگا تب ہی مصیبت مین پھنسونگا مگر اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بھی سبب تہا اسلیے
اوس دشمن قوت نے بہکایا کہ اگر اوس سے کام لیگا تو فرشتہ ہو جائیگا اور کبھی فنا نہوگا مین اوسکو
کام مین لایا اور اوسی وقت میرے عیب مجھپر کھل گئے مین نے جانا کہ مین تو نہایت ناچیز
ہستی ہون بیشک مجھہ مین فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہے مگر اوسکے ساتہ برائی

دشمن بھی لگا ہوا ہے اوسی سے بچنا نہایت مشکل ہے مین اپنے عیبون کے چھپانے کی فکر مین
پڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا جبتک
زمین پر رہنا ہے نیک و بد سمجھہ اور اپنا کام کر — پھر مین سمجھا کہ خدا کی نشانیان اور جو انمین ہمارے
ساتھ ہین اونمین کو سمجھو اور ہدایت پر چلو کہ سمجھہ مین نہ آتا تھا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد
غور کے سمجھا کہ جو چیز مجھہ مین ٹیڑھی ہوگئی ہے اوسی کا سیدھا کرنا اوسکا علاج ہے تب مین نے
خدا سے کہا ربنا ظلمنا انفسنا الآیۃ — پھر تو خدا نے مجکو اپنا نائب کر دیا اور فرشتے غل ہی مچاتے رہے
— اور تمہارے اور تمام دنیا کے سمجھہ مین آجانے کے لائق تو اوسی بات کو موسے اور محمد نے
بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے — اونہون نے ملکی قوی کا نام فرشتہ کہا ہے اور اوس دشمن صفت
قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجھہ مین تھی پر میرے کام مین نہ تھی درخت اور اوس وقت
یا حالت کا نام جب مین اوسکو کام مین لانیکے لائق ہوا اوس درخت کا پھل کھانا کہا ہے
چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم و حوا کا نکالا جانا بیان کر کے فرمایا ہے کہ پھر خدا نے
آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا — فرشتون نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو
اوسمین فساد کرے اور خون بہاوے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجہکو یاد کرتے ہین خدا نے کہا
کہ ہان مین سب کچھ جانتا ہون جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے — پھر خدا نے آدم کو سب چیزون کے
نام بتائے اور فرشتے نہ بتا سکے آدم نے سب بتا دئے مین نے آپ سے کہا فرمایا کہ خدا نے
آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر انکو اس صورت پر جو اب ہے بنایا جیسا تم نے قرآن پڑھا ہے
اوسمین تو صاف لکھا ہے کہ لقد خلقناکم ثم صورناکم — اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ مین نہایت باریک بھنگے
کے مانند پیدا ہوتا ہے پھر اوسکی صورت بنتی ہے پس جب قوی ہم مین موجود تھے اونمین سے
خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیزین تھین ج انسان
عجیب مختلف قوتون سے بنا ہوا ہے کیا وصف مرکب ہو سکے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی
ہے مگر تمہاری سمجھہ مین نہ آیا — جب اس زمانہ مین بھی تم اسکو نہ سمجھہ سکے تو موسی کے اور
اوس سے پہلے کے زمانہ مین کون سمجھہ سکتا تھا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی لفظون مین
بیان کیا کہ سینا کے جنگل مین پھرنے والون اور عرب کے ریگستان کے رہنے والون سے

لیکن سقراط اور بقراط کے درجون تک کے لوگ سمجھ لین ۔ مرکب چیز جب متعدد چیزون سے
ملتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہو جاتا ہے مثلاً بہت سی گرم و سرد و خشک و تر دوا اون سے
ملکر ایک معجون بناؤ تو ایک دوا کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہین رہتا ہے ۔ مگر انسان
ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی آپسمین ملی ہوئی ہین جیسے دودہ مین پانی
او سپر بھی سب اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہی ہین پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے
تمام نبیون نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تہے اسی طرح
اونکو بیان کیا کہ گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزین ہین س دادا جان
یہ بات تو ہماری سمجھ مین بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقدہ حل ہو گیا کہ بعض
روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے
بھی یہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اوسمین رکھی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ اون ملکی قوی
سجدہ کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے ج بیٹا یہ تو بہت صاف
بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتین جس جس مطلب کے لیے تمہارے مین پیدا
ہوئی ہین سب تمہارے تابع ہین جسوقت تم کسی ایسے قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو جو نیکی
کی منتج ہی فی الفور تحریک مین آتی ہے اور تم سے نیکی ظہور مین آتی ہے اور صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو اون چیزون کے منشا ہین تمکو سجدہ کر رہی ہین یعنے تمہاری مطیع
و فرمانبردار ہین برخلاف اسکے اوس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا منتج ہے تم اون فعال
کو جو اوس سے پیدا ہوتے ہین برا جانتے ہو اور اونکے نکرنیکا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے بھی جاتے ہو
اور وہ قوت سرکش کیسی نافرمانبردار ہے س قال فبما اغویتنی الایہ سے کیا مراد ہے کیا خدا شیطان
کا شیطان تہا ج اسمین اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی
کی قوت خود خدا نے اوسمین رکھی ہے اوسکا بہکانا ہے مگر انسان مین خدا نے ایسے قوی بھی رکھے ہین
جو اوسکو مطیع کر سکتے ہین اور یہی حکم دیتا ہے کہ آدم کو سجدہ کر پھر یون کہا کہ اوسنے سرکشی کی اور
خدا کا حکم نمانا یعنے وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہو ہی نہین سکتی اور یہی نافرمانی ہے اور مین
بھی مثل تمہارے جائز الخطا ہون جسقدر مجکو وحی آتی ہے اوسمین غلطی نہین ہوتی ہے یہ سب

[illegible]

باتین مین نے وحی سے نہین کہی ہین بلکہ خود اپنے ہین اور تم مین دیکہلکی ہین پس شیطان کو آگ سے پیدا کرنیکے کیا معنی ہین ج تمام قویٰ پہر جسمین وہ سرکش قوت بہی داخل تہی فرشتون کا اطلاق کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اوس سے مراد فرشتون سے علحدہ ہے اور ہر دو دوسرا ہے۔ اور تمہارے قویٰ کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہین اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے پس وہ سب کے اوپر ہے باقی قوتین اوس سے نیچے ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے چولہے کی آگ سے شیطان نہین بنا ہے پس جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا تہا وہ کیا قوت تہی اور اوسکا کہانا یا استعمال مین لانا کیا حالت تہی ج بیٹا وہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ علم کے لیے عقل کا ہونا ہی لازم ہے اور جب انسان اوس حد کو پہونچتا ہے کہ اوس قوت کو استعمال مین لانیکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیا کی زبان مین شجر ممنوعہ کا کہانا ہے اور زبان شرع مین مکلف ہونا اور زبان حکما مین بالغ ہونا ہے پس دادا جان یہان تو بڑی مشکل پیش آئی اسلیے کہ انسان کا چہوٹے پنے سے بڑا ہوتا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ نخواہ اوس حالت تک پہونچتا ہے پہر خدا کا اوس درخت کے کہانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اوسکے کہانیکا اور خدا کی نافرمانی کر کر گنہگار ہونیکا کیا مطلب ہے ج جو تمنے کہا سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ جبر اور قدر کا نہایت خوبی اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہے بعضے لوگ کہتے ہین کہ انسان بالکل مجبور ہے اوسکو وہی باتین کرنی پڑتی ہین جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہین اور بعضے خیال کرتے ہین کہ وہ خود مختار ہے اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے کہتے ہین کہ نہ مجبور ہی نہ قادر ہے بین الجبر والاختیار ہے جیسے ایک مچہلی والے نے ایک بادشاہ کو مچہلی نذر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا نہ مانگے کہا تہا کہ یہ مچہلی مخنث ہے اس مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات بتلانی تہی کہ جو قویٰ انسان کو دی گئی ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اونسبکو خود کام مین لا سکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کہا لینے سے انسان کا اون قویٰ پر جو اوسکو دیے گئے ہین قادر ہونا اور اونکا استعمال کی خود قدرت رکہنا بتایا گیا ہے اور جو اوسکا دوسرا

حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونیکا سبب ہے اسلیے خدا نے فرمادیا کہ
اوس حالت پر پہونچنے کے بعد آدم گنہگار ہوا — السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی
بطن امہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری نیک یا بد
کہ نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقون کا حسن عاشقون کا عشق شاعرون
کی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر یہ سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے لیکر نکلے ہین پس
نبی کو نبوت اور زاہدون کو زہد اور فاسقون کو فسق اور کافرونکو کفر لازمی اور ضروری ہے
کیسے ہوسکے ہو ہی نہین سکتا جو شخص جو کچھ اپنی مان کے پیٹ سے لایا ہے وہ اوسی کو کاٹتا ہے
انبیاء یون فرماتے ہین انا نبی و آدم بین الماء والطین سعداؤن کہتے ہین انا سعید
و آدم بین الماء والطین اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقی و آدم بین الماء والطین اور ہمارا
یہ قول ہے کہ انا احمد و آدم بین الماء والطین — مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے اور نہ فاسق
کی درکات اوسکے فسق پر انسان کی نجات صرف اسپر ہے کہ جو قوی خداتعالی نے اوسمین
رکھے ہین اور جسقدر رکھے ہین اون سبکو بقدر اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوا
بہیمیہ اور سبعیہ غالب ہین اور ملکی کمزور تو ان کمزور قوی کو بیکار نہ چھوڑے اونکو بھی کام مین لاتا رہے کہ
یہی اون گناہون کا علاج ہے جسکو توبہ اور کفارہ کہتے ہین پس واواجان خدا کا شکر ہے
کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا بیان آپ کی زبان سے سنتا اپنے مان کے پیٹ سے لیکر
نکلے تھے مگر چونکہ فرماتے ہین کہ آدم کا زمین پر نائب کرنا اور فرشتونکا انکار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیزونکا
علم سکھانا کیا معنی سچ ہے نائب زمین موجود ہے انسان موجود ہے دیکھو لو کہ خدا کی نیابت کسکو
ملنا چاہیئے فرشتے کسی نکارہ تو فرشتا یا بات کی تسبیح بیان ہے قوی جسقدر کہ ہین ہمیشہ وہی
کام کرتے ہین جسکے لیے وہ مخلوق ہین لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون
مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہے کہ وہ نیکی بھی کرسکتا ہے اور بدی بھی پس خدا نے اس مقام
انسان کی حقیقت بیان کردی کہ وہ ایسی سخت گناہون کے کرنے پر قادر ہے مگر اوسی کو
نائب کرنے کی مصلحت بتا کر وہ قابل تعلیم ہے اور اوسکی غلطیان اصلاح کے قابل ہین اور
اسلیے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے جہان فرشتون کا بھی مقدور نہین کیونکہ اون مین جو بات ہے وہ

اوس سے زیادہ ترقی کی تمنا و تحریر نہیں ہو قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا کام خدا نے آدم کو تمام
چیزون کے نام اس طرح نہیں سکہاتے تھے جس طرح استاد بچے کو سکہاتا ہے بلکہ تمام چیزونکا
سکہانا وہ ملکہ علم انسان مین ودیعت کرتا ہے اور اسی سے مراد ہے و علم آدم الاسماء کلہا
مگر خدا نے انسان کو حقیقت اشیاء کچھ نہین بتائی صرف اسماء بتائی ہین نہ حقائق اسیواسطے
لفظ اسماء کا فرمایا ہے — اور خدا نے جو قصہ آدم کا بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی
کا بیان ہے جسکو اس زمانہ کے حکما نیچر کہتے ہین خود انسان کی فطرت زبان حال سے بیان
کیا ہے پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہے کہ انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے
اوسکو دیے ہین کام مین لاتا ہے اور اس طرح [illegible] کام مین لانا صانع کی مرضی ہے اور اوس
مرضی کو انسان پر ظاہر ہونیکا خدا تعالی نے ان لفظون سے وعدہ کیا ہے اهبطوا منها جميعا
فاما يأتينكم مني هدى فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون والذين كفروا
وكذبوا بآياتنا أولئك أصحاب النار هم فيها خالدون انتهى محصلا و مختصرا مضمون خط
مصنف بنام سید مہدی علی صاحب [illegible] سید مہدی [illegible] اب خیال
کرو کہ قرآن شریف مین شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہین
ہوتی — البتہ ہم اوسکے کچھ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہین جس صفت
اوسکی جو منجملہ اثبات کے ہے اور جس سے گویا اوسکی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے
وہ یہ ہے کہ وہ صرف عدو ہی آدم ہی نہین تہا بلکہ وہ قیامت تک عدو للانسان ہے علی العموم جیسے
کما قال اللہ تبارک و تعالی قال اهبطا منها جميعا بعضكم لبعض عدو اور یہ کہ وہ ہمارے بدن مین
ہمارے خون کے ساتھ پہرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان
یجری من الانسان مجری الدم — اور یہ کہ وہ ہم مین اور ہماری نماز مین رخنہ انداز کا وجود
موجود فی الخارج ہم و ہمارے [illegible] کما روی عنہ صلعم الشیطان حائل بینی
و بینی [illegible] یہی اوصاف ہین ان بزرگ ذات کے ہین جو ہمکو شارع نے بتائی
ہین اور واسطے مراد لینے وجود مستقل کی ثبوت عقلی اور واقعی ہی چاہیئے کیونکہ صرف نام سے
وجود خارجی ثابت نہ ہوسکیگا — اب ان صفات شیطان کو ہم جانچتے ہین ایک خدا اور [illegible]

اوس

بتلاتے ہین ہم اپنے مین اثر تو پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی کو محسوس نہین پاتے بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجھکر
اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتے ہین اور زور سے طمانچہ مارتے ہین مگر جب آنکہ کہلتی ہے تو اپنی ہی
سفید ڈاڑہی اپنے ہاتہ مین اور اپنا ہی گال لال دیکہتے ہین۔ کتاب و سنت سے وجود
خارجی کا ثبوت نہین ہوتا ہے انتہی ملخصاً خط ثانی مصنف بنام مولوی مہدی علی صاحب
میرے پیارے مہدی۔ مین ہمیشہ آپکو لکہا کرتا ہون کہ جناب اشرف طریقہ تعلیم کا انسان
دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے آپ کبہی اطمینان نہین آپ سمجہے ہین کہ نبی آخر الزمان
صلعم کو امی محض کیا حکمت تہی یہی حکمت تہی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا
جاری رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچہ باہر نکلے خالص
بہی آپ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکہنے پر مستعد رہا کرین اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا
ہے کہ العلم حجاب الاکبر اوسکے پیچہے ہرگز دوڑین مجہے یقین ہے کہ آپکا دل یہ بات
کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج از انسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید کو
نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت مین کوئی وجود خارجی مغوی الانسان
موجود نہین ہے جو لوگ وجود خارجی کا دعوے کرتے ہین اوسکا اثبات اونکے ذمہ ہے
منکر کی دلیل کو ناقص کہدینا کافی نہین ہے۔ اور پہلی قسم اسمد قرآن مجید مین لفظ
قال کا بہ نسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آیا ہے کوئی نہین کہہ سکتا کہ تینون جگہ
لفظ قال اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے کیونکہ خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب صوت
والفاظ سے کوئی تعین نہین کرسکتا اور غالباً اقوال فرشتگان و شیطان کے بہی اس قسم کے
ہونگے پس بمجرد ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچہ آدم و شیطان و فرشتون کی نسبت بیان
ہوا ہے وہ قصہ و حکایت نرہیگا بلکہ صرف حال رہ جائیگا و ما ہو الا ما الہمنی لہا پہر لفظ شجر کا بہی
کیا حقیقت مین وہ للو مالی اور کلو کسان کا بویا ہوا تہا جب حقیقی معنی مراد نہین ہین تو وہ ایک
تمثیل رہ جائیگی ما ہو الا ما الہمنی ربی کیا سچ مچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما
سوآتہما سے حضرت آدم کی وہ چیز گول گول اور لمبی لمبی دکہائی دینے لگی یا حضرت حوا کی

شرمگاہ — کس قدر رنج و غم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی الزمان ہو مفسرون اور ترجمہ نویسونکی ایسی بلادت کی پیروی کیا کرے — کیا لفظ سوءۃ کے اوسمعنی عرب کے زبان مین نہین فی القاموس السوءۃ الفرج والفاحشۃ والخلۃ القبیحۃ — زوال حرمتہ فی التفسیر الکبیر یرید العورۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ وزوال الجاہ والمعنی ان غرضہ من القاء تلک الوسوسۃ الی آدم و ذہاب منصب لہ اور کیا یہ لفظا و معنی مین مستعمل نہین ہوتا ہے اسی سورہ مین آیا ہے — یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما ای لباس التقوی بدلیل قولہ تعالی ولباس التقوی ذلک خیر لیریہما سوآتہما (ای الخلۃ القبیحۃ التی کانت مستورۃ فیہما) انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون ان سب آیتون مین تشبیہ استعارہ ہے یعنے حقیقی مراد نہین ہین جیسا کہ اور علمانے تسلیم کیا ہے وما ہو الا ما الہمنی ربی بہائی مہدی انصاف کرو کہ اگر ان کے یہ معنے لیے جاوین کہ جب آدم و حوا نے گیہون کے درخت کا پھل کہایا تو انکو اعضاء مخصوصہ دکہائی دینے لگے تو یہ بیہودہ کہنا پڑیگا کہ عالم بالا معلوم ہے اعضاء شہوت کو بہکر لوٹتے ہی نہین آتے چہ جائی خدائی — کیا گیہون کا کہانا اور کہا اعضاء مخصوصہ کا دکہائی دینا اور کیا تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا مین اور فرشتون مین ایسی تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے پس اگر یہی معنی ہون تو خدا مین اور فرشتون مین خدائی اور بندگی کا امتیاز اوٹھ جاتا ہے تو ہم مین ہوتی اگر یہ سچ ہو تو ہمکو اپنے نوکرون کی شکایت نہین رہیگی کیونکہ خدا کے نوکر ہمارے نوکرون سے زیادہ بڑہے ہوئے ہین اور جب زیادہ حقیقت جنت و آدم و اکل درخت و سجدہ ملائکہ وغیرہ کے بیان نہین کیے گئے تو پہر آیات کو نصوص کہنا نہ چاہیے سب مضامین یہ مین روحانی مرتبہ حاصل ہوتی ہے جسطرح شیطان کا وجود خارجی کوئی شخص خیال کرے ایک لمبی سینگ مثل شیطان کی دم کی ایکل الاحول پڑہی اوسیطرح ایک دانا نیچرل ہے اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے جو تمثیلی زبان مین بیان ہوا ہے دونون کو قران سے وہی نتیجہ روحانی برابر ملیگا اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے علماء سابقین نے مصلحتا یہ اسرار ظاہر نہین کیے

اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ حقائق اشیا روز بروز معلوم ہوتے جاتے ہیں لا ادری کہدینا کافی نہیں
ہے اب کسی قوت کے وقت تیسرا خط آ کو عیسائیوں کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت لکھونگا
انتہی مختصراً و محصلاً **اقول وباللہ التوفیق** جناب اوستاذی نیچرل اسٹ لاثانی نے جو
یہ تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم وخیال سے ایجاد کی جسکی سند کسی حدیث سے ملتی
ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورۂ اہل لسان
وکتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہیں کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے
حالانکہ جسقدر قوی ہیں سب خادم نفس انسان ہیں نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے بجز
وسوسہ و عداوت روح کسی قوت کا کام ہے جب تک وجود ایک قوت مخترعہ کا ثابت نہو
سرے سے تمام خیالات باطل ٹھہر جاوینگے۔ اگرچہ معنی مصطلحہ شرعیہ ہیں تو کوئی سند پیش کیجیے
مگر یہاں ایجاد حضور کا کچھ علاج نہیں قیاس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات
قرانی واحادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ و سباق و سیاق و تبادر اذہان وطریقہ نظم کلام ہمارے
موافق ہے تو ہمیں یہ کہنا کہ وجود خارجی ابلیس کا ثبوت پیش کرو عجیب بات ہے مگر ہم بھی چلو
مان لینگے اور آپکی شہادت کا جواب کتاب و سنت سے دینگے مگر یہ بھی خیال رہے کہ آپ صرف
مانع نہیں ہیں بلکہ اسقدر دعوی ہیں خود ہی مدعی ہیں کہ ملائکہ سے مراد قواے انسانی ہیں اور ابلیس
نام ہے ایک قوت کا جو روح سے عداوت رکھتی ہے اور جسکا صرف اغوای انسان ہی کام ہو
اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے
انکار سجدہ کا وغیر ذالک من الاوہام۔ اور جبکہ آپ کے ایجاد محض باطل اور تفسیر بالراے اور
انکار نصوص کا بیان کرتے ہیں تو اپنے دعوے پر آپکو بھی کوئی برہان پیش کرنا چاہیے ورنہ بجز
تحکم ومکابرہ بیفائدہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ کہاں سے نکالا ہے کہ جس چیز کو
آپ حواس ظاہری سے معلوم نہ کر سکیں وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ
اور جن کا وجود خارجی انکار کے لائق نہیں ہے وہ کب آپکو محسوس ہوتے ہیں۔ اور تبیین الکلام
کے صفحہ ۱۱ میں سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے **(قال القاضی ان**
سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قایم کر کے مطابقت توریت سے کی ہے

۵ ایسے تو لکھ چکا ہیں کہ شیطان حقایق اشیا انسان کو نہیں بتاتا صرف علم اسما کا بالکل دیا ہے کیا ابھی جاہی بھول سکے
۳ حضور سے بڑی حضور علیہ نبوت تخصیص نہیں مشخصہ سرکشی اسے قوانین ابلیس سرکشی یا بیوی ربط سرکش ہے نہیں قصہ
۴ قال القاضی ان سدرۃ المنتہی فی الارض غلط

بلکہ

بلکہ دو نہرین چہوٹی دو بڑی اوسکی جڑ مین سے جاری ہونی بہی تسلیم کی ہین اگر وہ آپ کی سند مطابق دعوے کے ہوتی تو کسواسطے پیش کیجاتی اور اپنی رای اوسکے خلاف لکہنی منظور ہوتی تو مطابقت توریت مین کوئی اور آیت یا حدیث لکہی جاتی ہان اسقدر تصرف کیا ہے کہ اپنی طرف سے شجر مذکور کی یون لکہی ہے (ای شجر علم الخیر والشر) ہرچند یہ معنی مجرد دعوی کے طور پر ہین اور اوسپر کوئی دلیل نہین لکہی مگر اتنا خیال کر لینا واجب تہا کہ پہر اوسکی جڑ مین سے فرات او نیل وغیرہ کہان سے آئینگے اور مضمون حدیث معراج سے کیونکر تطابق ہوگا جسمین اوسکے پہل اور پتے بہی موجود ہین لامحالہ تاویل و تحلیل سے کچہہ کام نہین نکلیگا اور وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرمایئے کہ بخاری کی حدیث المعراج کو کیا سمجہہ کر حضرت مفسر نے اوسکے الفاظ نقل کیے ہین ورفعت الی سدرۃ المنتہی فی اصلہا اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران فسئلت جبرئیل فقال اما الباطنان ففی الجنۃ واما الظاہران فالفرات والنیل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے یون لکہا ہی رسول خدا نے فرمایا کہ مجکو سدرۃ المنتہی لیا گیا اوسکی جڑ مین (یعنی جہان وہ ہے) یہ لفظ یعنی جہان وہ ہے باقرار جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو افلاک پر ٹہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے اوسکی اصل زمین پر قیاس کرین) چار نہرین ہین دو نہرین چہوٹی ہین اور دو نہرین بڑی ہین پہر پوچہا مین نے جبرئیل سے پہر کہا اونہون نے کہ چہوٹی نہرین باغمین ہین اور بڑی نہرین ہین فرات اور نیل بلفظہ اس مقام پر مین یہ عرض کرتا ہون کہ باطنان وظاہران کا ترجمہ چہوٹی اور بڑی اور جنت کا ترجمہ مطلق باغ حضرت نے اسواسطے کیا ہے کہ توریت کی اس عبارت سے مطابقت ہوجاوے اور اوگایا خداے معبود نے زمین سے ہر درخت اچہا دیکہنے مین اور ستہرا کہانے مین اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان بہلائی اور برائی کا اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہین سے اکیلی ہوئی اور ہوین چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن وظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور معراج کا قصہ اور جبرئیل کو پوچہنا جو معنے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بہی چشم پوشی کی ہے مگر یہان تعلق باغ عدن نہ ہونیکے ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہین جنکو جواہر

بلکہ

زنجبیل وہ ہی جنت دار الثواب لما تقرر من ان القول الثالث وہو قول جمہور صحابہ ان ہذہ الجنۃ ہی دار الثواب الخ ۱۲ منہ

لغیرہ سے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے جناب عالی ثابت نہیں کر سکتے ہیں لامحالہ جو کچھ جواب اسکا مجکو عنایت ہوگا وہی بحث ابلیس میں کافی ہوگا فتدبروا ولا تکن من الغافلین —— علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے حس بصر ہے شرط ہے بلکہ جائز ہے کہ اگر مخبر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہوجاوے کہ شیطان وجود خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خالق مطلق نے کل اشیاء مخلوق کا علم ہمکو دیا ہے اور ہر شے اس قابل کر دی ہے کہ ہم اسکو اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ سچا یہ قول ہے کہ لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۞ جب صاف وصریح وجود ابلیس کا قرآن شریف کی آیات میں ارشاد ہوگیا ہے اور اوسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہمکو اغوا کر سکتا ہے اور ہم اغوا کی حالت کو اپنے میں دیکھتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ تحریف معنوی آیات واحادیث پر کمر باندہیں اور ایسے فلسفی متکبر بنیں کہ جو چیز نظر نہ آوے یا اوسکو لمس مس نکر سکیں اوسکے وجود سے بہی منکر ہوتے چلے جاویں ورنہ قرآن شریف معاذ اللہ معما ہوجائیگا اور کوئی آیت متعلق احکام حلال وحرام ومعاد وغیرہ بہی ایسی نرہیگی کہ معنی مجازی ساتہ تاویلات وتخیلات کے قائم نکر دئیے جاویں کما یعلم الفطین الخبیر — اس مقام پر مجکو یہ بہی عرض کرنے کا موقع ہے کہ حدیث معراج کو جناب مخاطب نے قبول کر کے اپنی سند میں پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا پورا مضمون تسلیم فرماوینگے پہر تو اونکی تقریرات میں سے کئی مسئلے خود باطل ہوجاوینگے لہذا پہلے مختصر اوہ حدیث معراج مشکوۃ شریف سے نقل کی جاتی ہے — عن قتادة عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعة ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثهم عن ليلة اسری به قال بينما انا في الحطيم وربما قال الحجر مضطجعا اذ اتانی آت فشق ما بين هذه الى هذه يعنى من ثغرة نحره الى شعرته فاستخرج قلبى ثم اتيت بطست من ذهب مملوء ايمانا فغسل قلبى ثم حشى ثم اعيد وفى رواية ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملئ ايمانا وحكمة ثم اتيت بدابة دون البغل وفوق الحمار ابيض يقال له البراق يضع خطوه عند اقصى طرفه فحملت

علیہ فانطلق بی جبریل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من ھذا
قال جبریل قیل ومن معك قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا
بہ فنعم المجیئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا فیہا آدم فقال ھذا ابوك
آدم الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الثانیۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
الی السماء الثالثۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الرابعۃ فاستفتح
الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
حتی اتی السماء السادسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی الی السماء السابعۃ
فاستفتح الی قولہ ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی فاذا نبقھا مثل قلال ھجر
واذا ورقھا مثل اذان الفیلۃ قال ھذہ سدرۃ المنتہی فاذا اربعۃ
انہار نہران باطنان ونہران ظاہران قلت ما ھذان یا جبریل قال
اما الباطنان فنہران فی الجنۃ واما الظاہران فالنیل والفرات ثم رفع
الی البیت المعمور ثم اتیت باناء من خمر واناء من لبن واناء من
عسل فاخذت اللبن فقال ھی الفطرۃ انت علیہا وامتك الخ متفق علیہ

اس حدیث سے جو حضرت مخاطب نے سند توافق توریت مین ساتھ ملت
اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم لیٹے ہوے
تھے کہ ناگہان آیا انکے پاس فرشتہ پہر چیرا اوسنے گڑہے سے
حلق کے زیر ناف تک پہر نکالا دل کو پہر منگایا حضرت نے کہ لایا گیا میرے پاس
لگن سونیکا بہرا ہوا ایمان سے پہر دہویا گیا دل میرا پہر بہرا گیا دل پہر اپنی اصلی جگہہ پر رکہا گیا اور ایک
روایت مین ہے کہ پہر دہویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزین زمزم کے پانی سے پہر بہرا گیا ایمان و
حکمت سے پہر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا تہا
براق رکہتا تہا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ کے پہر سوار کیا گیا مین اوسپر پہر لیگیا مجکو جبرئیل یہاں تک
کہ آیا نیچے آسمان دنیا کی پہر کہلوانا چاہا جبرئیل نے دروازہ آسمان کا اوسکے دربانون سے اونہوں
پوچہا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ مین ہون جبرئیل کہا اونہوں نے کون ہے تیرے ساتھ کہا محمد صلعم

ہین کہا فرشتون نے کیا تمہارے ساتھ آئے ہین بلاتے ہوئے کہا جبرئیل نے ہان کہا فرشتون نے
مرحبا محمد صلعم کو پہر کہا فرشتون نے کیا اچھا آنا آیا پہر جب داخل ہوا مین آسمان مین تو ملاقات کی
آدم عم سے اور اونکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان مین داخل ہوکر وہی گفتگو دربانون سے کرتے
ہوے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوے سدرۃ المنتہی تک پہونچے جسکے پہل ہجر کے
مشکون کے برابر تہے اور پتے اوسکے ہاتہی کے کانون کے برابر تہے ناگہان وہان چار نہرین تہین
دو نہرین چہپی ہوئی اور دو ظاہر کہا جبرئیل نے یہ دو نہرین چہپی ہوئی بہشت مین ہین اور دو نہرین
ظاہر نیل اور فرات ہین پہر کہا یا گیا مجکو بیت المعمور پہر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا
دوسرا دودہ کا تیسرا شہد کا پہر اختیار کیا مین نے اوسمین سے دودہ کو تب کہا گیا مجہے کہ یہ تیری
فطرۃ اور تیری امت کی ہے الی آخر القصہ — اب خاکسار یہ التماس کرتا ہے کہ شق
صدر حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجود سات آسمانونکا اور انمین ہونا دروازون کا اور
تعین ہونا دربانونکا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور اوسمین سے دو نہرونکا بہشت مین جانا اور
دو نہرونکا دنیا مین آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا
پہر وجہ انکار کی کوئی نہین رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی
تبیین الکلام مین مان لیا گو اوسکی جڑ زمین مین موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو
تو اب کس منہ سے دعوی کرتے ہین کہ حواس ظاہری سے جو شے محسوس نہو وہ معدوم فی الحقیقۃ
ہے قاعدہ کلیہ اونکا باطل ہوگیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث مین بہی کلام نہ رہا تو
سواے اسکے تشبیہات و استعارہ و مجازات متعلق وجود افلاک و بیت المعمور و براق
و انہار جنت و شق صدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بناتے جاوین اور کچہ چارہ نہین رہا تو یہ ہمارے
جناب مخاطب خدا نخواستہ ایسے متعصب نہین رہینگے کہ حق پسندی کو چہوڑ دینگے غالبا اپنی
اصرار و سخن پروری سے باز آوینگے اور آیات و حدیث کو ہرگز معما و چیستان نہ بناوینگے انشاء اللہ تعالی
— اور اب ہمارا یہی سوال ہے کہ قرآن شریف مین جو قصہ یاجوج ماجوج کا مذکور ہے اوس قسم کی
تفصیل آپ سکے یا کسیکو مشاہدہ ہو رہی ہے یا کتب جغرافیہ مین کہین لکہی ہے شق اول امر
ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شق ثانی مین اقرار کرنا پڑیگا کہ جو چیز حواس انسانی سے نظر نہ اوے

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہین ہوتی اور الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن
بہی کہا آپ نے دیکہا ہے اور اوسکے باب مین کیا ارشاد ہے فائدہ مجکو خیال ہوتا ہے
کہ جناب نجم ثاقب جب کوئی مفر نہ دیکہینگے تو وجود افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ کی
تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلید ائمہ دین کو ضلالت اور اندہاپن سمجہتے ہین مگر اہل یورپ جو کچہ فرماتے ہین وہ
بسر وچشم قبول کر لیتے ہین خواہ اونمین اختلاف ہی موجود ہو اور خود بدولت نے بہی اوسکے
دلائل پر علم قطعی حاصل نکر لیا ہو ــ اوسی معتمد سمجہکر قرآن وحدیث سے اعراض کر جاتے ہین
لا محالہ یہی ارشاد ہوگا کہ مسٹر گلیلیو جو کچہ لکہ گیا ہے افسانہ اور سیکڑے نکات حدیث معراج مین کلام
کرنے لگین گے ــ اور بعض متکلمین کے اقوال سے بہی دور بہاگینگے ــ حالانکہ میری دانست مین
فلاسفہ جدید کا یہ حال ہے کہ وہ نظام شمسی مین دو قسم کے خیالات رکہتے ہین یعنی جسقدر علم ہیئت
سے قریب وبعید یا ہی کواکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اوسکو قطعی تسلیم
کرتے ہین اور افلاک کے باب مین اونکا اسی قدر قول ہے کہ ہمکو دوربین کے ذریعہ سے
نظر نہین آتے ہین پہر بہی بعض فلاسفہ کواکب ثوابت کے ساتہ آسمانون کو مانتے ہین مگر
سیارون سے بے علاقہ جانتے ہین اور دوربین کے اعتماد سے خود مسٹر گلیلیو نادم اور حیران
ہوگیا تہا جب شیشون کی غلطی دیکہی تو گہبرا گیا تہا اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تہا جب خود
اوس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے محض اوہام وظنون فلاسفہ جدید پر تکیہ کرنا اور اوس مسئلہ کو لینا
جسکی قطعیت اب تک ثابت نہین ہوئی اور اوسکے مقابلہ مین کلام الٰہی واحادیث نبوی سے
ہاتہ دہو بیٹہنا کسقدر ناعاقبت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آیندہ بذریعہ کسی ایجاد دوربین کے
حکماء یورپ وجود افلاک کے قائل ہوجاوین تو یہ تفسیر آیات بینات قرآنی کے جواب کیا
کی گئی ہو کہان جائیگی گویا یہ نتیجہ نکلیگا کہ قرآن شریف کے معنے بیان کرنا منحصر ٹہرا اہل یورپ کی
مرضی پر جدہر ہوا ان کی ہوا پہرے اودہر ہیان ایمان بہی پہرنے لگے مین اس مقام پر خیال
کرتا ہون کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق مین تامل کرنے لگین گے کہ گلیلیو
وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتاب علم ہیئت سے ثابت بہی ہے یا نہین لہذا مجکو ضرور
ہوگا کہ عبارت انگریزی کتاب کی مع ترجمہ حضور عالی مین پیش کرکے دکہا دون بات یہ ہے

کتاب اول اصول علم ہیئت مولفہ مسٹر چمبرس صاحب مین مکتوب سوم جو مسٹر
گلیلیو صاحب سے بنام ولسر کے مورخہ ۴ دسمبر ۱۶۱۲ء لکہا ہے صفحہ ۱۲۳
باب ۱۲۲ مین ہے اور وجہ اوسکے لکہنے کی یہ ہوئی کہ اوسکو پہلے بذریعہ دوربین
کے معلوم ہوا تہا کہ زحل بشکل بیضاوی ہے اور گرد اوسکے دو چہوٹے چہوٹے
ستارے ساتہ ہین بعدہ ملاحظہ ثانی سے غلطی ملاحظہ اول مین پائی تہی
وہی زحل مستطیل الشکل نظر آیا اور دونو ستارے چہوٹے چہوٹے معدوم
تہے تب وہ نہایت حیرت کے ساتہ یہ لکہتا ہے کہ بہت ایسے تبدیل
عجیب کیونکر ہوا کیا یہ دو چہوٹے ستارے مثل نقاط آفتاب کے معدوم ہوگئے
یا شاید زحل نے اپنے دونون بچون کو کہا لیا یا یہ ہیئت محض وہمی و فریب
تہی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجکو اور دوسرونکو جنہین مین نے دکہایا تہا
دہوکے مین رکہا ہے اب شاید وہ وقت آگیا کہ جو لوگ تجربیات جدیدہ کو محض
مغالطہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین انکی سوکہی ہوئی
امید ہرا ہوجاوے ایسی حیرت انگیز اور غیر متوقع حالت ہین اب مین کیا کہون
تنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجہکو سخت گہبرا دیا
ہے انتہی محصلہ اور طرفہ یہ کہ دوربین کے ذریعہ سے جو دو ستارے زحل کے پاس ٹہرائے
گئے تہے بعد پچاس برس کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تہے تب یہ مان لیا گیا کہ وہ حلقے
زحل کے نور کے ہونگے جو کبہی نظر آتے ہین اور کبہی غائب ہوجاتے ہین اور گفتگو ہی ولا
دوم بحث علم ہیئت مندرجہ کتاب سوال وجواب مسٹر جوائس صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴
سینٹی فک ڈایلاگ بہی ملاحظہ کیجیے جسکا ترجمہ لفظ بلفظ حاصل معنی کے برعایت الفاظ یہ ہے
سوال کیا ثوابت کبہی اپنی جگہہ سے نہین ہلتے ہین جواب باعتبار آسمانون کے وہ گرد
قطب کے متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن باعتبار مواقع آپس کی ایک ہی جگہہ پر وہ ہمیشہ قائم ہین
پس انکو بمقابلہ سیارات کے جنکی جگہہ بہ نسبت ثوابت کے اور نیز بہ نسبت آپس کے بدلا کرتی
ہین ثوابت کہتے ہین سوال مجہے شک نہین کہ قطب شمالی کے معلوم کرنے مین مبتدی

آنے سے دقت کم ہوگی جواب یہ ہین اوسکو اور دوسرے ستارون کو جو سب گذشتہ مین بتائے ہین
بخوبی دریافت کرونگا اگر اونکی جگہہ بدلی ہوگی وے بہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قایم
ہین گو اونکے مقامات باعتبار آسمانون کے باوقات وایام مختلفہ متبدل معلوم ہوتے ہین فقط
اتنا ظاہر ہوگیا کہ فلاسفہ جدید کو اپنی دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے پر قطعی جزم ویقین نہین
ہے اور وہی خود ہی غلطیان پاتے ہین اور اپنے مقررات سے شرماتے ہین اور بعض فلاسفہ ایسے
بھی ہین کہ ابتک حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہین کرتے پس جبکہ حال
ہے تو کل مسائل ہیئت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی ٹھہرالینا عبث ہے
کیونکہ منطوق آیات قرآنی واحادیث رسول ربانی سے اعراض کیا جاوے ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ حکماء جدید کو وجود وعدم افلاک مین زیادہ بحث نہین ہے وہ اسقدر کہتے ہین کہ ہمکو شیشون کے
ذریعہ سے ابتک نظر نہین آئے ہین اسواسطے ہم اقرار وجود کا نہین کرتے ہین مگر مین یہ کہتا ہون
کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شیشے دوربین کے بنتے جاتے ہین کئی سال پہلے اسقدر
ستارے دوربینون سے نظر نہ آتے تھے جو بعد معلوم ہونے لگے اسیطرح اگر کسی وقت مین افلاک
بھی نظر آنے لگین تو کیون ناامید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک مثل شفاف ہین شعاع
اور چمک دمک نہین رکھتے ہین جو مثل ستارون عکس اونکا آنکھہ مین پڑے دیکھو ہوا اگرچہ اسقدر
شفاف نہین ہے تو بھی دوربین سے نظر نہین آتی ہے پھر کیا ضرور ہے کہ دوربین سے نظر
نہ آنے کو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہنا بے موقع نہین سمجھتے ہین کہ ہماری کتاب
آسمانی مین صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الا یہ بیان نہین ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہین
یا نہین پس اگر ہیئت قدیمہ کو مانا جاوے تب تو وجود افلاک مین کلام ہی نہین ہے باقی رہی ہیئت
جدیدہ اوس سے بھی تکذیب قرآن کی نہین ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن شریف قطعیات
مین ہے اور دوربین سے نظر آنا خود ہی محل بحث و نظر ہے بانی مبانی علم ہیئت جدیدہ کا اوسکی
نسبت آزمائی کررہا ہے جیسا کہ ہم لکھہ چکے اور بعض فلاسفہ قطعاً منکر بھی نہین ہین دوم ابتک
تک نظر نہ آنے سے لازم نہین آتا کہ آئندہ بھی امید منقطع ہے کیونکہ بہت سے سیارے پہلے
معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعدہ معلوم ہوگئے سوم کیا ضرور ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہون

جائز ہے کہ سیارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہوں اور فلک کی حرکت کے تابع نہوں
ہیئت جدید کی تصدیق یا تکذیب قرآن میں کہاں مذکور ہے ہمارے علم جائز ہے کہ زمین ساکن ہو
اور آفتاب اوسکی گرد گردش کرے کوئی استحالہ عقلی نہیں ہے یا ممکن ہے کہ زمین گرد آفتاب کے
گردش کرے دونوں حالتوں میں اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خسوف کسوف کا اور تقسیم اقالیم
کی اور کمی بیشی مدت لیل ونہار کی یکسان رہیگا اور پھر جب قرآن میں زمین کی حرکت وسکون کا ذکر
نہیں ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن میں آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان
میں ثوابت جڑے ہیں اور زمین ساکن ہے گرد ۲۴ گھنٹے میں گردش کرتا ہے جائز ہے
کہ ثوابت ساکن ہی ہوں اور زمین پورب سے پچھم کی طرف اپنے مرکز پر گھومتی ہے اور گردش
افلاک مستقل گردش زمین ہو اور جائز ہے کہ افلاک فوق حقیقی اور منتہی تمام عالم اجسام کے ہوں
اور ثوابت جہاں ٹہرے ہیں اور تمام کواکب سے فوق رکھتے ہوں جہاں تک دوربین کام نہیں کرتی
ہے پہر کیا وجہ ہے کہ استحالہ عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول میں قمر اور چہارم
میں شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن میں نہیں آیا ہے اور جائز ہے کہ تمام ہیئت جدیدہ آئندہ غلط نکلی
جیسے ہزار برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازوں نے غلط بتادی ہے کیا آئندہ دوربین
سے دیکھنے والے نہ پیدا ہونگے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے
جو ہم فلاسفہ جدید کا منہ تکتے ہیں اون سے پوچھ پوچھ کر قرآن کے معنی بدلتے رہیں الحاصل جبکہ
وجود افلاک کا اور انکا گردش کرنا اور اونکے متعلق باعتبار حقیقت حصص کرہ کے کواکب کا شکل
پر صحیح و ثابت ہونا اور اونکے جسم کا قابل الالتقاق والانفطار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ تسلیم
ہیئت جدیدہ کرکے بھی وجود افلاک سے انکار کرنیکی ضرورت خواہ مخواہ پڑے یا قرآن شریف معاذ اللہ
غلط قرار پاوے شاید کوئی یہ خیال کرے کہ قرآن میں گھومنا سورج اور چاند کا بھی مذکور ہے کیونکہ
تو ان لفظوں سے ہیئت جدیدہ کا [illegible] گئے ہیں ہرگز خلاف ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کی [illegible]
ثوابت کی ہیئت میں بھی رو سے ہیئت جدیدہ اور میں ثابت ہے کہ قمر گردش کرتا ہے اور اوسکی گردش
ایک مقدار میں [illegible] پوری ہوتی ہے باقی رہا شمس اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ
اپنے مرکز پر گھومتا ہے چند روز میں اوسکا دورہ ختم ہوتا ہے [illegible]

جسم مین ہین پیدا ہوین روز نظر آتے ہین اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام نظام شمسی کے تابع حرکت دیگر شموس کا ہے جنکا عکس بہ سبب بُعد کثیر کے ابتک زمین پر نہین پہونچا ہے بہر حرکت و دورہ شمس کا ہر حال مین مان لیا گیا ہے گو زمین کے گرد گھومنے مین البتہ اختلاف ہے اور کثرت رای عدم کی طرف گئی ہے پس وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کسی طرح غلط نہین ہوسکتا نہ ہیئت جدیدہ سے نہ ہیئت قدیمہ سے — چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنے کے لایق نہین ہے ما نحن فیہ دوسری بات ہے لہذا دلائل علم ہیئت پر پورے بحث کرنیکا مجکو موقع نہین ملا ہے انشاءاللہ کسی علحدہ رسالہ مین بشرط فرصت لکہنے کا ارادہ ہے —

اور طول تقریر کو اسقدر مختصر مضمون پر ختم کرتا ہون — کہ جناب مخاطب کو ہرگز زیب نہین دیتا کہ بعد تصنیف تبیین الکلام کے وجود افلاک سے پہلا دیا ہوا و غیرہ مراد لی سکین گو اپنا مذہب بہی بیان کر چکے ہین کہ آسمان سے مراد پہیلاو ہے مگر خود ہی یہ بہی لکہ چکے ہین کہ ہوا اور کواکب سے علحدہ خدا نے افلاک بنائے ہین جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہے جب یہ حال ہے تو کواکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت محفمہ کو فلک ٹہرانا محض تحکم ہوگا اَلْمَرْءُ يُؤْخَذُ بِاقْرَارِهٖ —— اور مولوی سید مہدی علی صاحب کی تقریر متعلق افلاک کی نسبت آمنا و صدقنا کیونکر پکارینگے خود تو یہ فرما چکے ہین کہ کتب سماویہ سابقہ پر میرا مضبوط اعتقاد ہے اور توراۃ کی تفسیر کو ملت اسلام سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہین اب مین تبیین الکلام کے صفحہ ۴۳ کی عبارت لکہتا ہون وہی ہذہ — جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پہر اندہیرا پہر نور پہر ہوا پہر آسمان پہر زمین پہر نباتات پہر سورج چاند ستارے پہر حیوانات پہر حضرت انسان اور یہی مذہب — عالم شہادت پیدا ہونے مین ہم مسلمانون کا ہے انتہی بلفظہ — اب مین عبارت انگریزی سند لہ اپنی بعینہ لکہتا ہون ✽

Chamber's Descriptive Astronomy, Book I, Chapter XI, Page 123.

Copy of Gablio's 3rd letter to Welsor, Dec. 4, 1612.

WHAT is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of star spots? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearances, illusion or fraud, with which the glasses have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time came to revive the well-nigh withered hopes of those who quitted by more profound contemplations, have discovered the fallacy of the new observations and demonstrated the utter impossibility of their existance. I do not know what to say in a case so surprising, so unlooked for, and so novel. The shortness of the time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

Scientific Dialogues, by Rev. J. Joyce,

Astronomy. Conversation. II, Page 103.

JA.—But do they never move from their place.

FA.—With respect to the whole heavens, they seem to move round the polar star; but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves also.

Conversation III, Page 104.

FA.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

JA.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places.

FA.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.

بعد فارغ ہونے کے بحث افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شبہہ باقی رہے
کہ زمین کا گرد آفتاب کے گہومنا صحیح ہے اس سبب سے ہیئت قدیمہ خواہ وجود افلاک
مین پہربہی تردد کا مقام ہے ہم کہتے ہین کہ تمام بحث علم ہیئت لکہنے کا موقع اس رسالہ مین
نہین ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع ومانع کسی دوسرے رسالہ مین لکہہ سکتے ہین الا
ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اوسکے بعد حرکت
سالانہ ارض پر گفتگو کا مضایقہ نہین یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکماء جدیدہ کے نزدیک
(جو حرکت ارض کے قائل ہین) کہ قوت کشش شمس کی اور قوت بہاگتی زمین کی آپسمین غالب
ومغلوب نہین ہین ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بحرکت مستقیمہ شمس سے دور بہاگ جاتی یا
شمس اپنی قوت سے زمین کو ملا لیتا اور یہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ جو حلقہ زمین کی گردش
کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور کروی نہین پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے ہم
کہتے ہین کہ قوت جاذبہ شمسی قریب وبعید سے مساوی نہین رہ سکتی کما لا یخفی تو ضرور ہے
کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتی ہو حلقہ اوسکے دورہ کا ٹہیک گول واقع ہو جیسا
کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہین ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو
جس وقت زمین اوس گوشہ وسعت کی طرف جائیگی جو بہ نسبت سابق کے شمس سے بعید
واقع ہے تو اوسقدر قوت جاذبہ شمسی نرہیگی جو قریب مین تہی اور زمین کی قوت بہاگنے
کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ زمین بلا تفاوت مدت دورہ کے
اور بغیر تبدیل کوعبت سرعت وبطوء حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کرکے پہر اپنے
تئین گرد شمس کے بمجبوری لاوے اور اپنی حرکت طبعی چہوڑ دے بلکہ سیدہی بہاگ جائیگی اور
پہر شمس کے پاس کبہی نہ آئیگی اس شبہہ کا جواب کتاب علم ہیئت مولفہ ہرشل صاحب و
چیمبر صاحب و نوٹن صاحب وغیرہ مین جو اسوقت میرے پیش نظر ہین ایسا بہی نہین
ملا کہ مین اوسکا ذکر تک کرون لہذا مین نہین تسلیم کرتا ہون کہ زمین کی حرکت سالانہ کا
دعویٰ کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا بہی مدعیان
حرکت سالانہ ارضی پر واجب ہے اس مقام پر یہ مت خیال کرو کہ گو حرکت سالانہ

نہو سکے مگر حرکت ہر روزہ پورب کی طرف پچہم سے اتبک غیر مخدوش ہے — ہم یہ کہتے ہین کہ
جب ہمارا قصہ نظام شمسی کا غارت ہوگیا تو پہر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی
ہیئت ایجاد کرنی پڑیگی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکہتے ہین اوسکے بعد پوچہہ لینگے کہ حرکت
روزانہ طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی پہر کیونکر
صحیح ٹہریگا فتدبر — الحاصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی بعد مجرد یا پہیلاوے کے لیتے ہین
اونکو اوس مضمون کے طرف جو وہی خیال سمجھنے کے واسطے قرآن مجید مین فرمایا گیا ہے
یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب الایۃ وغیر ذالک من الآیات حضور والا پہلی
ہیئت کے ہر مسئلہ جدیدہ کو تو برہان سے غلطی کر دکہاوین اوسکے بعد قران مین معنی پہناوین
اور آسمان و زمین کے قلابے ملاوین — علم مساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جسقدر
قرب و بعد آلیس کا اور مدت ستارون کی گردش کے بعض حالات مین حکماء جدید نے
بیان کیئے ہین وہ تو اس قابل ہے کہ اوسپر بحث کیجاے باقی جو احتمالات محضہ قایم کیے ہین
مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اوسکا ثالث کا
اور اوسکا رابع کا الی غیر النہایت — یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا قسری ہونے وغیرہ تک
من الخیالات اتبک قطعیات مین سے نہیں ہے ہان درسی کتب جو مدارس مین پڑہائی
جاتی ہین اونمین تسلیم کے بعد حالات لکہے جاتے ہین نہ بطور ادلہ اثبات ہیئت جدیدہ کے
اوس سے کیا کام نکلیگا اور کیون قران شریف مین شک آویگا کما یعلم من لہ وجدان سلیم
— اور مخفی نہ ہے کہ حدیث معراج کو نیچر اور فلسفیت جدیدہ پیش کرکے اب ہنسی ٹھٹھو مین
اوڑا دینے کی گنجایش نہی اسی واسطے مین نے تہوڑی سی بحث افلاک کے لکہہ دی ہے
اب مین اپنی اصل بحث کی طرف رجوع کرکے عرض کرتا ہون کہ وجود خارجی جنکا قرآن
شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض مکابرہ ہے تمام قرآن پڑہنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات مین جن و انس کو مکلف ساتہ ایمان کے ٹہرایا گیا ہے اور یہ بہی
فرمایا کہ اگر جن و انس دونون جمع ہوکر چاہین کہ ایسا قران بنالاوین تو ہرگز نہ لاسکینگے اور یا معشر الجن
والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب نار کا بہی جن و انس کو واسطے

مساوی آیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوئے اور جنکی ماہیت
اور حقیقت بھی ارشاد ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ
اور دوسری آیت میں مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ پس وجود خارجی جنکا انکار متعذر ہے مجکو
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کے منکر ہین اگر اب انکار کرینگے تو مین بہت
سی آیات قرانی و احادیث رسول ربانی پیش کرونگا اور سورہ جن بھی پڑہ دونگا اور اور کی
دو آیات کا جو مین نے نشان دیا ہے وہ بھی ثبوت کافی ہے اس دعوی کا کہ حقیقت جنکی ناری
ہے جیسی کہ انسان کی طینی ہے اور کیونکر کوئی ذی علم غافل ہوگا کہ وجود ملائکہ کا نوری ہے
اور جن کا ناری اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بھی کوئی سند چاہیے تو مشکوٰۃ شریف
کی ایک حدیث تبرکاً لکھے دیتا ہون عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ
اب کچھ شک نہ رہا کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن تابع
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تھے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تھی
کہ بعد اونکے کسیکو نہو گی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بھی اس باب مین قرآن و حدیث سے
ثابت ہے اگر جن کا وجود خارجی نہوتا تو کیونکر بعض انبیا کی حکومت مین مسخر رہ سکتے — اور اسمین
بھی شک نہین کہ جن بہ نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہین — اور انسان یا حیوان
کی شکل بھی بنا سکتے ہین بلکہ ملائکہ بھی صورت بنا سکتے ہین اور یہی وجہ تھی کہ ملائکہ انسانی شکل
مین انبیا علیہم السّلام کے پاس حاضر ہوتے قرآن مجید مین اونکا ذکر ہے اور جن بھی خدمات
لائقہ اپنے حضور مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجالاتے رہے جب حضرت سلیمان
کی وفات ہوئی تب قید سے چھوٹنا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمانا بھی کلام مجید
مین آیا ہے اور جنمین کافر و فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہین یہ سب حالات قرآن و حدیث سے
مین نے اخذ کیے ہین غالباً کوئی انکار نکریگا — ہان اپنی پرورش سخن کیلیے اگر جناب مخاطب انکار
کر جاوین تو مجبوری سے احتیاطاً چند آیات بینات لکھی جاتی ہین — اولاً حضرت سلیمان کے
خدمت مین کام کرنا جنون کا جس آیت مین مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہین وَمِنَ الْجِنِّ

من يعمل بين يديه باذن ربه ومن يزغ منهم عن امرنا
نذقه من عذاب السعير يعملون له ما يشاء من محاريب
وتماثيل وجفان كالجواب وقدور راسيات الآية
دوم جن کا استراق سمع کے واسطے چڑھنا آسمان کی طرف اور شہاب ثاقب سے سزا پانا
قرآن مجید مین وارد ہوا ہے وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن يستمع الآن يجد له
شهابا رصدا وغیر ذالک من الآیات سوم خوراک بھی جنکی حدیث مین بتادی ہے چنانچہ
ترمذی مین ہے عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم لا تستنجوا بالروث ولا
بالعظام فانها زاد اخوانكم من الجن[1] اب ہم یہ دعوی کرتے ہین
کہ شیطان بھی ایک نوع ہے جن کے اور اسکی ثبوت مین اپنے شواہد پیش کرتے ہین اولا
صاف صاف قرآن مین آیا ہے كان من الجن ففسق عن امر ربه
دوم جسطرح اور جن حضرت سلیمان کے خادم تھے اوسی طرح انکی نوع مین سے شیاطین
بھی خدمات لائقہ متعلقہ انکی بجالاتے تھے چنانچہ قرآن مین موجود ہے — ومن الشياطين
من يغوصون له ويعملون عملا دون ذلك وكنا لهم حافظين
ظاہر ہے کہ دریا مین غوطے لگاکر اشیاء بحری کا نکالنا اور اوسکے سوا دوسرے کام کرنا قوت
بہیمیہ کا کام نہین ہے سوم جسطرح جن استراق سمع کے واسطے جاتے ہین انہین مین سے
شیاطین بھی ویسا ہی کرتے ہین چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے ولقد جعلنا في السماء بروجا
وزيناها للناظرين وحفظناها من كل شيطان رجيم الا من
استرق السمع فاتبعه شهاب مبين پھر دوسری آیت مین فرمایا ہے
وجعلناها رجوما للشياطين — چہارم جسطرح جن کا وجود نار سے خدا نے بیان فرمایا ہے
اسی طرح شیطان کا بھی ظاہر کردیا ہے خلقتني من نار وخلقته من طين ٥ فائدہ
یہان نار کا لفظ بمقابلہ عنصر ثانی طین کے وارد ہے جو عنصر نار حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ
لفظ طین اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ عنصر نار
لطافت و نورانیت وغیرہ مین عنصر طین سے اعلی و اشرف ہے لہذا مجکو مادہ وجود آدم

[1] یعنی استنجا مت کرو لید اور ہڈیون سے کہ وہ خوراک ہے جنون کی ١٢

فضیلت ہونی چاہیے اور سبب تکلف اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کہنے لگا علاوہ اسکے نار کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے وَاللَّفْظُ اِذَا اُطْلِقَ یُرَادُ بِہِ الْفَرْدُ الْکَامِلُ اور فرد کامل نار حقیقی ہے نہ مجازی لیس اول جناب مخاطب کے خلاف تبادر اذہان واصول وسباق وسباق آیات ومحاورہ اہل لسان ہے کما لایخفی — انتو یہ ثابت ہوگیا کہ شیطان بہی ایک نوع ہے جن کی تو پہر اوسکے وجود خارجی مین کیا کلام رہا — فائدہ بعض مفسرین نے جو بطور احتمال کے ابلیس کو ملایک مین معدود کیا ہے اور ملایک کے بہی اقسام مقرر کیے ہین اونمین سے بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اوسی مین ابلیس کو داخل سمجہا ہے وہ قول بہی مفید مخاطب نہین ہوسکتا کیونکہ وجود خارجی ملایک کا قابل انکار نہین ہے تو وجود خارجی ابلیس کا اس احتمال مذکور مین ماننا پڑیگا اور پہر قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹہریگا اور جب وہ ملایک نار سے بنے ہون تو گویا ایک قسم جن کی ٹہرینگی اور قرآن مجید سے اوس احتمال کا ثبوت بہی نہیں ہوتا غایت مرتبہ وہ شبہ استثناء متصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوسکا جواب بہی مفسرین نے بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو الیسا شمول ملایکہ مین حاصل تہا کہ گویا اونہین مین معدود ہوگیا تہا تفسیر عزیزی مین بہی اس بحث کو تفصیل کے ساتہ لکہہ دیا ہے دیگر مفسرین نے بہی طرح طرح سے جواب لکہا ہے — اور استثناء منقطع بہی جائز ہوسکتا ہے — اگر اس مقام کی بحث علم ادب کی متعلق دیکہنی منظور ہو تو علامہ زمخشری کی عبارت تفسیر کشاف بہی مدنظر رہے حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانہ کان جنیا واحدا بین اظہر الالوف من الملائکۃ مغمورا بہم فغلبوا علیہ فی قولہ فسجدوا ثم استثنی منہم استثناء واحد منہم ویجوز ان یجعل منقطعا بالفظہ ترجمہ یعنے ابلیس اگرچہ جنی تہا مگر انہوہ مین ملایکہ کے ملا تہا لہذا پہلے تو جمع کا صیغہ تغلیبا فرمایا بعدہ اوسے ایک جنی کو مستثنے کر دیا اور جائز ہے کہ استثناء منقطع ہو الحاصل وجود ابلیس کا نار سے ہونا اور جنی ہونا اور اوسکا ہونا صحیح ہونا استثناء کا قاعدہ نحوی قابل تسلیم ہوچکا تو اب ضرور ہے کہ مطابق آیت اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ اور یہی آیت اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ہم تسلیم کرینگے کہ وہی ابلیس اور اوسکا گروہ ہمارا دشمن ہے اور موسوس و مغوی بہی ہے

اور ہم بھی اوسکے دشمن ہین اور اوسی پرہیز کرنا اور ہوشیار رہنا لازم ہے نہ کہ اپنی قوت بدنی
سے جو ہرگز ہماری دشمن نہین ہوسکتی نہ وہ صاحب خروج جنود ہے کہ کوئی لشکر رکہتی ہو نہ
اوسکو بنی آدم کے دوزخی ہونے نہونے سے کچہ غرض اور فائدہ ہے یہ اوسی دشمن دغاباز شیطان
کا کام ہے جو وعدہ کرچکا ہے کہ بنی آدم کو اپنے ساتہ دوزخ مین لیجاویگا اور کافر و مشرک بناویگا
اور اوسی کی عبادت سے ہمکو خبری ہے اِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ
إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۞ یعنے پہلے شیطان اغوا کر کے
کافر بناتا ہے پہر کہتا ہے کہ تجہسے بری ہون مین تو خدا سے ڈرتا ہون غور کیجیے کہ قوت بدنی
جو خواہ نخواہ جزو لاینفک ہے کیونکر عذاب کفر سے بری ہوسکتی ہے اور اوسکو کافر بنانے سے
کیا فائدہ خود بہی تو جسم کے ساتہ معذب فی النار ہوجائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ محض
تفریح طبع کی طرف راجع ہوگی نہ واسطے دشمنی کرنیکے یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے
او نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہین
اور اوس دنیا پرستی کو شر نفس بولتے ہین اور پناہ مانگتے ہین بلکہ شیطان سے تشبیہ دیتے نکتے
ہین نتیجہ قرآن مین آیا ہے قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ
أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۞ یعنے ایک عفریت
نے سلیمان سے کہا کہ مین تخت بلقیس کو لاسکتا ہون آپکی اوٹہنے سے پہلے [illegible]
جن اور اوسکے اقسام کا ماننا لینا پڑیگا ورنہ تخت بلقیس کو اوٹہالانا کیونکر صحیح ہوگا ہشتم
قرآن شریف مین ہے مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ
وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا الآیہ ظاہر ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے
شہرت دی کہ سحر کرنا سلیمان کا کام تہا تو خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے
بری ہے یہ شیطان اپنی کفریات سکہاتے ہین اور سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہین وجود
خارجی شیاطین کا قابل انکار نہین ہوسکتا ہے ہفتم قرآن مین بہت آیات سے ثابت ہے
کہ شیطان اپنی پرستش کراتا ہے اور مشرک بناتا ہے چنانچہ ایک آیت مین عَبَدَ الطَّاغُوتَ
کا لفظ ہے اور دوسری آیت مین ہے يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ

و ہوا نفس ۱۲

۱۲

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اى باب ميرى مت پرستش کر شیطان کی بیشک شیطان ہے خدا کا
نافرمان بردار باپ حضرت ابراہیم کا قوۂ بدنی کی پرستش نہین کرتا تھا ہشتم ضرب شیطان کا
ثبوت تو ہم دے چکے اب دیکھیے کہ ذریت و قوم شیطان کا بھی قرآن مین ذکر ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرمایا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ نہین معلوم کہ قوۂ جسمانی کی اولاد اور لشکر اور قوم کہان سے آویگی اور یہ آیت
کیونکر مطابقت کریگی نہم قرآن مین ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ نازل ہونا شیطان کا خبرین غیب کی لانیکے واسطے کاہنون کو بابر
وجود خارجی پر دلالت کرتا ہے دہم خاتمہ سورہ ناس یعنی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الخ
کو ملاحظہ کیجیے کہ اوسکا انطباق قوۂ مختصرہ پر نہین ہوسکیگا یازدہم قرآن مین ہے
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنے گہبرا لے جسکو گہبرا سکے اونمین
اپنی آواز سے اور پکار لا اونپر اپنے سوار اور پیدل سے اور ساجھا کر لے اونکے مال
اور اولاد مین ظاہر ہے کہ قوۂ بہیمہ کو نہ لشکر ہے نہ تمام آیت کا مضمون اوسپر صادق ہے
پھر بھی اگر منظور نہ مانین تو شرکت شیطان کی بلفظ جن اولاد انسان مین حدیث سے
ثابت کیے دیتے ہین چنانچہ سنن ابی داود مین ہے عن عائشۃ رض قالت قال
رسول اللّٰہ صلعم هل رءى او كلمة غيرها فيكم المغربون قلت وما المغربون
قال الذين يشترك فيهم الجن بلفظه یعنے شیطان شریک
ہوتا ہے زنا کی اولاد کے نطفہ مین اونکو مغربون کہتے ہین دوازدہم قرآن مین ہے
فَلَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ظاہر ہے کہ گہٹنو
کے بل دوزخ مین شیطان گریگا نہ قوای بسیطہ غیر مجسمہ سیزدہم قرآن مین ایک ہی
ابلیس کا ذکر ہے جو واسطے سجدہ کے ساتھ ملایک کے مامور ہوکر نافرمانی سے مردود
ہوا اوسکے باب مین فرمایا ہے عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ یعنے خدا نے
آدم کو خبر دی کہ یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی پھر کیونکر قوۂ بہیمہ مراد لیجاے

وہ تو صرف آدم کی دشمن ٹھہرائی جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اپنے ہی بدن مین آدم کیواسطے
وہ دشمن تہی نہ پرائی روح کی تہی اور حضرت حوا کی قوۃ بہیمیہ جسمانی کا نہ کچہ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی
قوۃ حوا کی دشمن ہوسکتی تہی بلکہ زوجہ کے ساتہ رغبت کرنا اور شہوت مباشرت کی طرف
رجوع کرانا قوای جسمانی آدم کا عین اثر کامل سمجہا چاہیے پہر ایک ہی قوۃ آدم کی دونون دشمن
نہین ہوسکتی ومن ادعی فعلیہ البیان چہاردہم قرآن شریف مین ہے یَا اَبَتِ اِنِّیٓ
اَخَافُ اَنۡ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَکُوۡنَ لِلشَّیۡطٰنِ وَلِیًّا
یعنے حضرت ابراہیم نے کہا ای میرے باپ مجکو خوف ہے کہ کہین آ لگے تجکو آفت خدا کی
یہان سے پہر تو ہوجاوے شیطان کا ساتہی غور فرمایئے کہ قوۃ بہیمیہ تو ہر وقت ساتہی اور
رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوسکا ساتہی ہوجانا اور نہ ہوجانا کیونکر فرمایا جاتا
ہان شیطان کا کسی وقت ساتہی ہونا کسی وقت نہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا
ساتہ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیوقت شیطان کی رفاقت باعث خلود فی النار
ہوجاوے گی الا قوۃ جسمانی سے یہان تطابق نہین ہوسکتا پانزدہم کلام الٰہی مین آیا ہے
وَقَالَ الشَّیۡطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَوَعَدۡتُّکُمۡ
فَاَخۡلَفۡتُکُمۡ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ فَلَا
تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَمَاۤ
اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ
اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ تطابق مضمون آیت کا قوۃ بہیمیہ کے
ساتہ متعذر ہے کئی وجہ سے اول وہ جسم انسانی سے خالی نہین ہے جو اپنے تئین
اہل دوزخ سے بری ہونیکی تقریر کرے دوم اقتضا اوسکا جو کچہ ٹہرایا جاوے مگر وہ
کوئی وعدہ نہین کرتی ہے جیسا کہ شیاطین مشرکون کے ساتہ وعدہ کرتے ہین کہ ہم تمکو
عذاب آخرت سے بچا لینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹہر کر اور اسی امید پر وہ شرک
کراتے ہین اور مشرک سمجہتے ہین ہٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنۡدَ اللّٰہِ لکن قوۃ جسمانی کو
نہ کوئی کافر مشرک شفیع اپنا خدا کے یہان سمجہتا ہے نہ اوسکو اپنا معبود جانتے ہین نہ وہ

کیا وعدہ کرینگی اور کہان سے دہوکا دینے کی عقل اوسکو حاصل ہوگی سوم ما کان لی علیکم
من سلطان قوت بہیمیہ پر منطبق نہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے پہر ضمیر حرف لی کے مغائر علیکم
کی ہونی ضرور ہے یعنی علیکم مین انسان کامل کے ساتہ خطاب ہے جسمین تمام قوی بہی شامل
ہین نہ بعض اجزاے جسمانی کے ساتہ لامحالہ وہ متکلم غیر انسان ہوگا جو شیطان رجیم ہے چہارم
فلا تلوموني ولوموا انفسكم بہی قوت جسمانی پر دلالت نہین کرتا ہے اور تقریر اوپر کے یہان
بہی قائم ہے اور اس لفظ نے وہ شبہہ بہی رفع کردیا جو صاحب اسد الہ بادی کی عبارت سے
تبیین الکلام مین جناب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی ابلیس کا انکار سمجہا ہے
حالانکہ یہان صاف آیت مین موجود ہے کہ شیطان کہیگا کہ تم خود اپنے ہی نفس کو ملامت
کرو جسنے میرا کہنا مانا مین نے تو صرف اپنی طرف بولایا تہا اب مین تمہارے نفس کو دوزخ سے
بچانے پر قادر نہین ہون بس ظاہر ہوگیا کہ شیطان ما عدای نفس انسان ہے اور یہی
موسوس اور مغوی اور دہوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہوجانے والا
ہے نہ کوئی قوت جسمانی پنجم لفظ بما اشرکتمون ہرگز قوت جسمانی پر صادق نہین آئیگا کیونکہ
خدا کا شریک اپنی ہی قوت بدنی کو کوئی کافر و مشرک نہین ٹہراتا ہے ہان شیطان کی پرستش
کرتے ہین وہ بتون مین سے کبہی کبہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی
اعمال شرک کو دیتا ہے کما لا یخفی ششم لفظ دیہم معنی وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ
قوت بہیمیہ پر کیونکہ منطبق ہوگی یعنی کسی انسان کی قوت قسم کہا کر نفس سے باتین
نہین کرتی ہے اگر بہت کوشش ثبوت مین کسی قوت کی فرمائی جائیگی تب بہی قدرت
جسمانی کے معنی سے قوت خارج نہوگی اور بعد بہ ادعی رہ کر شہوات نفسانیہ کا ظہور مین آنا جناب عالی
قائم کرسکینگی نہ کچہ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بدل نہین سکتی ہین نہ خلاف علم حکمت کی تقریر
کرسکتے ہین ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جس کسی قوت کا نام کتب فن مین کچہ مقرر ہوا وسکو
دوسری لفظ کے ساتہ مجازاً بولتے ہونگے لاکن محل و مبدء و تعریف کی تبدیل متعذر ہے
تو پہر کیونکر با قدرت قوت قسم کہا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بہی اگر حقیقی نہ سمجہینگی تو پہر سارا
قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو بہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجرد تاکید کا نام قسم ہے تو

إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ کہان جائیگا فتدبر علاوہ اسکے قسم کہانے والا واحد ہے یعنی وہی ابلیس جسکا اوپر سے ذکر چلا آیا ہے اور ضمیر تثنیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اوسے ایک ابلیس نے دونوں کے سامنے قسم کہائی — اس بات کی تصدیق پر کہ مین تمہارا خیر خواہ ہون اور نیک صلاح دیتا ہون آپ ذرا غور فرمایئے کہ جناب عالی نے صرف قوۃ آدم کو ابلیس ٹھہرایا ہے نہ قوت حضرت حوا کو بھی کیونکہ حکم سجدہ کا واسطے آدم کے تہا خواہ وہ سجدہ آپ ہی کا مخترعہ ہو خواہ حقیقی ہو مگر بہرکیف سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کر دیا ہے قواے آدم پر بس ضرور ہوا کہ ابلیس قسم کہانے والا بھی وہ ہی ایک قوت آدم کی ہو تو آپ ارشاد فرمایئے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لاکر حضرت آدم کی قوت نے دادی صاحبہ کو کس طرح پکارا اور کیسی قسم کہا کر سمجہا دیا اور کیونکر تاکید کر دی وہ جو الفاظ ظرافت آمیز تقریر زبانی مین حضور بولا کرتے ہین کہ شیطان نے حوا سے کیا کہا ہوگا اب یہان یاد کر لیجیے والعاقل تکفیہ الاشارہ غرض کہ تمام آیات قرانی کا لکہنا ضرور نہین ہے اسقدر بہی انصاف دوست حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر متعصب کا کچہ علاج نہین ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیجائیگی تو مخالفت کتاب و سنت سے باز آوینگے ورنہ بیفائدہ ہوگا گو ہم سارا قرآن پڑہ بہی سنا ئینگے فائدہ جناب موحد ملت نیچریہ نے تعصب کی مذمت اپنی تقریر مین جو لکہی ہے اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص پکا مضبوط عقائد اہل سنت و مذہب حنفیہ شافعیہ حنبلیہ مالکیہ پر ہو اور مخالفت جمہور و ترک جماعت کو نہ مانتا ہو اوسکو گویا متعصب کہنے لگتے ہین اور پردہ پردہ یہ جاتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری مخترعات کو نہ مانے تو وہ متعصب قرار پاوے لہذا ایک حدیث سنن ابی داؤد سے ہم لکہے دیتے ہین تاکہ تعصب کی مراد اوسکی معلوم ہو جاوے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امر ناحق کی پیروی کرتا ہو اور اوسکی طرف دعوۃ و نصرۃ قوم کی کرے اوسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سنن ابی داود مین ہے

باب العصبیہ عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال من نصر قومہ على غیر الحق فھو کالبعیر الذی ردی فھو ینزع بذنبہ بلفظہ یعنے جو شخص نصرۃ دیگا اپنی قوم کو ناحق پر وہ ہلاکت و گناہ مین ایسا کریگا جیسے اونٹ کو تین مین کرے اور دم کہینچنے سے نہ نکل سکے

بعد بیش کیے کتاب اللہ کی اب ہم چند احادیث رسول اللہ صلعم کی اپنے مذہب مختار کے ثبوت
مین نقل کرتے ہین ۔ مشکوٰۃ شریف مین ہے ۔ عن ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اذا قرء ابن ادم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی
یقول یا ویلتی امر ابن اٰدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت
بالسجود فابیت فلی النار رواہ مسلم (یعنی بنی آدم جسوقت
سجدے کی کوئی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے ہاے
افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنیکا اوسنے سجدہ کیا اور اب اوسکے واسطے بہشت ہے
مگر مجکو حکم دیا گیا سجدے کا پہر مین نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے) اس حدیث سے
کئی فائدے حاصل ہوتے ہین اولاً مامور بسجدہ ابلیس تہا جسکا وجود خارجی تحقق ہے اور جو
بنی آدم کو دیکھکر روتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوۃ بہیمیہ خواہ کوئی دوسری
قوۃ مراد نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کسی بنی آدم کو ایسا اتفاق نہین ہوتا ہے کہ جب وہ خود یا دوسرا
قاری قرآن کو سجدہ تلاوت مین دیکہتا ہو تو اوسکی ایک قوت کا اطاعت نکرنا یعنے وہ سجدہ
نکرنا جو مخاطب نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ وزاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کرکے خوش ہوتا ہے
اور اوسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ ہمکو جنت ملیگی مگر خود ہی یہ خیال نہین کرتا ہے کہ ہماری
ایک قوۃ دوزخ کو جائیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے پہر اوسی کا ایک
جزو بدل روئے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی
سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ مین دیکہنا حاشا کہ کسی مسلمان کو خیال بہی
اوسوقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعی جہنمی ہوچکے ہین یا
ہماری ایک قوۃ جہنم کو جائیگی شاید حضور کو ہوتا ہو گا دوم یہ بہی ثابت ہوگیا کہ سجدہ سے
مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکہنا جناب حامی ملت نیچریہ نے جو اوسکے معنی
قوۃ بدن کی اطاعت کی ٹہرائے ہین غلط ہین کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی
ہوتا ہے اوسی کو دیکہکر شیطان رجیم اپنے سجدہ نکرنے پر حسرت کرتا ہے سوم شیطان
کا اس قابل وجود ہے کہ رونا و حسرت کرنا و دیکہنا اوسکا ثابت ہے یعنی وجود خارجی

ابلیس مین کیا کلام ہوسکتا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ہرگز تفسیر مخترعہ جناب عالی سے
نہین ہوسکتی کیا عجب ہے کہ پہلے ہی حدیث سے خاتمہ اپنے مذہب کا دیکھکر کسی تاویل علیل آمادہ
ہون مگر ہم مجبور ہین اگر ایسی عمدہ حدیث نمانینگے فبای حدیث بعدہ یؤمنون انصاف کرین کہ
ایسا کب ظہور مین آتا ہے کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوۃ بہیمیہ رویا کرتی ہے
اور ایسا خیال کرتی ہی جو حدیث مین مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہے صحیح مسلم
مین ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثم قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا وبسط
یدہ کانہ یتناول شیئا فلما فرغ من الصلوٰۃ قلنا یا رسول اللہ قد سمعناک
تقول فی الصلوٰۃ شیئا لم نسمعک تقولہ قبل ذلک ورأیناک
بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار
لیجعلہ فی وجہی فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مراۃ
ثم قلت العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ثم
اردت اخذہ واللہ لولا دعوۃ اخینا سلیمان لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اہل المدینۃ
ف۔ حضرت سلیمان نے دعا کی تہی کہ میرے بعد حکومت جن وشیاطین وغیرہ پر کسیکو نہووے
تسخیر جن وشیاطین وطیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان سے ہوگئی ہے قرآن شریف مین
اسکا ذکر ہوا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز مین آکر چاہا کہ انگارہ
آگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر مارے اور حضرت نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر باندہ رکہین ایسا
کہ صبح کو مدینہ کے لڑکے اوس سے کہیلین مگر بنظر دعای حضرت سلیمان کے چہوڑ دیا۔ پس
وجود خارجی ابلیس مین کیا کلام رہگیا۔ اور مشکوٰۃ مین حدیث ہے عن جابرؓ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء
ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منہ منزلۃ اعظمہم فتنۃ
یجیٔ احدہم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا
قال ثم یجیٔ احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین

امرعۃ قال فیدنیہ منہ ویقول نعم انت قال الاعمش اراہ قال فیلتزمہ رواہ مسلم
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت دریا پر رکہا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے
اغوای بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور اونمین سے زیادہ تقرب اوسکو ہوتا ہے جو اغوا مین کوئی
بڑا کام کر کے آتا ہے پہر آتا ہے ایک اون لشکریون مین کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا مین نے
کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچہہ بہی نہین کیا پہر ایک آکر بولتا ہے کہ ابن آدم کو مین نے
نہین چہوڑا یہان تک کہ جورو خصم مین مفارقت کرادی تب اوسکو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے
اور کہتا ہے کہ تو ہی اچہا ہے اور وہ ہی ملازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے — برای خدا
انصاف سے فرمایئے کہ قوت بہیمیہ سے اور مضمون حدیث کیا علاقہ ہے اور اس سے زیادہ
کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس و جنود ابلیس کا درکار ہی ہے ایک حدیث تمام اوہام کا ازالہ
کر رہی ہے — اور مشکوٰۃ شریف مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلعم
رصوا صفوفکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی
لاری الشیطان یدخل من خلل الصفوف کانہا الحذف رواہ ابوداود اور
احمد کی روایت مین بہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلۃ الحذف
حضرت رسول صلعم قسم خدا کی کہاتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز مین
داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لہذا تاکید فرماتے ہین نمازیون کو کہ صفون مین فاصلہ نہ چہوڑا کرو
ملکر کہڑے ہوا کرو اب کسی مسلمان کی بہلا کیونکر یہ جرات ہو سکتی ہے کہ حضرت صلعم کی قسم کو
جہوٹا سمجہے یا تحریف معنوی مین مبتلا ہو — ہرگز کوئی قوت بہیمیہ صورت بنا کر خارج مین نہین جاتی
نہ کسیکو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکوٰۃ مین ہے عن ابن مسعود
قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجل فقیل لہ مازال نائما حتی اصبح ما
قام الی الصلوٰۃ قال ذلک رجل بال الشیطان فی اذنہ او قال فی اذنیہ متفق علیہ
— یہ حدیث متفق علیہ بخاری ومسلم کی ہے اور وجود خارجی ابلیس پر دال ہے اوسکا
فعل خارجی گو ہمکو نظر نہ آتا ہو مگر ہمارے رسول صلعم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہین ہو سکتی
اور مطابقت اوسکی قوت بہیمیہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اوسپر صادق نہین آتا

نہ کسی لغت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہوسکتا ہے ہان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ
دریافت کر لیتے ہین چنانچہ اس حدیث کے شراح نے بیان بھی کر دیا ہے شرح مشکوۃ کی
ملاحظہ فرمایئے ـــ اور مشکوۃ مین ہے عن ابن مسعودؓ قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ
من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی
علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر ۔
رواہ مسلم اس حدیث کا ترجمہ تبیین الکلام مین خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا ہے
ـــ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم سے (یعنے بنی نوع
انسان مین سے کوئی نہین ہے جسکے ساتھ ایک اوسکا ساتھی جن یعنے شیطان ہے
اور ایک ساتھی فرشتون مین سے نہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو بھی آپ نے
فرمایا کہ میرے بھی لیکن اللہ تعالے نے میری مدد کی اوسپر پھر وہ مطیع ہو گیا مجکو کچھ نہین کہتا
مگر بھلائی کا اور بعد لکھنے ترجمہ کے اپنی رای یہ لکھی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ شیطان وہی قوای بہیمیہ ہین جنسے انسان کی ترکیب ہوئی ہے نہ اور کچھ بلفظہ خاکسار عرض
کرتا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی غلطی کی ہین اول اسلم کا لفظ جو حدیث مین
تھا اوس سے یہ مراد تھی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتھ تھا بسبب عنایت الٰہی کے
وعصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہو گیا تھا سو بجاے مسلمان ہو جانے کے مطلق
مطیع ہونا لکھا تھا کہ کسی قدر قوت بہیمیہ پر منطبق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا ورسولکا
اور ایمان لانا وحدانیت و رسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اسلم
سے معلوم ہوتا تھا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہین جس سے مسلمان ہونا نہین
بلکہ استعمالاً اختیار مین آجانا نکلتا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارد ہوا ہے جو صاف دلالت
کرتا ہے کہ شیطان جن ہے پھر کیونکر قوت بہیمیہ جن بھی سمجھی جائیگی خصوصاً کلام
نبوی مین ـــ کہ تحت کلام الخالق وفوق کلام المخلوق فصاحت اور ہدایت مین ہے
پہیلی اور چیستان بوجھنے کو رسول نہین آئے تھے ـــ اور مخاطبین کیونکہ قوۃ بہیمیہ بھی ہونگے

جنہون نے ایاک یا رسول اللہ کہکر سوال کیا تہا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تھے کہ انسان کا لازم ساتہ کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضروریہ سے حضرت کا بہی جسم مبارک خالی نہ تہا انما انا بَشَرٌ مِثلُکُم حضرت کی بہی شان تہی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ مین بہی وہ قوت ہے یا نہین جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب و قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہان متعین و قرین ہونا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہر امنافی شان عصمت کسی قدر سمجہکر سوال کیا تہا اوسکے مطابق جواب ملا کہ وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اب کسی طرح وہ مجکو اغوا نہین کرتا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرتا ہے لاکن بہوک اور پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لوازم بشریت سے ہرگز مبرا ہونا حضرت صلعم کا مسلم نہین ہے بلکہ صحیح ترمذی مین ہے فاختار اللہ لنبیہ صلعم الامرین فکان یطوی الایام لاباکل حتی یشد الحجر علی بطنہ ومع ذالک یطوف علی نسائہ فی الساعۃ الواحدۃ انتہی مختصرًا علی ما نقل عنہ فی القسطلانی اور بخاری مین ہے ان انس ابن مالک حدثہم ان النبی صلعم کان یطوف علی نسائہ فی اللیلۃ الواحدۃ ولہ یومئذ تسع نسوۃ بلفظہ **فائدہ** جو حدیث ہماری مستدل ہی اوس سے بہی ثابت ہوئی کہ جو شیطان حضرت کے ساتہ موکل تہا وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اوسکے شر سے حضرت یہان تک محفوظ تھے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تہا مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دیگر شیاطین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا نکرتے ہون جیسا کہ دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے مگر بہ سبب عصمت و حفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو اون کے شر سے بہی محفوظ رکہتا تہا اور یہان تک حضرت صلعم کو قدرت دیتا تہا کہ اگر چاہتے تو بہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کرکے ستون مسجد سے باندہ دیتے پس توافق کل احادیث مین ظاہر ہوگیا اور جو اکثر دعاؤن مین حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ اونہین شیاطین سے مراد ہے جو شیطنت پر قائم تہے نہ اوس سے بہی جو مسلمان ہوگیا تہا اور شیطنت کے اطلاق سے مبرا ہوا تہا یا واسطے امت اور حفظ اپنی کی بے ایذای جسمانی سے مثل پہینکنے انگارون کے حضرت کے منہ پر۔ فافہم اور مشکواۃ شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ

فاسئلوا اللہ من فضلہ فانہا رات ملکا و اذا سمعتم نہیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان الرجیم فانہ راٰی شیطانا متفق علیہ غور کرنا چاہیے کہ حضرت رسول صلعم صاف فرماتے ہین کہ جسوقت مرغ بانگ دے خدا سے دعا مانگو اوسکے فضل کی کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھکر بولتا ہے مگر جب گدہا بولا کرے تو پناہ مانگا کرو شیطان سے کیونکہ گدہا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے نہین معلوم کیونکر جناب مخاطب قوت انسانی کا وجود خارجی بناکر اس قابل ٹھہرا سکینگے کہ وحشی جانور اوسکو دیکھ سکین لامحالہ وجود خارجی شیطان کا اور اونکے کان لینا پڑیگا کما مخفی مشکوٰۃ مین ہے عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوۃ ذہب حتی یکون مکان الروحاء قال الراوی والروحاء من المدینۃ علی ستۃ وثلثین میلا رواہ مسلم اگر وجود خارجی ابلیس کا نہین ہے تو اذان سنکر ۳۶ میل تک کسکی قوت بہیمیہ بدن سے نکلکر بہاگتی ہے اور کس مصلی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے بدن کی ایک قوت جدا ہوگئی مشکوٰۃ مین ہے عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوۃ فانہا تطلع بین قرنی الشیطان انتہی مختصرا بلفظہ رواہ مسلم اور دوسری حدیث مین ہے ثم اقصر عن الصلوۃ حتی تغرب الشمس فانہا تغرب بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لہ الکفار دونون حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز سے منع کیا ہے کیونکہ ان اوقات مین شیطان کھڑا ہوتا ہے سامنے آفتاب کے اور اپنا سر اوسکی طرف نزدیک کرتا ہے اور سامنے ہوتا ہے آفتاب پرستون کو کہ اوسکو سجدہ کرتے ہین گویا وہ عبادت شیطان کی ہوتی ہے تو ایسے وقت مین سجدہ کرنا خدا کا حضرت رسالت پناہ نے پسند نہین فرمایا اور منع کردیا تاکہ بلاضرورت تنگی وقت وخوف ترک فریضہ کی مشابہت و مماثلت شعار کفار عبد الطاغوت وساجدین للشمس سے پرہیز کرینگے پس احادیث مذکورہ سے وجود خارجی شیطان کا لازم آتا ہے اور قوت بہیمیہ سے کچھ تعلق

نہین ہوتا مشکوٰۃ شریف مین آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمرؓ اذا جلس فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعها بصرہ ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لهی اشد علی الشیطان من الحدید یعنی السبابۃ رواہ احمد

انصاف کیجیے کہ جب کوئی مصلی نماز مین وقت تشہد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے تو گویا اوسکی قوت بہیمیہ کو نوک سنان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے ہان یہ اشارہ شیطان پر شاق گذرتا ہے اوسکو وہ ایذا ہوتی ہے جو حدیث مین مذکور ہے وهو المقصود —

مشکوٰۃ شریف مین ہے عن ابی هريرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ الشیطان حین یولد فیستهل صارخا من مس الشیطان غیر مریم وابنها متفق علیہ

اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام مین کیا ہے اور بعدہ اپنی رائے لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے — اسی کتاب مین بخاری اور مسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بچہ بنی آدم کا نہین ہے جسکی پیدائش کے وقت شیطان نے اوسکو نچھوا ہو پھر وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سوای مریم اور اونکی بیٹے حضرت مسیح کی — پس غور کرو کہ رونا بچہ کا ہر وقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے بسبب تحریک قوائے بہیمیہ کے جسکو اس جگہ شیطان کے چھونے سے تعبیر کیا گیا ہے — حضرت مریمؑ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس بات سے اسلیے مستثنی کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسان مین ہے اور جو اوسکی عفت وعصمت مین خلل انداز ہین اوس سے اونکا بری ہونا ظاہرا ثابت کیا جاے انتہی بلفظہ اقول تاویل علیل جناب مخاطب کی کئی وجہ سے مخدوش ہے اول لا نسلم کہ رونا بچہ کا بسبب تحریک اوس قوت خاص کے ہو جو

جسکا نام آپنے شیطان رکہا ہے اپنے دعوے کو علم حکمت کے برہان فارغ عن الاحتمال سے ثابت
کیجے ورنہ بمقابلہ نص صریح کے محض تحکم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ طرف قوت انسانی
کے حدیث مین نہین ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ شیطان بولا کرین اور قوت جسمانی خاص
مراد لین تو یہ خلاف تبادر اذہان کے کیونکر آپ کے معنی صحیح ہو سکتے ہین سوم مس ایک فعل
ایسا خارجی ہے جسکا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہین رکہتی
ہے تو قابلیت مس کی ہی معدوم ہے والا وجود خارجی ابلیس سے انکار اور قوت انسانی کی
وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لانسلم کہ حضرت مریمؑ خواہ حضرت مسیح انسان کامل نتہے جو
کسی قوت سے وہ دونون مستثنے ہون بلکہ مثل عیسی کمثل آدم سمجہنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت
مسیح انسان ناقص ہون اور یہ امر کسی قاعدہ علمی کے موافق نہین ہو سکتا ہے پنجم حضرت
مخاطب نے ہرگز نہین سمجہا ہے کہ قصہ استثناء حضرت مریمؑ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہی
اصل بات یہ ہے کہ یہ دعا پہلے سے قبول ہو چکی تہی کہ حضرت مریم کو اور اونکی ذریت کو شر شیطان
رجیم سے بناہ ملیگی چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے اِنِّیۡۤ اُعِیۡذُہَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَہَا مِنَ
الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے
دعا قبول ہو چکی تہی کہ شیطان کے شر سے وہ دونون نفوس قدسیہ محفوظ رہین گے اور ویسا ہی
واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والا مراتب کے موافق ہو سکتے ہین موطا امام مالک
مین ہے اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرأی عفریتا من الجن
یطلبہ بشعلۃ من نار کلما التفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رآہ فقال لہ جبرئیل افلا اعلمک کلمات تقولہن اذا انت قلتہن
طفئت شعلتہ وخر لفیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلی فقال جبرئیل
قل اعوذ بوجہ اللہ الکریم الخ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان رجیم کو حضرت
صلعم نے دیکہا اور اوسنے جو شعلہ آتش سے جلا دینے کا قصد کیا تہا اوسکے بجہا دینے کو واسطے
جبرئیل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کے مطابقت اس حدیث کی قوت بہیمیہ کے ساتہ ہرگز
نہین ہو سکتی ہے کیونکہ ساتہ عفریت کی لفظ جن کا بہی موجود ہے اور قوت انسانی نظر نہین آتی ہی

ندا دیں نکا وہ فعل سے کسی پر انگارا آگ کا پہینک سکے کما لا یخفی اور مشکوۃ شریف مین ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبہ باصبعہ
حین یولد الخ ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ کی اونگلیان ہین جو بچے کی پسلی مین چبہوے نہ خارج بدن
انسان پر وہ حرکت کر سکتی ہے وھو ادعی فعلیہ البیان مشکوۃ شریف مین ہے عن حذیفہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا
یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم ایضا فیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللہ تعالی عند دخولہ وعند طعامہ
یقول الشیطان لا مبیت لکم ولا عشاء واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال
الشیطان ادرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت والعشاء
رواہ مسلم ایضا فیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکلن
احدکم بشمالہ ولا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا
رواہ مسلم ایضا فیہ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
یحضر احدکم عند کل شیء من شانہ حتی یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت
من احدکم اللقمۃ فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیاکلہا ولا یدعہا
للشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ای
طعامہ تکون البرکۃ رواہ مسلم.

چارون احادیث مذکورہ سے فوائد معلوم ہوئے اول جس طعام پر خدا کا نام نہ لیا جاے
شیطان اوس کہانے مین شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لینے نام خدا کے گہر مین داخل
ہوتا ہے تو شیطان کو بہی اوسکے گہر مین رات کا رہنا میسر آتا ہے والا فلا علی ہذا القیاس جب بغیر
لینے نام خدا کے گہر مین داخل ہوتا ہے اور کہانا بہی کہاتا ہے تو شیطان کو اوسکے گہر مین اوسکا
رہنا اور کہانا میسر ہوتا ہے والا فلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اب تمکو بیتوت
اور طعام دونون میسر آتے چہارم قوت بہیمیہ کا کام نہین ہے کہ وہ داہنے ہاتہ سے نہ کہایا کرے
نہ پیا کرے لہو بائین ہاتہ سے کہاتی پیتی ہو مگر شیطان کی یہ عادت حدیث مین مذکور ہوتی ہے

شیاطین

بیچ جو لقمہ گر پڑے اوسکو جہاڑ پونچہ کر اگر نہ کہا یا جاوے تو وہ شیطان کو ملتا ہے مگر قوت بہیمیہ کا یہ طعام و غذا نہین ہے کما لایخفی ظاہر ہے کہ قوت انسان کی ایسی شے نہین ہے کہ اوس کا داخل ہونا یا نہونا گہر مین یا کہانے سے محروم ہونا نہونا صحیح ہو سکے ہر روز و ہر شب و ہر ایک طعام کے وقت انسان کے ساتھ قوۃ رہتی ہے اور اوسکا جزو لا ینفک ہے پس متعین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی ہے جو کبھی داخل ہو سکتا ہے اور کبھی نہین فافہم مشکوۃ مین[15] ہے عن[18] عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان الملئکۃ تنزل فی العنان وہو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق[16] الشیاطین السمع الحدیث غور کیجیے کہ جب ملائک آسمین احکام الٰہی کو بیان کرتے ہین تو کسی انسان کی قوت بہیمیہ واسطے استراق سمع کو وہان جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لامحالہ یہ کام اوسی شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث مین ہے اور جو خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہو گیا مشکوۃ مین[17] ہے عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رءانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان خواب مین صورت انسان کی بنا کر دکہا سکتا ہے سوای صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کام کسی آدمی کی قوۃ بہیمیہ کا نہین ہے عن[۲] جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذہب ساعۃ من اللیل فخلوہم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا الخ اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوسکے پہرتے ہین اور خدا کا نام لیکر جو دروازہ بند کیا جاوے اوس گہر مین داخل ہوتے ہین مگر قوۃ بہیمیہ کا ہرگز یہ کام نہین ہے پہر وجود خارجی شیاطین مین کیا شک باقی رہیگا مشکوۃ مین ہے عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لما صور اللہ ادم فی الجنۃ ترکہ ما شاء اللہ ان یترکہ فجعل ابلیس لیطیف بہ ینظر ما ہو فلما راٰہ اجوف عرف انہ خلق خلقا لا یتمالک ہ

رواہ مسلم یعنی جب خدا نے آدم کو بنا کر بہشت مین رکھا تو ابلیس دیکھنے لگا کہ وہ کیسا شخص ہے اور اسکے
گرد گھومتا پھرا پھر جب دیکھا ابلیس نے کہ وہ اندر سے خالی ہے تو سمجھا کہ اوسکی خلقت مضبوط نہین ہے
ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ سے مطابقت مضمون حدیث کی نہین ہو سکتی تو وجود خارجی ابلیس کا تسلیم کرنا بر
تسلیم ہے فقد بر موطا امام مالک مین ایک حدیث طویل مین سانپ کے مار ڈالنے کے باب مین
مذکور ہے فقال صلعم ان بالمدینة جنا قد اسلموا فاذا رأیتم منهم شیئا فاذنوه
ثلثة ایام فان بدا لکم بعد ذلک فاقتلوه فانما هو الشیطان یعنی حضرت صلعم نے
فرمایا کہ مدینہ مین مسلمان جن ہین جب دیکھو یعنی سانپ کی شکل مین تین روز تک کی اجازت دو کہ
گھر سے نکل جاوین پھر اگر بعد اوسکے بھی نظر آوے تو اوس سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ نہین ہے مگر شیطان
اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جن اور شیاطین سانپ بنکر گھرون مین پھرتے ہین جو مسلمان جن سانپ
بنکر آتا ہے تو وہ تین روز کے عرصہ مین نکل جاتا ہے مگر شیطان نہین نکلتا ہے لہذا اوسکو مار ڈالنے کا حکم دیا الوجود خارجی
جن اور شیطان کا لازم آیا اور ان دونون قسم کو شکل حیوانات ذی روح کی بنا لینے کا بھی اختیار
ثابت ہوا اور یہ بھی مان لینا پڑا کہ شیطان بھی ایک قسم جن کی ہے نہ قوت بہیمیہ ہو المقصود اور اسی
کے موافق ہے حدیث سنن ابی داود مین انه سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ
صلعم ان الهوام من الجن فمن رأی فی بیته شیئا فلیحرج علیه ثلث مرات
فان عاد فلیقتله فانه شیطان بلفظه اور اسی مقام پر چند احادیث
اور بھی بمضمون واحد موجود ہین من شاء فلیرجع الیه سنن ابی داود مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے
باب فی اطفاء النار باللیل مین ایک حدیث مین یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی لیگیا
اور اوس سے آگ لگ گئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو
کیونکہ شیطان چوہے کو آمادہ کرتا ہے اس فعل پر پھر جلا دیتا ہے تمکو الفاظ حدیث کی بقدر ضرورت
فقال اذا نمتم فاطفئوا سرجکم فان الشیطان یدل مثل هذه علی هذا فیحرقکم
غور فرمایئے کہ کس انسان کی قوت بہیمیہ چوہون کو بہکانے کیواسطے جاتی ہے جسکا نام شیطان کہا
ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب چوہون مین بھی قوی ملکی اور شیطانی اور سجدہ
بصورت اطاعت وشجرہ علم وعقل او تکلیف اوامر ونواہی وغیرہ مثل آدم کے قائم کردین ہوگا

بنصحک علیہ الشکلی مشکوٰۃ مین ہے عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیه سورة البقرة
رواه مسلم یعنے سورہ بقر جس گہر مین پڑہی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے بہاگ جاتا ہے نہین معلوم
کسکے بدن سے قوت بہیمہ نکل جاتی ہے فافہم مشکوٰۃ شریف مین بخاری سے حدیث نقل کی ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ کو حضرت صلعم نے متعین کیا تہا واسطے جمع کرکے تقسیم کرنے صدقہ
الفطر کی اور غلہ کا انبار لگا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اور لپین بہر بہر کہ غلہ لیجانے لگا ابو ہریرہ نے
پکڑ لیا اوسنے کہا کہ مین محتاج ہون چہوڑ دو پہر نہ آونگا ابو ہریرہ نے چہوڑ دیا تب حضرت رسول الله
صلعم نے ابو ہریرہ کو خبر دی کہ وہ جہوٹا ہے پہر بہی آویگا چنانچہ وہ پہر آیا اور پہر ویسا سانحہ واقع ہوا
تیسری بار اوسکو ابو ہریرہ نے پہر پکڑا اور کہا کہ نچہوڑونگا جبتک تجکو حضور مین سرور عالم صلے الله
علیہ وسلم کے نلیجاونگا اوسنے کہا کہ مجہکو چہوڑ دو مین تمکو چند کلمات مفید بتادونگا ابو ہریرہ نے
چہوڑ دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بچہونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑہ لیا کرو تو
شیطان تمہارے قریب نہ آنے پاویگا صبح تک جب ابو ہریرہ حضرت رسول صلعم کی
خدمت مین حاضر ہوے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتون مین جہوٹا ہے
مگر اتنی بات اوسنے سچ کہی کہ آیۃ الکرسی پڑہنے سے شیطان قریب نہین آتا ہے پہر
حضرت نے فرمایا کہ تمنے جانا اے ابو ہریرہ کہ وہ کون تہا یعنے جسکو تمنے پکڑا تہا اور چہوڑ دیا
اور آیۃ الکرسی کا اثر بتا گیا ابو ہریرہ نے کہا کہ نہین معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان
تہا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکہتا ہون قال دعنی اعلمک کلمات
ینفعک الله بها اذا اویت الی فراشک فاقرأ اية الكرسی الله لا اله الا
هو الحی القیوم حتی تختم الآية فانك لن يزال عليك من الله حافظ
ولا يقربك شيطان حتى تصبح فخليت سبيله فاصبحت فقال لي
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما فعل اسيرك قلت زعم انه يعلمني
كلمات ينفعني الله بها قال اما انه صدقك وهو كذوب تعلم من تخاطب
منذ ثلث ليال قلت لا قال ذاك شيطان رواه البخاري –

انہوں تمام خیالات حضرت مخاطب کا استیصال کلی ہوگیا کیونکہ تین رات تک برابر آدمی کی شکل بنکر
شیطان کا آنا اور صدقات فطر کو کم کردینے کے واسطے اوٹھانا اور ابوہریرہ کا اوسکو پکڑ لینا آخر کار
مجبور ہوکر ایک عمل خیر ابوہریرہ کو سکہانا اور حضرت رسول صلعم کا یہ فرمانا کہ ای ابوہریرہ تجہکو معلوم ہے
کہ تین رات سے تم کس کے مخاطب رہے وہ تو شیطان تہا ایسا صاف اور صریح وجود خارجی ابلیس کا
ثبوت ہے کہ جواب نہیں ہوسکتا **فائدہ لطیفہ** دیکہنے میں آتا ہے کہ جناب مخاطب شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی کے کلام کو معتمد سمجہا کرتے ہیں یہانتک کہ بحوالہ کتاب انتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ حضرت مجدد العصر کی شاہ صاحب ہی کے مذاق پر بیان کی ہے لہذا رسالہ
قول الجمیل ہی سے وہی عبارت بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں ہی ہذہ ولقد خبطہ الشیطان
فیہا فی اذنہ الشہادۃ سبع مرات ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ
جسدا ثم اناب الی آخرہ ——— شفاء العلیل میں اوسکا ترجمہ
لکہا ہے اور جسکو شیطان باولا کر ڈالے یعنے جسپر آسیب کا خلل ہو تو اوسکے داہنے کان میں
یہ آیت سات بار پڑہے الخ الصافیہ ولاہلما م الشیطان بالبیت میں مہیجہم بالجماعۃ
فیہا ہذہ الاخ ہجم انہم یکیدون کیدا واکید کیدا فمہل الکافرین الی اخرہ
ترجمہ اور واسطے قید ہونے شیطان کے گہر سے اور اوسکے بہر کنے کے لیے یہ آیت پڑہی
انہم یکیدون کیدا الخ الحمد للہ کہ بقول محدث دہلوی وجود ابلیس کا اور ہونا اوس کے آسیب کا
بہی ثابت ہوا اگر جناب مخاطب انصاف سے دور نہ جائیں گے تو شاہ ولی اللہ صاحب کے
قول کو اپنا مقبول بنائیں گے ورنہ پہر کس منہ سے اونہیں کے اقوال سے مجدد العصر بنیں
پہنچنے کے واسطے خیال دوڑ ائینگے اسی مقام پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی سے
مضمون ایک حدیث کا قابل گذارش ہے وہی ہذہ ابن ابی الدنیا در مکائد الشیطان از ابن عمر رضی
روایت آوردہ کہ روزی ابلیس با حضرت موسے علیہ السلام برخورد و گفت کہ ای موسی ترا حقتعالی
برسالت خود برگزیدہ و با تو ہمکلام شدہ و من گنہگارم و میخواہم کہ توبہ کنم شفاعت من کن با حقتعالی
توبہ مرا قبول فرماید حضرت موسی علیہ السلام فرمودند کہ آری من درجناب الہی دعا میکنم کہ توبہ
ترا قبول کند حضرت موسی در دعا مشغول شدند از جناب الہی فرمان رسید کہ حقتعالی توبہ اورا

قبول کرد شفاعت تو اور اُنکو کہ بسوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت موسے
این خبر را با ابلیس گفتند ابلیس گفت کہ من زندہ او را سجدہ نکردم مردہ او را چرا سجدہ کنم الخ آب خاکسار
خدمت مخاطب والا مراتب مین عرض کرتا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جس حدیث کا
حوالہ دیا ہے غالبًا ایسے محدث او محقق کذب صریح مین داغدار نہ ٹھہرائے جاتینگے نہ آپ اونکو
ایسا ناواقف فن تنقید حدیث مین بتاتینگے کہ وہ صحیح او سقیم مین تمیز نکرتے ہون تو مقتضای
انصاف دوستی و حق پسندی یہی ہے کہ حضور والا بھی اپنے وساوس پر اصرار نفرماوین
او مخالفت نصوص قرآنی و جمہور اہل اسلام سے باز آوین او حصن حصین مین جو الزام
انتساب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے او مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف
کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے وہ بھی دیباچہ کتاب
مذکور سے ظاہر ہے اوسمین یہ حدیث منقول ہے وان اصیب احد بلمم من
الجن وضعہ بین یدیہ و عوذہ بالفاتحۃ والم الی المفلحون و
الہکم الہ واحد الایۃ و ایۃ الکرسی وللہ ما فی السموات
وما فی الارض الی آخر البقرۃ و شہد اللہ انہ الایۃ وان ربکم
اللہ الذی فی الاعراف الایۃ و فتعالی اللہ الی اخر المومنون و عشر
من اول الصافات الی لازب و ثلث ایات من
آخر الحشر و انہ تعالی الایۃ من الجن و قل
ہو اللہ احد والمعوذتین مس ق ۲ شرح حصن حصین
مختصر جلیل مین حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوسکے متعلق جو فوائد لکھے
ہین وہ بھی ملاحظہ ہون اور جو مبتلا ہووے کوئی ساتھ آسیب کے جن سے بٹھاوے
اوسکو آگے اپنے اور پڑہے اوپر ساتھ الحمد کے الی قولہ المفلحون کی یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے
نے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو
آسیب ہوگیا ہے حضرت نے اوسکو بلاکر یہی عمل کیا پس اوٹھا وہ گویا کہ کچھ خلل نہین رکھتا تھا

کذا ذکر العلی اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی ہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے آدمی
اوپر بسبب ذکر اللہ اور دعا اور تعویذ اور ورد وغیرہ پڑھنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمانے والوں
نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیۃ الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ ایک دفعہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ میں جاتا تھا میں کہ ایک شیطان کو
دیکھا میں اوسکے پاس گیا اور کچھ اوسکے کان میں میں نے پڑھا بس وہ ہوشیار ہوا پھر آنحضرت
صلعم نے پوچھا کہ کیا پڑھا تھا تو نے عرض کیا میں نے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
آخر آیت تک پڑھا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے اگر کوئی ہوشیار اسکو
پہاڑ پر پڑھے تو خوف الٰہی سے وہ بھی گر پڑے کذا ذکر المفسرون حتے قال خصائص کبریٰ میں
بیہقی سے روایت ہے کہ نقل کیا ابودجانہ سے کہا ابودجانہ نے کہ شکوہ لیکیا میں نے رسول خدا
صلعم کے پاس عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ جسوقت کہ میں لیٹتا ہوں بچھونے میں
تو ناگاہ سنتا ہوں گھر اپنے میں آواز مانند آواز چکی کے اور بھنبھناہٹ مانند بھنبھناہٹ
آواز مکھی شہد کی اور دیکھتا ہوں چمک مانند چمک بجلی کے اوٹھایا میں نے سر اپنا گھبراتے
ہوئے ڈرتے ہوئے ناگاہ دیکھا میں ایک سایہ سیاہ لٹکتا ہوا بلند اور لمبا ہوتا جاتا ہے صحن
گھر میرے میں پس قصد کیا میں نے طرف اوسکے پس ہاتھ لگایا میں نے جلد اوسکے کو پس ناگاہ
جلد اوسکی تھی مانند جلد سیہ کے پس پھینکا منہ میرے پر مثل شعلہ آگ کے پس گمان کیا میں نے
کہ اوسنے جلادیا مجھکو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گھر کا یعنی جن برا ہے اے ابودجانہ
پھر فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس دی دوات اور کاغذ حضرت
علی بن ابی طالب کو فرمایا کہ لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ھذا کتاب من محمد
رسول رب العلمین الی من طرق الدار من العمار والزوار والسائحین الا
طارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعۃ فان تک
عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعیا حقا مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق
علینا وعلیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ورسلنا یکتبون
ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا وانطلقوا الی عبدۃ الاصنا

والی من بن عمران مع اللہ الہا اخر لا الہ الا ہو کل شی ہالک الا وجہہ
لہ الحکم والیہ ترجعون تقلبون حصلا تنصرون تمصنون
تفرق اعداء اللہ وبلغت حجۃ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم کہا ابو دجانہ نے پس لے آیا
مین اوسکو اپنے گھر اور رکہا مین نے نیچے سر اپنے کے اور سو رہا مین اوس رات پس نہ جاگا مین مگر
آواز سے چلانے والے کی سے کہتا ہے ای ابو دجانہ جلا دیا مجکو ای ابو دجانہ قسم ہے لات اور عزی
کی ان کلموں نے پس ساتھ تمہارے صاحب کے جب اوٹھا لیگا تو نے یہ کتاب پس نہین ہے ہم
پر ... اور ... ساتھ مین پس صبح کی مین نے پس نماز صبح کی پڑھی مین نے ساتھ رسول اللہ صلعم
کے اور خبر دی مین نے حضرت کو ساتھ اوس چیز کے کہ سنا مین نے جنات سے پس فرمایا ای ابو دجانہ
اوٹھا لو ... پس قسم ہے اوس ذات کی کہ بھیجا مجھے ساتھ حق کے تحقیق وہ پاتے ہین ... عذاب ...
قیامت تک ... اور حصن حصین مین ہے واذا تقولت الغیلان فنادی
بالاذان ... جب نازل ہوں چھلاوے پکار کر کہی اذان فعل کی ...
... عبارت ظفر جلیل کی خاکسار خدمت مین جناب طالب کی عرض کرتا ہے
کہ احادیث ... سے ثابت ہو چکا کہ جن و شیاطین کا وجود خارجی ہے اور آسیب جن کا بھی ہوتا ہے
اور وہ ... بھی داخل ہوتے ہین اور اونکے نام خط بھی لکھے جاتے ہین تو اب یہ قاعدہ
کہ ... باقی رہا کہ جو شئے حواس کے ذریعہ سے معلوم نہو وہ وجود خارجی نہین رکھتی
ہے ... حقیقت کا مرتفع ہو گیا تو معنی مجازی اور وہمی کا اختیار کرنا اور اوسپر اصرار اور استبداد
... فالحمد للہ کہ آیات و احادیث سے امور مفصلہ ذیل ہمنے ثابت کردی اول ابلیس بھی
جن ... ہے اور جن کا اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا نار حقیقی ہے
... خون سے بلکہ سنن ابی داؤد مین ہے ص ۳۰۳ قال قال رسول اللہ صلعم ان الغضب
من الشیطان وان الشیطان خلق من النار سوم بعض انبیاء اور صحابہ نے شیطان کو دیکھا ہے
چہارم ابلیس اور اوسکے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کو اغوا کرتے ہین بلکہ ابلیس کا تخت دریا پہ
رکھا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوای بنی آدم کے بھیجتا ہے اور موافق افعال ہر ایک

شیطان کی داد دیتا ہے پنجم ابلیس اور اوسکی ذریت و قوم سبکی سب دشمن بنی آدم کی ہین ششم اب تک ابلیس روتا ہے سجدہ نکرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ مین دیکھتا ہے جس سے وجود حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی ہفتم کبھی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کبھی بسبب برکت اسماء الہی و تاثیر ادعیہ ماثورہ کی حاضر نہین ہوسکتا اور دور بھاگتا ہے کبھی کا تسلط انسان پر ہوجاتا ہے اور وہ ادعیہ ماثورہ و کلمات طیبہ آیات قرآنی سے دفع ہوجاتا ہے ہشتم یہانتک ابلیس کو تسلط دیا گیا ہے کہ طعام و اموال و اولاد مین بھی شرکت تصرفاً کی حاصل کر لیتا ہے نہم ابلیس صاحب اولاد و صاحب قوم و لشکر ہے اور بعض جانور اوسکو دیکھتے ہین اور جانورونکو بھی ایذا پہنچاتا کرتا ہے اور غول بیابانی بنکر بھی ڈراتا ہے اور نماز مین بھی آکر ستاتا ہے دہم استراق سمع کیواسطے طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مار کہاتا ہے وغیر ذلک من الاعمال والتصرفات تو اب انصاف کرنا چاہیے کہ وجود خارجی ثابت ہونے مین کیا حالت منتظرہ باقی رہتی ہے اور جب یہ ثابت ہوا کہ منکر سجدہ حضرت آدم وہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین نہ قوت انسانی تو اب دیکھنا چاہیے کہ اسکو کس قدر قدرت اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان کرتے ہین کہ خداتعالی ہمکو خبر دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن بھی ہے اور گمراہ کرنے والا بھی ہے انہ عدو مضل مین غور کرو کہ عداوت ابلیس کی اور اوسکے قوم کی انسان کے ساتھ جیسے یقینی ہوگئی اوسی طرح اغواء اور اضلال بھی قطعیات سے ہوگیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہہ کرسکتا ہے کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر مضل نہین ہے کلام الہی نے اس شبہہ کو بھی رفع کردیا ہے اور انہ عدو مضل مین کہکر ہمکو سمجھا دیا ہے اور اسی آیت کے موافق وہ احادیث بھی ہین جنمین وسوسہ شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وسوسہ دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت مین آکر مثلاً نماز مین خلل ڈالے اور خضوع و خشوع مین فرق ڈالے یا دیگر امور خیر مین مخل ہوجاوے دوسرے یہ کہ ہمارے دلونمین وسوسہ پیدا کرے اور مثلاً غصہ کی حالت مین اشتعال طبع بڑہا کر جھگڑا اور خصومت مفارقت و مباینت کرادے اور پھر موافق مضمون حدیث کے عزازیل کی لشکریون مین وہ شیطان سب سے زیادہ تقرب پاوے بہرکیف اضلال کا لفظ قرآن مجید مین ایسا جامع واقع ہوا ہے کہ افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہوگئی کہ اضلال بھی کام ہے شیطان کا تو تسلط اسکا اعضاء ظاہری و باطنی انسان مین تا علم انکا نہ ہوگا اور کیونکر اوسکا تسلط کامل نہ مانا جائیگا

قران شریف کی متعدد آیات سے بھی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہوتا ہے کما مر سابقاً کیف
لا سورہ اعراف میں بھی ہے قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ
یعنے بولا ابلیس جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے میں بیٹھونگا اونکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر یعنے
اونکی بھی راہ مارونگا پھر اونپر آونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اور نہ پاویگا
تو اکثر اونمین شکرگذار موضح القران اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اوسکی
یہ عبارت ہے من بین ایدیھم من قبل دنیاھم یعنی ازینھا فی قلوبھم و
من خلفھم من قبل الاخرة فاقول لا بعث ولا جنة ولا نار وعن
ایمانھم من قبل حسناتھم وعن شمائلھم من قبل سیاٰتھم و معاصیھم
یعنے دنیا کی زینت کو اونکے دلونمین جگہہ دونگا اور آخرت کے باب میں یہ شک ڈالونگا کہ نہ حشر
نشر ہے نہ جنت و نار کی کچھ اصل ہے اور حسنات سے باز رکھونگا اور گناہوں پر راغب کرونگا اور
قتادہ کا یہ قول ہے اتاھم من بین ایدیھم فاخبرھم انہ لا بعث و
لا جنة ولا نار ومن خلفھم من امور الدنیا یزینھا لھم ویدعوھم
الیھا وعن ایمانھم من قبل حسناتھم بطاھم عنھا وعن شمائلھم
زین لھم السیئات والمعاصی ودعاھم الیھا اتاک یا ابن ادم
من کل وجه غیر انه لم یاتک من فوقک لم یستطع ان
یحول بینک وبین رحمة الله کما فی المعالم
الغرض مفسرین کے سے اقوال سے معنی آیت میں اغوای ابلیس ہر قسم کا ظاہر ہوگیا اور یہی آیت
سورہ ہے يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ
مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا یعنے اے اولاد آدم کہیں
بہکا نہ دے تمکو شیطان جیسے نکلوا دیا تمہارے ماں اور باپ یعنے آدم اور حوا کو بہشت سے اور
پہنوا دیا اونسے لباس اونکا الخ یفتننکم کے معنی ہیں یضلنکم کما فی المعالم اور سب

فی زمانناً بعضوں نے ایسا ہی لکھنا شروع کیا ہے کہ جنت و نشر ہم نے جنت سے نار سبب مجاز و استعارہ میں اخذ ہے واقعی شیطان نے اپنا ارادہ فقرہ بھی پورا کر دکھایا ہے اور حضرت قتادہ و ابن عباس کی سیاسی سے صاحب شمس کے مضمون ہر ایک کا بیان ہے قران شریف کا بھی ہمارے ترجمہ میں پورا پورا سمجھنا ہے

زیادہ صاف ہے قول ابلیس کا سورۂ حجر مین ہی لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ
الآیۃ الحاصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسی شیطان رجیم کا کام ہے جسنے
قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوای بنی آدم کے مانگی تھی اور سجدہ سے انکار کیا تھا او
جسکو بنی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن مین اثر پیدا کرنیکا اختیار یہان تک ملا ہے کہ دنیا کی زینت
کو دل مین جگہہ دیتا ہے اور گناہون پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کراتا ہے
اور وسوسہ اوسی اضلال و اغوا کا نام ہے نواب کچھ کلام نہ رہا کہ نماز مین جو وسوسہ ڈالنے والا ایک
خاص شیطان ہے جسکا نام خنزب ہے یا حدیث مین جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے بدن مین
پھرتا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آسیب وہ مین ایک خاص قسم کا
اثر ہوجاتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجی کا کوئی انکار نہین کرسکتا ہے مثلاً سمیت ہوا کی کیسا اثر
پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہین ہوتا ہے وہ ایک طور
کا اثر ہے اسیطرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان مین ایک
تاثیر اغوا و اضلال کی یا ایذا و تکلیف کی پیدا ہوجاتی ہے اور بعض احادیث مین نظر بد کا اثر پیدا
ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت بھی جسم انسان مین ایسا اثر پیدا کرتی ہے
کہ بیماری سے بدتر کردیتی ہے اور صرف اوسی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ
نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہین ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر
اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہین ہے اور بلاشک وہ اثر بدن مین
ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون مین خون جاری تو جس حدیث مین وسوسہ خنزب شیطان کا
ذکر ہے یا خلل انداز ہونا نماز مین شیطان کا اور حضور قلب مصلے مین حجاب ہونا اوسکے وسوسہ
کا مذکور ہے جسکو حائل ہونا بے تکلف کہہ سکتے ہین وہ ہرگز قوت بہیمیہ پر دلالت نہین کرتی
ہے بلکہ وجود ابلیس مین تاکید دیتی ہی اور اثر ابلیس کا بدن مین جا کر تسلط پیدا کرنا او حائل ہونا اوسکے
داخل جسم ہونا اور پھر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا امر نہین ہے جو خلاف عقل ہو
یا اوسپر یجری مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے مشبہ اور مشبہ بہ یعنے شیطان اور خون مین
وجہ تشبیہ کی وہ یہی سرایت ہے جو ہم بیان کرچکے ہین نواب حدیث ثانی بھی ہماری ہے

موئد ٹھیرے گی نہ حضرت مخاطب کی کیونکہ کسی حدیث مین قوت بہیمیہ کا ذکر ہی نہین ہے
اور بعد ثبوت کلی اس امر کے کہ اغوا و اضلال و وسوسہ خاصہ ہے اوسی ابلیس کا اور اوسکے
جنود و ذریت کا جسکے واسطے عدو و مضل صاف فرمایا ہے تو اون احادیث کی بحث جاتی
رہی جسمین اسی قسم کی وساوس و اضلال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہوجانے تعذر
حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لنا لا علینا سمجھے جائینگی کما یعلم الخبیر اور اوسی
مقام پر ہم یہ بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھے ہین کہ جسطرح حقیقت ذات شیطان کی ہمنے ثابت
کر دی کہ وہ جن کی نوع سے ہے اور بنی آدم کا دشمن بھی ہے اور مغوی اور مضل بھی ہے اسی واسطے
اوسکو کہین ابلیس کہین جن کہین شیطان کہین عفریت کہین طاغوت کہین خناس بولا گیا
ہے اسی طرح ہمکو جناب مخاطب یہ امر ثابت کر دین کہ لغت مین یا اہل لسان کے محاورات
مین قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی مین ابلیس و شیطان کہتے ہین مثلاً جب
کہا جاوے کہ انسان مین کتنے قوی ہین تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و باصرہ و حس مشترک و وہم
و خیال و حافظہ و ابلیس و متخیلہ و عقل و علم وغیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت مخاطب
مجبور ہوکر فرماوین کہ قرآن مین تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے مشبہ و مشبہ بہ چاہیے سے پہلے
اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ شبہ کے کسی انسان کی قوت کو شیطان کہہ سکتے ہین
اور تشبیہ مراد لے سکتے ہین ورنہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہوجاوینگی اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے
تو کسی قاعدہ کے ساتھ تطبیق دیدیجیے تو تبادر اذہان سے نہ سیاق سباق سے کچھ مناسبت
نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ مین سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہے نہ قرآن مین کوئی
لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے
جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین مین قائم ہوسکین قرآن شریف مین جہان تشبیہ دی گئی
ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب اللہ مثلاً یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نورہ
کمشکوۃ مثلہم کمثل الکلب ضرب اللہ مثلاً وضربنا لہ المثل و مثلہم کمثل الذی استوقد نارا ضرب اللہ مثلاً
رجلین الآتیہ وغیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجاز بھی اگر آیا ہے تو محاورات اہل لسان و تبادر
اذہان کے خلاف کہین نہین ہے بخلاف آیات قصہ آدم کے کہ تمام و کمال الفاظ مراد مخاطب سے

تشاعر اور شعرا مین اور صوفیہ کرام جو یہ فرماتے ہین کہ خدا کی یاد سے جو چیز ہمکو غافل کرے
یا لذائذ دنیا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حق مین شیطان ہے یا یون کہتے ہین کہ ہمارا نفس
جو دنیا طلبی مین ہمکو رکہنا چاہتا ہے وہ بہی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کچہہ
فائدہ نہوگا کیونکہ وے لوگ وجود حقیقی ابلیس کے منکر نہین ہین نہ کسی قوۃ مسلمہ مخاطب کو شیطان
ٹہراتے ہین بلکہ شیطان کے ساتہ تشبیہ دیتے ہین ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو تبیین الکلام
مین صاحب الہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے پس جبکہ قوہ بہیمیہ ابلیس نہین
ٹہری تو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہین وہی درست ٹہری گی نہ طبع آزمائی و ایجاد
حضرت مخاطب کی وہو المقصود تنبیہ ـ جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ بدن انسان مین
ایک قوت بہیمیہ ہے جو روح کے ساتہ عداوت رکہتی ہے اور روح کو اوسکے ساتہ عداوت
ہے بلکہ تبیین الکلام مین یہ بہی فرمایا ہے کہ قبل کہانے شجرہ ممنوعہ سے وہ عداوت اصلی آدمی تہی
اس دعوے پر دلیل ہمکو عنایت فرمائی ہین کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف مین ہم اس
قول کی تصدیق نہین پاتے ہین جہان تک ہمکو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قواے انسانی
ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہین روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہین کسی قوت کو
عداوت ساتہ روح کے نہین ہے کیونکہ روح ذاتی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات
و خواصیات اوسکے ہین ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقاے روح ہوتا ہے جب کوئی قوت
بیکار ہو جاتی ہے اوسی قدر روح کو صدمہ پہونچتا ہے اور اوسکے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ
اسکے کوئی قوت بہیمیہ ایسی نہین ہے جسکو فی نفسہا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع
وضرر کے سمجہنے کا حاصل ہو حال آنکہ عداوت کرنا اور دہوکہا دینا منحصر ہے اس امر کے فہم و ادراک
پر کہ روح کو صدمہ پہونچانا کس فعل سے ہو سکیگا اور وہ فعل کیونکر سر انجام پاویگا اور اوسکا کیا
نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لایق نہین ہے جب تک ایک قوت کو جو دشمن ٹہرائی
جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجہا جاوے جو بالبداہت باطل ہے مثلاً قوت سامعہ کا استعداد
خاصہ ہے کہ جسقدر آواز اچہی یا بری آوے اوسکو قبول کرلے اور باصرہ کا اتنا ہی کام ہے کہ جب
آنکہ کہولی جاوے تو جو چیز اچہی یا بری سامنے آوے اوسکا انعکاس قبول کرلے اور حسن مشترک کا

بہی ایساہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو حاصل ہوا اوسکو نگاہ رکہے اور دامہہ وغیرہ کابہی ایساہی عمل ہے اور بعض اعضا رمین بعض قوت بہی خاص ہین جیسے زبان مین قوت ذائقہ اور اعضا تناسل مین قوت مباشرت اور کان مین قوت سمع ہان عقل کا یہ کام ہے کہ جس قوت کا اقتضا رخلاف مصلحت اور مخالف روح ونا ملائم حالات وقت سمجہتی ہے اوس سے باز رکہنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل وعلم کی بدولت استعمال بعض قوت کا بعض وقات مین پسند نہین کرتی ہے مثلا جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کہانا اگرچہ طعام لذیذ مین ملا ہو مناسب نہین ہے تو قوت ذائقہ واشتہای طعام کو استعمال نہین کرتی یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکہنا آفتاب کا ضعف بصر پیدا کریگا تو قوت باصرہ کو اوسکی طرف متوجہ نہین ہونے دیتی اسیطرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہان جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر ایک قوت سے ضرر پہونچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہونچاتی ہے مثلا جب عقل نے طعام زہر آلود کے کہانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گو لطف اوٹہایا مگر روح کو صدمہ پہونچا اسیطرح جہوٹی چیزین دردانگیز حکایتین بذریعہ سامعہ کے سننے مین آوینگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت مکروہ دیکہنے مین آویگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا مدار عقل وعلم پر ہے اوسی کے کمال سے ہر قوت سے نفع ہے اور اوسی کے نقصان سے ہر قوت سے نقصان ہے اور ضعف اور قوۃ کا عقل کا کبہی تو جبلی ہوتا ہے اور کبہی سوء مزاج سے پیدا ہوتا ہے کبہی قلت علم اور تجربہ سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم وصحت جسمانی وصحبت صالحین وعقلا وغیرہ اسباب سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خداداد ہے الحاصل کوئی خاص قوت ایسی نہین ہے جسکو خود یہ قابلیت واستعداد حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی عداوت پر قائم رہے اور روح اوسکو اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت بہیمیہ نام رکہا ہے قوت شہوتیہ وشہوانیہ کا تو لازم ہے کہ وہ دشمن روح ہے اوسی قوت کی بدولت کہانا لذیذ کہاتے ہین اور زبان اسکو جہ سے صحبت کرتے ہین عمدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزونکا پاس رکہنا مرغوب ہوتا ہے تفریح روحانی کے واسطے اوسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے گندہ چیزین پاک تیار مکان کثیف طعام وغیرہ خباثت سے روح کو صدمہ پہونچتا ہے تو اب کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ

قوت شہوانیہ شوقیہ دشمن روح کی ہے یہان بہی وہی قاعدہ کلیہ ہے کہ عقل انسان کی اون قوی سے
بہی کام شمین موقع اور مصلحت دیکہکے پسند کرتی ہے اگر عقل مین نقصان ہوجاتا ہے یا علم کچہ کمی کرتا ہے
تو اوس قوت سے بہی ضرر پہونچتا ہے جسطرح کہ اور قوتون سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا ایک
ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بہی مثل انسان کے فہم کامل رکہتا ہے و نیک
بد کا نتیجہ سوچ کر عقل مین تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کہاتی ہے اور اپنا کام عداوت قدیمہ کا بخوبی
نکال لیتا ہے دیکہو غصہ بہی ایسی قوت نہین ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذموم ہو اور اوسکو دشمن روح کا مان
لیا جاے مثلا جب کوئی انسان زید کو دیکہے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتہ پہینک کر
اس فعل پر خوش ہورہا ہے یا کسی مصلے کو نماز پڑہنے سے بجبر روکتا ہے اوس وقت یہ حرکت زید کی
دیکہکے اگر غصہ آوے اور اوس حالت مین زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان کے
دور ودنے مین داخل ہوگا الحاصل کوئی بہی قوت ایسی نہین ہے جسکو محض عداوت ساتہ روح
ہو اور ہمیشہ دہوکا دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجہتی ہو ایسا ایسا طور مین لاؤن تب روح کو صدمہ پہونچے
اور ایسا کام کرایا جاے جس سے دوزخ مین داخل ہوسکے بلکہ جس وقت ذرا سا بہی صدمہ روح کو
پہونچتا ہے تمام قوی انسانی اوسی کے دفع کرنے مین متوجہ ہوجاتی ہین اور روح کو بدن سے خارج
ہونے سے بچاتی ہین اور ایسا کیون نکرین کی روح کے نکلتے ہی تمام قوے خود غارت ہوجاٹینگے
بخلاف شیطان کے کہ اوسکا کیا بگڑیگا خوب تماشا دیکہیگا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو
خواہ اونمین سے بعض کو بفرض محال ایسا علم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی بہی چراغ گل کرتی ہے اور
خود علم و عقل ایسا کہتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آجاتا ہے پہر بہی
ایسی ذی عقل قوت اس امر سے غافل نہوگی کہ اگر روح ہمراہ اتباع کریگی اور کفر اختیار کریگی تو دوزخ
کے عذاب مین مبتلا ہوگی اور اوسکے ساتہ مجکو بہی دوزخ مین جانا پڑیگا کیونکہ انسان کامل ساتہ
سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ مین پہونچیگا تو قوی کیونکر نہ پہونچین گی
بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہین ہے ضرور دوزخی ہے تو وہ خدا
سے چاہتا ہے کہ اوسی کی طرح ہر ایک بن آدم بہی دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام پر ہمارے
جناب فلسفیت مآب یہ فرماوین کہ ہم حشر اجساد کے کب قائل ہین کیا ہماری تہذیب الاخلاق مین نہین

ف اوبعض ملائی [illegible] رنی اصطلاح [illegible] قوی سے کام لیتا اور ان [illegible] جو روح [illegible] منصوص [illegible] سہی [illegible] ہے جو روح حیوانی [illegible] نفس [illegible] انسان حیوان کو [illegible] روحانی یا عقل [illegible] نفس انسانی [illegible] ۱۲ منہ

دیکھا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہان کوئی بہٹی آگ کی یا مولویصاحب کے چولہے کی آگ نہین ہے بلکہ جہلا کے ڈرانے کے واسطے مجازات کا بیان ہوا ہے یہ قوت جسمانی کیونکر دوزخ سے خوف کریگی اسکے جواب مین فقیر یہ عرض کریگا کہ پہر بہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہی لیئے اگر روح کو تنبیہ کریگی اور روح جسم کو چہوڑ دیگی تو گو علم وعقل یا ادراک خاص قسم کا اوسکے ساتہ رہے مگر قوای بہیمیہ تو معدوم ہو جاینگی جنکا وجود منحصر ہے بقای اعضاے جسمانی پر جسپر کہ یہ سارا کہیل تماشا ہے گویا اوسی مین آگ لگائی ہوگی روح کے ساتہ عداوت کرنی نہین [illegible] کی ساتہ عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہوکر یہ فرماوین کہ ہان الہی کوئی قوت علم وحکمت یا کتاب وسنت مین بلفظ خاص مذکور نہین ہے مگر قوت شہوانیہ وغضبیہ وشوقیہ پر انطباق قوت بہیمیہ کا ممکن ہے لہذا ہم اوسکو بلفظ قوت بہیمیہ مجازا تعبیر کرتی ہین جیسا کہ باقی قوی کو [illegible] کرتی ہین تو خاکسار عرض کریگا کہ اس مجاز خانہ خراب نے تو غداب مین جان ڈالی [illegible] لفظ ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعوی کیا کہ ابلیس وشیطان سے وہی قوت [illegible] جو آدم کے بدن مین موجود تہی جب وس قوت کا بہی پتا نہ چلا تو اب اوسکا بہی حال نکلا یہ قوت شہوانیہ یا غضبیہ وغیرہ کو مجازا بہیمیہ کہا گیا ہے خیر یہ تو سن لیا مگر یہ ارشاد فرمایئے کہ بہیمیہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب عطا فرمایا ہے اوسکو سرکشی خدا تعالی کے ساتہ کرنے [illegible] فرمانے سے کیا علاقہ ہے اچہا یہ بہی جانے دو اتنا ہی جواب دو کہ نام قوت کا بدلنا تو کوئی خاص اصطلاح ٹہرے گی پہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام مان لین یہ بہی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف بہی بدل جائیگی یہ تعریف قوت بہیمیہ کی علم وحکمت اور شرع مین کہان مذکور ہے کہ اوسکو روح کے ساتہ عداوت ہے اور روح اوس سے عداوت رکہتی ہے اور اوسکا صرف کام وسوسہ ڈالنے کا ہے اگر کتب علم طب وحکمت وشریعت مین ایک بہی قوت ایسی نہین مذکور ہے جسپر آپ کے بیان کے مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غضبیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ وشوقیہ کی وہ تعریف ہی تینون اقسام اصلی قوی کے اور اونکے اصناف ملاحظہ فرمالیجے کہ اونکا مبدا اور لوازم وتعریف کیا ہے اور وہ سب [illegible] جسمانیات ہین حرارت غریزیہ سے مرکب ہین اور اونکا تعلق ہے وہ

وہ توسب کی سب روح کی تابع اور خادم ہین اگر کہو کہ لذائذ روحانی پر رغبت دلاتی ہین توبہی لذائذ
روحانی ہرگز دشمنی روح مین داخل نہین ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہین او عضا کو اور ارواح
حیوانی وطبعی ونفسانی کو قوت دیتی ہین اور قوام بدن اوسی سے درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ ممنوعہ
فی الشرع ہین تو عداوت محففہ کے کیا معنے ہین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت واضلال ہی
کرتا ہے پہر کیونکر آپکی تقریر کسی علم سے مطابق ہوسکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب پر اپنی
خدشات بیان کرتے ہین **قولہ میرا نام آدم ہے** الخ اقول آپنے تبیین الکلام مین سوای ابو البشر حضرت
آدمؑ کے ایک اور آدم کا وجود قایم کرکے اوسکے ثبوت مین یہ آیت پیش کی ہے **اِذْ قَالَ
رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً** پس ظاہر ہے کہ سارا
قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملایکہ کے ساتھ سوال وجواب ہونیکا اور تعلیم اسماء کا بیان جو کچھ قرآن شریف
مین ہے اسی آیت سے شروع ہوکر ساتھ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم
اول سے متعلق کیا جو ہم لوگونکا دادا اور حضرت حوا کا زوج نہین تہا بلکہ آپکا تبیین الکلام مین یہ
قول ہے کہ وہ آدم پہلا شخص تہا وہ ساتھ ساتھ پیدا ہوئے تہے اور اونکی غذا نباتات زمین سے ہوا کرتی
تہی اور اونکے بعد کئی آدم پیدا ہوئے یہان تک کہ حضرت ابو البشر جب پیدا ہوئے تو زمین سنسان
تہی اور پہر کوئی قسم نباتات کی نہ تہی صرف شبنم روی زمین کو ترکرتی تہی مگر اب سرگذشت آدم مین آیات
مذکور کو حضرت ابو البشر کی شان مین قرار دیکر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے اونکو اپنا نائب زمین بنایا
اور فرشتہ غل مچاتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب دل توریت کی تفسیر کو اور حال کی تقریر کو
حضور مطابق کر دیجیے کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونون تالیفات مین کیا ہے اور یہ کیا علم و
یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا داعیہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی معنے آیات کے ارشاد
ہوا کرتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول ہی کا ذکر تبیین الکلام کی تفسیر باب دل مین ہے
قرآن وحدیث سے آپ کیونکر ثابت کرتے ہین مجرد اس قدر کہدینا کہ خدا کے کلمات اور مخلوق بے انتہا
ہین واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہین ہے **لا دلالة للعام على الخاص** یہان
ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ مدعی ہین اور توریت کی مطابقت ملت
اسلامیہ سے کرتے ہین پہر کیف حضور والا متعدد آدم کے وجود کو مانتے ہین پہر یہ آدم مجازی

جو واسطے بیان کرنے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کے آپکے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکر جانا کہ وہ
حضرت ابو البشر تھے جیسا وہ سارا قصہ ملائک سجدہ و جنت شجرہ و ابلیس وغیرہ کا مجازی بنایا گیا ہے غالبا
اصلی آدم بھی نہ تھا مجازی آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدا بھی سمجھا ہوگا اور خود حضور بھی عالم خیال
مین مجازی تھے تو یہ تحریر بھی غالبا وہی خیالات مجازیمین ہم سمجھتے تھے کہ آپ حقیقی تفسیر ہماری مسلم
اور مقبول قرآن شریف کے بیان کرینگے مگر یہ تو کوئی وہمی آدم نام ٹہرا کر شیطان حاضر ہوا ہوگا جو
اپنے خالق کا نام بھی نہین جانتا تھا نہ یہ پہچانتا تھا کہ مجہکو کسنے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا تو زمین
ویران تھی شبنم کے سوا اوسپر کچہ نہ تھا پہر وہ باغ عدن جسکو جنت ٹہرایا جاتا ہے کہان سے آیا
ہوگا شاید للو مالی اور کالو کسان اوسی آدم خیالی کے ساتھ کہیت کہودنے مین پہرتے چلتے مزدور
چند آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکن پہر تعجب ہے کہ زمین تو سنسان تہی وہ کہیت
ملکوڑے پرند چرند کہان سے آتے ہونگے اور جنگلی غذا نباتات سے وہ کیا کہاتے ہونگے اور کیونکر
جیتے ہونگے شاید للو کالو کے باغ کا سبزہ بھی گانہ کہاتا ہوگا مگر وہ بھی کہان تک اور کس قدر ہوگا اور
اوسپر طرہ یہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے ٹپکتا ہے کہ پہلے وہ محض نطفہ تہا
جو درخت کے تخم کیطرح بہنگے سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چہوٹا تہا اوسی مین
نبوت اور خلافت بھی چہپی ہوئی تہی پہر بھی یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصراحت
معلوم نہوئی کہ وہ نطفہ کسکے اعضاء تناسل سے نکلا تہا اور کسکے بطن مین ٹہہرا تہا شاید کسی جانور کا
نطفہ ہوگا اور زمین مین گر پڑا ہوگا اور زمین مین خاصیت رحم عورت کی پیدا ہوتی ہوگی وہی سبز گہاس کی طرح
جما ہوگا مگر شک ہے کہ جانوروں نے وہ گہاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پہر
لطف یہ ہے کہ صغیر سن مین نہ بیچارہ کو دودہ پینے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان غذا کا ہوگا نہ خود ایسی
عقل تہی کہ بچپن مین کوئی فکر غذا کی کر سکتے ہان شاید للو کالو کی جوروان بھی ہونگی اونہون نے
پرورش کر لیا ہوگا اور اپنے باغمین اوٹہا کر لیگئے ہون گے یا شاید کسی سوٗر یا کتے یا شیر وغیرہ
جانور وحشی درند کی مادہ نے دودہ پلایا ہوگا جو کچہ حضور کی تحقیق ہو اور مع الہمی نبی کے ذریعے سے
یا آدم مجازی کے معارف و حقائق مین ثابت کر لیا ہو ارشاد ہو جاے کہ اوس باریک بہنگے
کی پرورش کسطرح بلوغ تک پہونچنے مین موافق قاعدہ نیچر کے الہی آیت و حدیث کے کسطرح ہے

واقع ہوئی تھی چونکہ آدم وہی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے اسکی بار اوس نے یہ سوال بھی کر لیجیو
کہ داداجان خدا نے فرشتون سے کہا تہا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہ بھی فرما دیا ہے اِذَا نَفَخْتُ
فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفخ
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہین جاتا
ہے کہ بعد نفخ روح کے مثلاً اٹھارہ برس تک سجدہ مین توقف ہوا تھا حرف اذا کے بعد حرف
تعقیب کی بھی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کلمہ ملا او نچی ڈاڑھی اور اونچے پائنچے و عمامہ و تسبیح والے
لوگ کہتے ہین کہ بعد نفخ روح کے کوئی زمانہ ابوالبشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکا قالب ایسا تیار کیا گیا تہا کہ نفخ روح ہوتے ہی فرشتون نے سجدہ کیا اور علم اسماء تعلیم
ہوا اور اونکو حکم ہوا کہ جنت مین رہین فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیلہ تک وہ زمین مین بھی قبل داخل ہونے
جنت سے رہے ہون مگر جوان عاقل عالم فرشتون کے اوستاد خدا کے خلیفہ تھے اپنے رزق کی
آپ فکر کر سکتے ہونگے مگر ہونگا سا ایک کیڑا جو بڑہتے بڑہتے ساٹھا سال مین جوان ہوا اوسنے کیونکر
اپنی پرورش آپ کر لی اور وہ کسکے بطن سے کسکے نطفہ سے پیدا ہوا تھا اور عالم اسباب مین
داداجان جب آپ پیدا ہوئے تھے تو اوس روز حضور نے کس کا دودہ پیا تھا خلاف نیچر کے
آپکی تربیت ہماری سمجھہ مین نہ آئی ذرا پہر بتا دیجیے اور کسی آیت قران سے ملا دیجیے اور جو کچھ جواب
بارہ حضور ارشاد فرما دیجیے اور اگر آپ کے داداجان مہربان ہون تو ذرا اون سے اس آیت
کے معنی بھی پوچھہ دیجیے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم ہو ہم سے جنت حقیقی کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی جو کچھ حال گذرا ہے وہ
باغ عدن ہی مین گذرا ہے تو وہ تینون حالتین زمین سے پیدا ہونے کی اور پہر زمین مین معاودت
کرنیکی اور پہر زمین ہی سے قیامت کے دن نکلنے کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو موسی اور
محمد صلعم کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگون کے اقوال سے سنا کیے یاد کرتے ہین حال کے زمانہ کی
نیچریون کی تحقیق پیدایش اور تربیت وغیرہ کا محتاج ہو ورنہ میان آدم کی کیا ہو
اور اونکی حالت نطفہ مین رائی کے دانے سے بھی چھوٹے ہونے کی حالت مین کوئی حساب اور نظر
متعین کرنیکے باب مین کیا رائے ہے آخر تو توہمات پر تفسیر قرآن ٹہری گئی ہے ...

افادہ تازہ ولطف بے اندازہ حاصل ہوگا فائدہ مین نے جو اس تقریر مین بحوالہ کتاب
تبین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرا آدم بیان کیا ہے مناسب سمجھتا ہون
کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا بھی لکھہ دون تاکہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کرنیکی دقت
جاتی رہنے توراۃ کی کتاب پیدائش مین یہ عبارت ترجمہ کی تہی اور کہا خدا نے بناوین ہم
آدم کو اپنی پرچھائین سے مانند اپنی شبیہہ کے اور غالب ہو مچھلیون دریا پر اور پرند آسمانون پر
اور چوپاؤن پر اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والون پر جو رینگتے ہین زمین پر جناب
مخاطب نے اوسکی مطابقت ساتہ ملت اہل اسلام کے اس تقریر کے ساتہ کی ہے
مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے ۲۶ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتون کو مجھے بنانا ہے زمین
سے ایک نائب بلفظہ جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر وتحقیق لفظ
آدم پر متوجہ ہو کر فرماتے ہین آدم یہان یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی
آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتوین درس مین ہے یا یہ اور کوئی آدم تہا یہ سوال
ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکھکر تعجب کرینگے اور کچہ دور نہین کہ اسکو ایک نئی بات سمجھکر
مجکو بھی اسی طرح مجرم ٹھہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹھہرایا تہا مگر مین مجبور ہون
کیونکہ کتاب اقدس جس پر مین مضبوط اعتقاد رکھتا ہون یہی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور تہا
اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتوین درس مین ہے اور تہا اور معلوم
نہین کہ انکے درمیان مین اور کتنے آدم گذر گئے اور کتنی پشتین حیوانات اور نباتات کی
اس درمیان مین ہوگئین سورہ کہف مین ہے لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ
رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات بیحد وعد ہی دیکہو اس درس مین خدا نے
اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیسوین درس سے ظاہر ہے کہ اوسکو پیدا کردیا اور اوسکو اکیلا نہین
بنایا بلکہ نر وماده جوڑی کا جوڑا بنایا اسے قولہ یہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تہا وہ سب پورا ہوچکا تہا کوئی
بات اسمین ہونی باقی نہین رہی تہی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتوین درس مین

ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہان مذکور ہے کہ اب تک یعنے ہمارے باپ آدم کی پیدا
ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر نتہے اور میدان کی سب گہانس نہ اوگی تہی اور اوپر
پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات اوگ چکی تہی پہلے آدم کو سب نباتات کے پہل کہانیکی
اجازت دی تہی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختون کے پہل کہانے کی اجازت نتہی اوس آدم
کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بناکر باغ عدن مین رکہا اور پہر اوسکے پسلی
سے اوسکا جوڑا پیدا کیا الخ بعدہ باب دوم مین آدم ثانی حضرت ابو البشر کی پیدائش مین جناب صوفی
لکہتے ہین ۵ پہلے درسون سے علانیہ ظاہر ہے کہ خدا تعالی تمام مخلوقات کی پیدائش کا بیان کرچکا
اور جو کچہ اوسکو پیدا کرنا تہا وہ پیدا کر چکا اب اس مقام پر جو پہر پیدائش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت
یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہین کہ پہلے تمام چیزون کی پیدائش سلسلہ وار مختصراً بیان کی تہی اب
اونہین مین سے بعض چیزون کی خصوصاً حوا و آدم کی پیدائش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر
یہ بات ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ اوس درس مین بیان ہوا کہ اب تک درخت نتہے اور گہانس
نہ اوگی تہی اور خدا نے مینہ نہ برسایا تہا اور آدم نتہا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا ہے
کہ جو کچہ کارخانہ اشجار وحیوان کا پہلے پیدا ہو چکا تہا وہ سب برباد ہو گیا تہا صرف آسمان و زمین رہگئی
تہی مگر اوسپر کے اشجار وحیوان معہ انسان کے کچہ باقی نہین رہا تہا اور زمین خالی اور سنسان ہی
پہر خدا نے اوسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پہر زمین کو آباد کیا زمین و اسباب سب
تہی مگر زمین خالی اور ویران پڑی تہی اوس شبنم زمین کے منہ کو تر کر دیتی تہی بلفظہ مختصراً **اقول** آپ تو
اقرار کر چکے تہے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوتے تہے تو زمین سنسان تہی نہ اوسپر اشجار تہے نہ حیوان انسان
اسلیے آدم ثانی کو پیدا کرکے آباد کیا گیا آپ جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ مین نے اپنے تئین ایسی دنیا مین
پایا مگر یہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا
مین دیکہے ہین سمجہا کہ جس طرح یہ سب بنے ہونگے اسی طرح مین بہی بنا ہونگا جب مین زمین سے نکلا
تو بال سے بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا ہونگا تہا الخ فرمایئے وہ سب کچہ کہان تہا اور
اگر آپ یہ فرماوین کہ جس وقت سے آدم رائی کے دانے سے بہی چہوٹے اور جہینگے سے بہی باریک پیدا
ہوئے اوسی وقت اونکو باغ عدن مین ڈالا گیا تہا اور وہان بہوکہہ پیاس نتہی تب بہی تشکیک عقلی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن دنیا ہی کا کیون نہ ٹہرا دین اور قول اشخاص ظاہر الخطا پر ہی ایمان لاوین مگر بہر کیف حکم قُلنَا یَا آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ صاف موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہو چکنے حضرت حوا کے اوس باغ عدن مین جانیکی اجازت ملی تہی اور اوسی کی وہ تعریف ہے اِنَّ لَکَ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی یعنے نہ بہوکا ہو تو اوسمین نہ ننگا نہ پیاس لگے تجکو نہ دہوپ اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہین ہے اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت کے دلالت کر رہے ہین مگر اس کی بحث رہنے دو تعبد پیدا ہونے اپنی جورو حوا کے جوانی کی عمر مین اوس باغ مین گئی تہی تو اوس سے پہلے کیا صورت پرورش ایک دن کے بچہ کی ہوتی تہی الحاصل آدم خیالی نے آپکو بہلا دیا ہوگا ورنہ جو آیت پہلے آدم کی شان مین تہی وہ اپنی شان مین جا دی دوسرے تبیین الکلام کی تفسیر ہی آپکو بہلا دی فتدبر

قولہ تمام قوتین حیوانی وانسانی وملکی وشیطانی اوسمین تہین الخ اقول اگرچہ بحث قوی کی ہم اوپر لکہہ چکے ہین مگر اس مقام مین اتنا اور بہی لکہتے ہین کہ تمام قوی مین قوت علم وعقل خیر وشر بہی ضرور داخل ہے اور آپ خود ہی فرماتے ہین کہ نطفہ آدم مین سب قوی موجود تہے اور یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو کچہ ماں کے پیٹ سے لیکر نکلتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس قوت علم وعقل جو آدم کے نطفہ خواہ مادہ وجود مین تہی کیونکر شجرہ ممنوعہ قرار پاوے گی یعنے اوسکا حاصل اقرار تبیین الکلام وتحریرات جدیدہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل وعلم خیر وشر کی آدم کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا اوسکو مت قبول کر اوسنے قبول کر لیا پس وہ علم شجرہ ممنوعہ ہے اور اوسکا قبول کرنا بار امانت کا اوٹہانا ہے اور اوسکا استعمال شجرہ کا کہانا ہے حالانکہ تمام قوی کا پہلے سے آدم مین موجود ہونا اقرار کیا گیا اور قوت عقل بہی ضرور تمام قوی مین داخل سمجہی جاویگی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہین کہ شجرہ علم وعقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے عقل لازم ہے لامحالہ شروع پیدائش سے قوت علم وعقل آدم مین موجود تہین اور آپ کا یہ بہی اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تہین مگر ایک قوت بہیمیہ سرکشی کرتی تہی تو پہر پیش کرنا امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم وعقل مت لو اور گنہگار ہونا آدم کا اوس قوت کے کام مین لانے سے جو اوسکے خمیر مین موجود تہی اور جسکی ملکوتی ہونے مین کلام نہین ہے کیونکہ صحیح ٹہر سکتا ہے اور اگر

سے کہ نجات انسان کی آپکی تقریر مین منحصر ہے استعمال تمام قوای ملکیہ و شیطانیہ پر جو بان کو بیٹ
سے لیکر نکلانے لینے جو اوسکے قبضے مین چہپے ہوتے ہین تو کیونکر خدا تعالے حکم دیتا کہ قوت علم
وعقل کو استعمال نکرنا بلکہ لینا ہی نہ چاہیے فافہم پہلے عبارت اپنی تبیین الکلام کی ملاحظہ فرمایئے حاصل
اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خدا تعالے نے انسان کو
پیدا کیا اور اوسمین جان ڈالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تہا اوسمین خود کسی
بات کی بھلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تہا جسقدر کہ خدای تعالے بتاتا تہا اوسی قدر جانتا تہا اور اس سبب
سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تہا اور کسی قسم کی موت کا اوسکو اندیشہ نہ تہا کیونکہ جو کام اوسکے
تہے وہ اپنی سمجھ سے نہ تہے خدا نے بابت پہچان بھلائی اور برائی کی اوسکے سامنے ظاہر کی اور یہ
بات جتادی کہ اوسکا مرتکب اگر ہوگے تو ایک قسم کی موت مر جاؤگے یعنے ایک سخت مصیبت
مین پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگے ہر ایک بات بھلی یا بری خود تمکو سمجھکر کرنی ہوگی
اور بھلے کام کا بھلا اور برے کام کا برا پہل پاؤگے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم
خیر و شر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی و بیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک
بد کی اوسمین ڈالی جاوے بلفظہ الخ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکیہ و
شیطانی اوسمین تہین اور سب اوسکی اطاعت و فرمانبرداری مین حاضر تہین جسپر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین
اور اپنے کام مین فی الحال بہی خطا نہین کرتی تہین مگر ایک قوت الخ کیا حضور ایسا کہہ سکتے ہین کہ تمام قوی
مین قوت عقل جو لازمہ علم ہے داخل نہین ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تبیین الکلام
کی ایک خاص وقت سن بلوغ مین سامنے کی گئی اور لینے سے منع ہی کیا مگر آدم نے لی حاشا وکلا
اور اگر عموم و استغراق اپنے الفاظ مین خیال نکرکے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی
جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بہی ذہن مین حاضر رکہتا ہے وہ پیش کرکے خاطر جمع کر دیگا
یعنے آپ نے خدا کے فضل سے یہ بہی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے استعمال
سے آدم ممنوع تہے وہ آدم مین پہلے سے موجود تہی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتین جو مجھہ مین
تہین میرے کام مین آتی تہین ایک قوت مجھہ مین تہی مگر میرے کام مین نہ آتی تہی مین اوسکو کام مین لاتا تہا
جب مین بڑا ہوا اوس عمر کو پہنچا [illegible] اوسمین قوت [illegible] قوت [illegible] یا اداس

بہی کام سے الخ تمام عبارت شروع رسالہ مین دیکہہ لیجیے اتبو صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت تالیف سابق وحال مین موافقت نہین ہے ہر دم نیا خیال ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالباً الہام سابق الہام جدید سے منسوخ ہوگیا ہوگا جیسے قرآن کی آیات مین ناسخ و منسوخ ہوتا ہے توبہ توبہ حضرت مخاطب کو مین نے سنا ہے ناسخ و منسوخ آیات کا بہی انکار ہے اتبو سخت دشواری ہوگی **قولہ مگر ایک قوت نہایت قوی و شرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی حتی فال مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے الخ اقول** تبیین الکلام اور تحریر جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم وعقل سے حضرت آدم قبل عرض امانت اور سن بلوغ کے بے نصیب تہی اتنا فرق ہے کہ تبیین الکلام سے وجود ہے قوت کا مفقود تہا اور تحریر جدیدہ مین موجود تہا مگر استعمال اوسکا معدوم ثابت ہوتا ہے بہر کیف علم وعقل چاہیے موجود ہو چاہے نہو کام مین نہ آتا تہا پہر آپکے آدم خیالی نے قبل استعمال شجرہ علم وعقل سے کیونکر جان لیا تہا کہ وہ میری دشمن ہے کیا دشمن و دوست کا پہچاننا اور جاننا علم خیر و شر سے خارج ہے **قولہ وہ بہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمن ہون اقول** اوسوقت آدم تو مثل اور جانورون کے محض بے عقل تہا کما فی تبیین الکلام پہر یہ قوت کسکو جتاتی تہی اور محض بے عقل سے کیون سر پڑ آتی تہی اور کیون کہ کبہی دوست کبہی دشمن اوسی جانور بے عقل کی سمجہہ مین آتی تہی **قولہ خدا نے مجہکو ایک جگہہ ڈال دیا الی قولہ نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تہی اقول** وہ جگہہ قرآن و حدیث سے کہان واقع ہوئی ثابت کر دو کہ کس مقام مین ڈال دیا تہا اور لا تجوع ولا تعری کے معنی خود ہی آپ بیان کر چکے ہین کہ نہ بہوکے رہو نہ ننگے پہر کیونکر وہ پہلے سے ننگے رہتے تہے اور دوسری آیت مین ہے لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا الآیۃ اسکے ترجمہ مین خود حضور اعلی تبیین الکلام مین لکہہ چکے ہین بہکاوے تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماباپ کو باغ سے اوترواتے اونکے کپڑے کہ دکہاوے اونکو عیب اونکے الخ جس طرح سوآتہما کا ترجمہ عورۃ نہین کیا بلکہ خلہ قبیحہ مین ملا دیا ہی اسی طرح لباس کا ترجمہ لغوی نہین کیا ہے بلکہ کپڑے کا لفظ لکہا ہے تواب اسنے معنی حقیقی مسلم ہے کیونکہ تجاوز کر کے بات بنائی جاتی ہے خوب ثابت ہوا کہ آدم لباس پہنے تہے اور گناہ کرنیکی سزا سے

وہ حلہ جنت بدن سے گر پڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور پتون سے جنت کی بدن کو چھپانے لگے چنانچہ برہنگی اور چھپانا بدن کا پتون سے آپ نے خود بھی تہیین الکلام مین مان لیا ہے لگی

جوڑنے لئے اوپر تھے جنت کے آگی عبارت مین موجود ہے پھر اگر وہ پہلے سے برہنہ ہوتے تو لباس اونکا کیونکہ چھین لیا جاتا اور اگر ہمیشہ سے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیتے کہ خدا نے ایسا ہی رکھا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوسمین کیا شرم تھی جنت کے پتون سے بدن چھپانیکی کیا ضرورت تھی مثلاً برہنگی اب بھی اپنی منکوحہ بی بی کے روبرو شرعاً منع نہین ہے اور اوسیطرح لونڈی کے سامنے جو ملک مین ہو اوسوقت بھی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی سے منع نہین کیا ہے پھر کیون شرم آویگی مگر غیر کے سامنے برہنہ ہونا نہایت شرم مین داخل ہے وجہ اوسکی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم و حوا بقول آپکے پہلے سے برہنہ ہوتے اور کوئی نہی اوس باب مین وارد نہوتی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہان کوئی غیر تہا اور خلوت مین برہنہ ہونا اپنا بھی کسی انسان کو باعث شرم نہین ہوتا ہے تو پھر آدم جنت مین کیون شرماتے ہان پہلے سے جب حلہ بہشتی پہنا تھا کبھی بدن سے جدا نہوا تھا کیفیت جدید جو نیا ہی عصیان مین پیش آئی تو شرمانے لگے تھے اور خلاف عادت ستر و جو حالت عجیبہ دیکھی تو پتونکو جنکہ بدن چھپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافق آیات سے پایا جاتا ہے پس آدم حیالی کی تقریر محض وسوسہ شیطانی ہے دیکھیے **قولہ وہ جانتے تھے کہ اوس سے کام لونگا الخ اقول** ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش اور عقل انسان سے بھی بڑہ کر ذی علم و ذی شعور نہ تھی اپنے دعوے کو برہان سے ثابت کیجیے اور یہ جملہ آپکی عبارت کا

کہ اوسی قوت سے کام لیا کمال کا بھی سبب تھا اسلیے اوس دشمن قوت نے ہنکا یا الخ قابل غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تھی تو کمال پیدا کرنیکے اسباب حاصل ہونیکے ہرگز تحریک نکرتی کوئی دشمن اپنے دشمن کو صاحب کمال دینی و دنیوی ہونا نہین چاہتا ہے **قولہ** مین نے جانا کہ اوسکے ساتھ بڑا **قوی دشمن** بھی لگا ہوا ہے **اقول** قبل اکل شجرہ

علم خیر و شر سے بھی آپ یہ مقولہ آدم کا لکھتے ہین مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسکی فتح پانا بہرا بڑا کام ہے اور وہ بھی جتاتی تھی کہ مین تیری دشمنی کبھی نہین چھوڑنے کی الخ تو اب بعد

استعمال شجرہ علم وعقل کے یہ کہنا کہ مین نے اپنے دشمن کو جانا قابل غور ہے قبل علم وبعد علم کا
ایک ہی نتیجہ درباب علم شے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لا یعلمون قولہ خدا نے للکارا الخ
اقول اولاً للکارنا اور مطلق کلام کرنا محاورہ مین متغایر الکیفیت ہین جبکہ قال ربک آپکے
نزدیک منافی شان ذات باری ہے لہذا مجازی ہونا بیان کیا ہے تو للکارنا جو خاص انسانکا
کام ہے اوسکا اطلاق ذات بے کیف پر کیونکر ہوسکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورہ اردو مین
للکارنا بمعنی القاء قلب الہام کے نہین آیا ہے نہ مجرد ناخوشی پر استعمال ہوتا ہے کوئی آواز مہیب
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بھی درست نہونگے ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیاً آپکی یہ تقریر کہ گذشتہ
بدی کا یہ علاج سوچا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہا ذرا غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم وعقل
سے آدم کو مانند جانورون کے محض بے عقل وغیر ذی شعور تسلیم کیا ہے لامحالہ محض لایعقل
وجانور مکلف یا مامور کسی امرونہی کے ساتھ نہین ہوسکتا ہے ورنہ حالت بلوغ وقبل بلوغ وزمانہ
تکلیف ومنع تکلیف مین کچھ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم وعقل کے آدم محض بیگناہ
سمجھے جاینگے نہ تو گناہ شرعی نہ عرفانی کچھ بھی صادق نہ آویگا باقی رہا عرض کرنا امانت کا یعنے قوت
علم وعقل کا وہ بھی اوسی زمانہ مین تھا جب آدم محض بے عقل جانور غیر مکلف نادان مطلق نا قابل
فہم اوامر نواہی کے تھے تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل بھیلائی یا گناہ صغیرہ یا ترک
اولی کے بھی نہین ہوسکتا بلکہ ایسے بے عقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم وعقل کا اور اوسکے
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بھی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام وتخطیہ
نہ تھا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق تھا خیر جو کچھ ہو سو ہو مگر آدم کی خطا اوسوقت تک کوئی نہ تھی
جب تک کہ قوت علم کو کام مین نہین لایا تھا اور بعد کام مین لانے علم وعقل کے جب مکلف
ہوا اور حیثیت نیک وبد وعذاب وثواب وامرونہی سمجھنے کی استعداد حاصل ہوئی تو کوئی گناہ نہیں
کیا اب فرمائیے کہ آپ نے جس اصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرمائی ہے بھیلی بدیان کیا ٹھہرینگی جنکے
واسطے عصی آدم ربہ فغوی صادق آویگا اور ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہنے کی ضرورت پڑیگی اور اس
اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بے عقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پہل کہا دگے
فتکونا من الظالمین غیر ذوی العقول پر امرونہی اور اوسکے ترک پر خارج کیا جانا جنت سے

دکو جنت دنیا ہی ہو) اور عصیان غوی کا لقب عنایت ہونا ہرگز صحیح نہین ہے گا کیونکہ پہلی بیان کیا علاوہ
اوسکے مغفرت ہمارا ہی ہے اور نبی کے لائق ہونے ہی مین کلام ہے فقط قولہ پھر تو خدا نے مجھکو اپنا
نائب کر دیا اور فرشتے غل مچاتے رہے اقول یہ تفسیر غالبا اس آیت کی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ
فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ
غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ یعنی جب کہا تیرے رب نے فرشتونکو مجکو بنانا ہے
زمین مین ایک نائب بولے کیا تو رکھیگا اوسمین جو شخص فساد کرے وہان اور خون کرے اور ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری
پاک ذات کو کہا مجکو معلوم ہے جو تم نہین جانتے اور سکھائے آدم کو نام سارے پھر وہ دکھائے فرشتونکو
کہا بتاؤ مجکو نام اونکے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تو نے سکھایا
تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا اے آدم بتا دے اونکو نام اونکے پھر جب اوسنے بتا دیے نام اونکے
کہا مین نے نہ کہا تھا تمکو مجکو معلوم ہین پردے آسمان زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو
اور جو چھپاتے ہو فقط ظاہرا کوئی دوسری سند اس قول کی نہین ہے کہ آدم کو خدا نے زمین پر
اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچایا کیے اب خاکسار یہ سوال کرتا ہے کہ جب آپنے فرشتونکا غل مچانا
مان لیا تو کس منہ سے وہ فرمایا جائیگا جو سید مہدی علیصاحب کو آپنے لکہا ہے یعنے خدا نہین اور
فرشتے نہین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہوتی ہشیار ہونگی تو نوبت مین ہوتی خدا کے نوکر ہمارے نوکر
زیادہ تر سے نہین بلفظہ انتہی ساری بدزبانی اور بیباکی کا کلام ہو گیا الحمد للہ آپکی جرأت پر مجکو کمال
حیرت ہے پہلے تو آپ ہم غریب مسلمانون کے اکابر کو سب و شتم سے تناول فرمایا کرتے تہے
اور مکار رہتا ہل ضال مضل انہ ہے بہائم جانور وحشی درندے ظالم وغیرہ القاب عنایت ہوتے
رہے تہے بعدہ تہریۃ الاسلام مین حضور نے تحکم زیادہ کیا اپنے خیال باطل پر نفس استحقاق کو
شناعت عقلی مین داخل کر کے اوسکے مجوزین کو خوب ہی دل کھولکر گالیان سنائین کوئی ہنست
کلمہ ہو گا جو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم و انبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق نہ آیا ہو

مگر ایک ذات واحد کسی قدر مالک حقیقی کی باقی رہی تھی کہ اوسکی نسبت تجویز شناعت عقلی میز
جو چاہے سو تو چھپا پڑ جائے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تھی سو ابھی بحث شیطان مین پورا
حوصلہ نکال لیا تقریر الزامی کا پردہ ڈالکر اپنے خیالات طبعزاد کی بناپر کبھی تو خدا اور فرشتے ہمیارے
بنائے گئے کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد حضرت کو بہکڑ بولنے ہی نہین آتی
چہ جای جدائی بلفظکم واہ حضرت ہملوگ تو سمجھے تھے کہ تہذیب الاخلاق سکھاتی جائیگی اور طرز تحریر
عالمانہ بتاتی جائیگی یہ نہ معلوم تھا کہ تہذیب الاخلاق سے مراد ہے سب وشتم اکابر دین کا بلکہ رب العالمین
کا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مین مجبور ہون کہ مراد اب تحریر مانع ہے ورنہ تقریر الزامی وجدلی
کسکو نہین آتی ہے اور جواب ترکی بہ ترکی لکھنے سے کسکا قلم رک سکتا ہے بعد سب وشتم خدا و
رسول وصحابہ وائمہ وملائکہ کے بیچارے مسلمان گو کہ شریف یا عالم ہین کیون ہون کس شمار و
قطار مین ہین اب کسیکو حضور سے شکایت کا موقع نہ رہا مگر خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ
خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچاتے رہے اور اب اس تقریر کا جو نتیجہ ہو خود ظاہر
ہے کہ ایک جملہ جامع بنرا تفصیل کا ہے کما لا یخفی قولہ تمہارے اور تمام دنیا کی سمجھ مین
آجانے کے لائق الخ اقول ہرگز تمثیلی زبان مین بیان کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے معنی
حقیقی پائے جاتے ہین ورنہ محکمات ومتشابہات مین کیا فرق رہیگا اور تعریف ظاہر کی جو کتب
اصول مین لکہی ہے باطل ٹھہرے گی اور تمام محکمات قرآنی مین اسی قسم کی تشبیہات واستعارے
ومجاز قائم کر کے دین اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کہ آپ حضور والا نے
ایجاد کی ہے آخر وہ بھی احتمالی ہے نہ قطعی تو جزم لیقین کسی ایک معنے پر نہو سکیگا اور جب
یہ فرمایا چاہیے کہ تمام دنیا کے سمجھانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان مین یہ ماجرای بیان کیا
ہے تو پہلے سب سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بعدہ صحابہ وتابعین بعدہ ائمہ مفسرین محدثین
معنے حقیقی سمجھے ہونگے مگر افسوس ہے کہ کسی ایک نے بھی آپ کے موافق تفسیر آیات قرآنی کی نہ بتائی
نہ کچھ ایسا دقیق مضمون تھا کہ حضور والا کے سوا بارہ سو برس تک کسیکو ۱۲۰۰
نہ سوجھا سب کے سب غلط تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم چیستان اور معمی ہی بولتے رہے
قرآن سے بھی زیادہ شیطان کا وجود خارجی احادیث سے نکلتا چلا آتا ہے بھلا اگر عوام نہ سمجھے تو خواص

صحابہ تو سمجھہ سکتے تہے یہ کیا بڑا مشکل مسئلہ تہا کہ انسان مین ایک قوۃ ایسی ہے جو اغوا کیا کرتی
ہے باقی قویٰ ویسے نہین ہین اوسی ایک قوۃ کو باقی رہا کردا اور آدم بہی ذراسی پیدا ہوتے تہے
بعدہ جب جوان عاقل بالغ ہوتے تو خدا نے اونکو بہی سمجہا دیا تہا کہ قوۃ مغویہ سے ہوشیار رہنا اس
قصہ مختصر کو بیان کردینے مین خدای تعالی نے کیا دشواری سمجھی ہوگی اور رسول صلعم جو نہایت
عمدہ حقائق و معارف بتاتے تہے کیا سخت مشکل مین پڑجاتے خصوصاً ہمارے رسول صلعم کو
آپنے امی اسواسطے ٹہرایا ہے کہ نیچر کے پابند تہے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کردیتے اور افسوس
ہے کہ موسے کے زمانہ سے آجتک آپ ہی ایک حکیم اور فلسفی ایسے پیدا ہوتے ہین جنہون نے
صحیح معنے کلام الہی کے سمجہہ پاتی ہین تو خدا جانے پہر قرآن شریف کیونکر معجزہ رہیگا شاید قرآن
آپکے نزدیک کسی معما کا نام ہے جو ہزاروں برس بعد کسیکو الہام کے ذریعہ سے حل ہوجاتا ہے
اور آپ یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ہمارے موافق کسی اور عالم و مفسر کا بہی قول ہے کیونکہ اوسکی سند
پیش کرنی پڑیگی یہان آپ مدعی تفسیر جدید کے ہین مجرد احتمال کافی نہین ہے ہم تو اتفاق جمہور سے
کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکہا چکے ہین آپ فرمائیے سوائے معما المعنی ربی کے کیا سند لائے
ہین پہر بہی صوفیہ زمانہ حال بیچارے حرف سناتے ہین قولہ ملکی قویٰ کا نام فرشتہ دشمن کا
نام شیطان قوۃ علم و عقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ
ہے اقول قویٰ ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہین ہین پہر وہ کیونکر مامور بہ سجود ہوسکتے
ہین اور ملائک کا لفظ قرآن شریف مین معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ نحن نسبح بحمدک و نقدس لک
اونکی شان ہے اور اونہین کا سوال جواب مذکور ہے جسکو آپ بہی فرماتے ہین کہ فرشتے شور
مچایا کیے اور اونہین کے سامنے آدم نے اسما اشیا خدا سے سیکہہ کر بیان کیے تہے اور وہی بیچارے
لگے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ الآیۃ پہر یہ سب باتین کیونکر قوۃ باصرہ
وسامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ پر منطبق ہوسکتی ہین اور یہ بہی نہین ہوسکتا کہ وہی لفظ ملائکہ کا معنی
حقیقی و مجازی مین ایک ہی جگہہ مستعمل ہو کوئی وجہ تعذر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی
نہین ہے علاوہ اسکے آپ خود ہی اوپر کی تحریر مین اقرار کرچکے ہین کہ جب آدم رائی کے دانے
سے بہی چہوٹے تہے تب ہی تمام قویٰ ملکی و شیطانی اونمین موجود تہین اور قبل زمانہ بلوغ کے

بھی اپنا کام کر رہی ہین ذرا بھی خطا نہ کرتی نہین صرف ایک قوۃ کام مین نہ تھی تو پھر اونہین قوی کو کس واسطے حکم دیا جاتا کہ تم اطاعت آدم کی کرو اور جو قوۃ پہلے سے شیطان بنی ہوئی تھی اوسکی نسبت ابیٰ و استکبر حکم کے بعد فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ امر ہے کہ تحریر جدید مین آپ نے شجرہ ممنوعہ تو قوۃ علم و عقل کو ٹھہرایا ہے مگر تبیین الکلام مین سدرۃ المنتہیٰ کو شجرہ علم خیر و شر بتایا ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اوسکو زمین مین قائم کیا ہے اور ٹھہرا اوسکی جڑ مین سے دو نہرین چھوٹی دو بڑی آپ نے جاری ہونی تسلیم کر کے مطابقت قرآن کے ساتھ تورات کی کی ہے اور جب سدرۃ المنتہیٰ شجرہ علم خیر و شر ٹھہرا اور وہ زمین مین تھا تو وجود حقیقی ایک شجرہ علم خیر و شر کا لازم آیا ورنہ دو نہرین فرات اور نیل کس کے جڑ مین سے نکلی ہین اور دو نہرین چھوٹی کہان سے آتین اسی رسالہ مین ہم عبارت اوس مقام کی تبیین الکلام سے نقل کر چکے ہین تو بعد تسلیم ایسے شجرہ حقیقی علم کے کیونکر آپ فرما سکتے ہین کہ معنی حقیقی شجرہ علم کے متعذر رہے لہذا معنی مجازی سے قوای انسانی مراد لینگے اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہون کیونکہ غایت درجہ آپکی کوشش سے ایک لفظ متشابہ ٹھہر یگا پھر آپکی تاویل صحیح کیونکر ہو سکتی ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ الحاصل یہ فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہ یا مشترک المعانی بھی مان لین تب بھی تفسیر حضور کی قطعی نہ ہوسکیگی فتدبر قولہ پہر آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا پہر اونکو مصور بھی بنایا جواب لقد خلقناکم ثم صورناکم قرآن مین ہے اور انسان نطفہ سے نہایت باریک بہنگے کے مانند پیدا ہوتا ہے الخ اقول اس تقریر سے جیسا آدم کا نطفہ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بھی واضح ہو گیا خیر آدم کی نسبت تو پھر وہی سوال ہے جو سابقاً گذارش کیا گیا کہ وہ نطفہ کسکے صلب نر اتب کا تھا اور کسکے رحم مین قرار پایا تھا مگر حضرت حوا کی نسبت جو کچھ تبیین الکلام مین حضور نے ارشاد فرمایا تھا یاد دلاتا ہون

یعنے باب دوم مین لکھا ہے ۱۲ لغایت ۲۲ خدا تعالے نے حوا کو مٹی سے پیدا نہین کیا جسطرح

کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کی پسلی مین سے پیدا کیا تا کہ اون دونون مین زیادہ محبت ہو الخ یہ تقریر حضور کی بلا تکبر ہے اور دلالت کرتی ہے کہ حوا کا نطفہ سے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا بھی آپکا انکار ہی تھا اب آدم خیالی فرماتے ہین کہ آدم و حوا پہلے نطفہ مین رائی کے دانہ سے

۵۷ اگر آدم اول شجرہ ممنوعہ سے باز رہتا تب بھی آدم شیطان سے نجات ہوتی ۱۲ منہ

چھوٹی اور بہنگی سے بہی باریک تہی پہلے اونکا لطفے مین وجود قائم کیا پہر صورت آدم وحوا کی بہی جیسا کہ تمام ہی آدم کا حال ہی کیونکہ آپکا سوال آدم وحوا کی نسبت تہا تو مطابقت جواب کی سوال کو ضرور ہے اگر آدم کو والا ستثنے کرنا منظور ہوتا تو صاف فرماتی کہ میرا یہ حال ہی اور حوا اوسی قاعدہ عام سے مستثنے ہی یہ تمہارے سوال کا جواب ایک قسم کا نہین ہو سکتا ہی کہین کہین نیچر ترک کر دینا اپنی بات بنانے کی خاطر سے چاہتے ہو شاید استفہام جناب مخاطب یہ فرماوین کہ ہم ایسی تحریر مین لکہ چکے ہین کہ آدم نے ایکدن حوا کو اپنے پاس بیٹہا ہوا پایا اور پوچہا تو تم کون ہو وہ بولی بہائی میرا نام حوا ہے اس سے نکلتا ہی کہ وہ جوان پیدا ہوئی تہین کیونکہ اونکو دیکہا آدم کو ایسی مستی آئی کہ اوچہلنے کودنے لگے تالیان بجانے لگے گیت گانے لگے مگر خیال یہ ہوتا ہے کہ شکر ہے کہ جب آدم نے خود ہی نطفہ سے پیدا ہونا اور پہر صورت پکڑنا اور چہوٹی سی بڑا ہونا اپنا اور حوا کا موافق سوال کے مان لیا تو آخر حوا کبہی جوان ہوتی ہونگی بعد جوانی کے یکایک آدم سے ملاقات ہوئی ہوگی پس توافق قولین مین متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچہ چارہ نہین ہے کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تبیین الکلام مین اور تالیف جدید مین مطابقت نہین ہے یا یون کہو کہ تالیف جدید مین الہام ثانی ناسخ الہام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم ہی نے خیال نہین کیا وہ تو اوہ اوہ اری اوہ اوہ کہتے ہین اور تالیان بجانے اور ناچنے کودنے مین مست ہو رہے تہے اور میری طبیعت بہی اوسی حالت کی سکتے مین مصروف تہی چنانچہ جب سید علی صاحب کی تحریر اقسام مجازات مین مین نے دیکہی تو خود ہی خط مین لکہہ چکا ہون کہ آدم کیطرح مین بہی کرتا لگا مگر مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجرہ علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانورونکے محض بے عقل تہے پہر کیونکر بی بی حوا کو دیکہتے ہی معرفت واجب الوجود کی حاصل ہوگئی اور بے اختیار تالیان بجا کر ایسی دہن سے گیت گانے لگے اور ایسی تال کی تالیان بجانے لگے ابہی تو علم بد و نیک چہپانے کا ہی اونکے واسطے حضور تسلیم نہین کرتے ہین چہ جائے علم ازلی وابدی ہونے خدا کا قولہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قوی سے ہے مگر ہر قوۃ اپنا کام جدا جدا کر رہی ہے الخ اقول سلمنا کہ انسان معجون مرکب ہو مگر بعد ترکیب معجون کے اجزا مفردہ علیحدہ علیحدہ اثر نہین کرتی ہین نہ پہر اونسے بحث کیجاتی ہے پوری معجون ایک خاصیت اور مزاج پیدا کر لیتی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تریاق فاروق مین جو سنکہیا افیم بہی

فیلسوف نما

داخل ہے وہ سمیت دکہاتا رہتا ہے ہرگز نہین بلکہ سمیت کو زائل کرتا ہے اسی طرح
اگر انسان معجون مرکب ہے تو اب علیحدہ علیحدہ مفردات کے عمل اور خواص کسواسطے
قائم کیے جاتے ہین فتدبر اور اوس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہین اول آیہ مین انا منہم
کا لفظ وارد ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہین ہے مگر انسان کامل اور انسان کامل نہین ہے
مگر مع تمام قوی کے جنمین قوۃ سرکش بہی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کے
خود متکلم کیطرف ہوا جاتا ہے اور یہہ معنی ہونگے انا جمیعا فافہم دوم انسان مع اپنی تمام قوی
کے اصل مادہ وجود مین مصداق خلقتہ من طین کا ہے کیونکہ جوہر وجود آدم طین سے ہے
اور نفخ روح بعد طیاری اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوے جسمانی عرضیات اوسی اتی
کی ہین جنکا تحقق اور ثبات بغیر ذات کی متعذر ہے اور جب کل قوی واعضا وحواس کا نام
آدم ہے تو اتحاد فی الحقیقۃ قابل تسلیم ہوگا ہر کوئی جزو اوس کل کا با فراد اوس مجموعہ کا متغائر
فی المادہ نہین ہوسکتا تو خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا
قول صحیح نہین ہے کما لعلم الفطین الخبیر سوم امر سجود کا کوئی وقت تو اپکی تفسیر کے موافق ہم
جزم ولقین کے ساتہ معین نہین کرسکتے کیونکہ ایک جگہہ تبیین الکلام مین ترجمہ آیۃ قرآنی مین لکہا
ہے کہ سجدے کرو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلیفہ ہے پر اشارہ کرتا ہے دوسری جگہہ اطاعت آدم
کا نام سجدہ رکہا ہے جیسا کہ تحریر جدید سے بہی پایا جاتا ہے اور وہ حالت سن بلوغ آدم پر
منطبق فرماتی ہے اور ایک جگہہ یہ بہی لکہہ دیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی
کی پہلے سے چلی آتی تہی خیر آپ ہی اپنے مطلب کو خوب سمجہے ہونگے یہان میرا اصل خدشہ
اور ہی کچہہ ہے یعنے امر ونہی جسپر ثواب وعقاب مترتب ہے اور لازمہ تکلیف شرعیہ ہے کسی
قوت کیواسطے صحیح نہین ہوسکتا چونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہا صلاحیت تکلیف کی نرکہتی
تہی تو امر بسجود گو خود ہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی رجیم
اور ملعون ہو کر تا قیامت زندہ رہے کیونکہ حکم ہوچکا ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت
المعلوم اور حضرت آدم کی وفات کو کئی ہزار برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الہی پورا ہو
پس لازم آیا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہی اور تا قیامت فنا نہو کیونکہ آدم کی خاص قوت بہیمیہ

کا نام وہ ابلیس کہا گیا ہے جسکے واسطے فنا تا قیامت نہین ہے تو اب ضرور ہی کہ وجود خارجی کیسا بلکہ زندہ رہنا ایک ابلیس یعنے قوت آدم کا مان لیجیے چہارم ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً مخلد فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قوی مطیعہ کا جنکی شان مین آپ خود ہی یہ لکھ چکے ہین لایعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو ملائکہ حقیقی بھی ملائکہ قوی کے ساتھ مامور بسجود تھی یا نہ تھی شق اول مین لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام مین معنی حقیقی بھی مراد ہون اور مجازی بھی وہو کما تری اور شق ثانی مین جو حضور والا تبیین الکلام مین مطابقت درمیان توراۃ کی اس آیت سے کر چکے ہین اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حماء مسنون فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ترجمہ اوسکا یون لکہا ہے جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتونکو مین بناؤنگا ایک آدمی مٹی گوندہی ہوئی سے پھر جب ٹھیک بنا چکون اوسکو اور پھونکو اوسمین اپنی روح گر پڑیو واسطے اوسکے سجدہ کرتی فقط ظاہر ہے کہ عرضیات کا وجود قبل وجود ذاتی سے نہ تھا صاحب قوی کے امر کے وقت معدوم مطلق تھا تو قوی کیونکر ملائکہ سے مراد ہونگی اور کیونکر تطبیق توراۃ کی اور تبیین الکلام کی اور تحریر حدید کی ہو سکیگی اور یہ بھی ارشاد ہو جائے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اسواسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہین ہے مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے مین کیا تعذر واقع ہوا آیا اونکا بھی وجود غیر مسلم ہے اور جبرئیل کی جگہ بھی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بتائی جائیگی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتہ مدعی ومدعا علیہ بنکر آتے تھے اور حضرت ابراہیم کے گھر جو فرشتے آتے اور گئے ہین تلا ہوا بچھڑا کہانے سے انکار کیا تھا اور پھر حضرت لوط کے پاس پہونچے اور اونکی قوم نے ستانا چاہا کیا یہ سب قصص مجازی ہین پھر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قوی انسانی ہی ضروری سمجھی گئی ہین بہر کیف جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہونگی تو لازم آئیگا کہ قوت بہیمیہ شیطان نہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ حقیقی مین شامل ہتا تھا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرۂ ملائکہ حقیقی مین متعذر ہے اور اگر آپ کسیطرح نہ مانین اور ملائکہ سے مراد قوائ آدم ہی ٹھہرادین اور اپنی بات پر بلا وجہ ہی اڑے رہین تب یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی مین مومنین وکافرین کیواسطے وعدہ جنت ونار کا ہوا ہے وہ سب مجازی ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی قوی ملکی کے باب مین ملائکہ کا حکم جاری

ہونا چاہیے یعنے وہ دوزخ سے محفوظ رہینگے یعنے قوی ملکی خواہ جنت کو جاوینگے خواہ
بحالہم رہینگے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جاویگی ان اللہ لا یخلف المیعاد اور
باقی ابن آدم کے جو کچھ اجزای بدنی بچ رہینگے وہ متردد فیہا ٹھہرینگے دیکھا چاہیے دوزخ مین جاوینگے
یا جنت مین اور اگر آپ دوزخ وجنت سے بھی منکر ہین تو تنعیم وتعذیب روحانی شاید مانتے ہونگے
اور اوسکی کیفیت بیان کرنی آپکے ذمہ ہے اوس صورت مین بھی ایک انسان کامل کی تین
اقسام ہوکر معاد کے احکام پورے ہونگے وہو کما تری انجم اگر تفرق اتصال آپ کے نزدیک درست
نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو (نہین نہین خلاف نیچر کے) اور
علیحدہ علیحدہ تنعیم وتعذیب سے گریز کرین تو اوسوقت یہ خرابی پڑیگی کہ ابلیس محروم ہی جنت سے
اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم مستحق جنت کا ٹھہریگا اور شیطان بھی کہ بوجہ لا انفکاک وسکا ہے
بس وہ بھی داخل جنت ہوگا علے ہذا القیاس قوی ملکی جو معصوم ومغفور ہین دوزخیون کے ساتھ داخل
نار ہونگے وفیہ ما فیہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالی اپنے وعدی کو
پورا کرے اور ہرگز شیطان کو کسی طرح جنت مین نہ جانے دے چونکہ انفکاک وسکا ہر فرد بشر
سے متعذر ہے لامحالہ ہر انسان مخلد فی النار ہو نعوذ باللہ منہا آب خاکسار آپ سے برہان طلب
کرتا ہے اس دعوی پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجا لانا قوی انسانی کا اور اطاعت
انسان مین رہنا قوی کا کس اہل لسان کے محاورہ سے اخذ کئے ہین اور کس لغت کی کتاب
مین دیکھے ہین اور قیاس فی اللغت کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تھا مگر وقت واحد
ودفعہ واحدہ کے واسطے کہ اوسی پر رجیم ہونا ابلیس کا اور مقبول ہونا خدمت ملائکہ کا ٹھہرا تھا مگر قوی
ملکی بقول آپ کے آدم کے روز ولادت وقت واحدہ سے تا روز وفات اطاعت مین رہتے
تہین اور قوت بہیمیہ سرکشی ہمیشہ کرتی رہی تہی پہر کیونکر وہ سجدہ جو قرآن مین مذکور ہے یہان مطابق
ہوسکیگا علے ہذا القیاس فاخرج منہا کے معنی جو حضور نے تراشے ہین کہ قوت کا سرکش ہونا
مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکش تہی فاخرج منہا عجیب حکم ہے اور خروج کے معنی
سرکشی کے بھی قابل تماشا اہل علم ہین واقعی تفسیر ذاتی کے قطع نظر علم لغت مین بھی حضور کو
بڑا کمال ہے ششم آپکی تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ جب آدم سن بلوغ کو پہونچے تو قوت علم وعقل انکے

سامنے پیش کی گئی اور یہ کہا گیا کہ اسے مت لو مگر آدم نے نہ مانا خدا کی صلاح دینی پر عمل نہ کیا اور علم
وعقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجرۂ ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام گناہ عرفانی ہے اور
علم وعقل پر عمل کرنیکا نام اکل شجرہ ہے تو ضرور ہے کہ بمجرد پیش ہونے علم کے قبول کرنا نہ کرنا واقع
ہوا ہو کیونکہ آپ نے کہیں یہ افادہ نہیں کیا ہے کہ پہلے ہی آدم سے کبھی کہا گیا تھا کہ قوت علم کو جس وقت
ہم پیش کریں تو مت لیجیو لا محالہ حکم نہ قبول کرنے شجرۂ ممنوعہ کا وقت پیش کرنیکے ہوا تھا اور آدم نے اوسکو
جواب میں لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت میں مذکور نہیں ہے اور یہ بھی نہیں
ہو سکتا کہ مثلاً زید کے سامنے عمرو ایک کتاب پیش کرکے پوچھے کہ لوگے یا نہیں مگر نہ لینا چاہیے
اور عمرو جواب دے کہ ہاں لونگا اور اوسوقت عمرو آن واحد میں بھول ہی جاے کہ زید نے
کہا ہے کہ نہ لینا چاہیے اسطرح کا بھولنا اگر محال عقلی نہیں ہے تو مرد صحیح المزاج عالم الاسماء قوی
الحافظہ کے محالات عادیہ میں ضرور داخل ہے اب ارشاد فرماتے ہیں کہ معنی اس آیت کے کیونکہ
آپکی تفسیر جدید سے صحیح قرار پاوینگے وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿﴾
اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجرہ سے اور کہدیا گیا تھا
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿﴾ مگر آدم بھول گیا اور اوس عہد پر قائم نہ رہا ہم مسلمانونکا یہ قول ہے کہ جب
داخل ہوا آدم وحوا کا بہشت میں قرار پایا اوسی وقت حکم ہوا تھا کہ اے آدم و حوا سکونت اختیار
کرو بہشت میں اور کہاؤ جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے پاس بھی نہ جانا بعدہٗ آدم بہشت
میں رہے جسقدر مدت تک خدا نے چاہا آخر کار ابلیس نے وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کے
کہانے سے ہمیشہ زندہ رہو گے اور گویا فرشتہ ہو جاؤ گے خدا کی قسم میں تمہارے حق میں نیک
صلاح دیتا ہوں چونکہ زمانہ کثیر گذرا تھا آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ صرف نہی کہانے شجرہ کی ہی نہیں
ہے بلکہ فتکونا من الظالمین بھی فرمایا گیا تھا ایسی نسیان نے اونکو جرأت دی کہ نہی تنزیہی ہے
کچھ عتاب نہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہو گیا بعدہ واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء وخلیفۃ اللہ کا
قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفارق ہے لہذا تھوڑے نسیان پر بھی وہ ارتکاب فعل
ممنوعہ کا باعث عتاب ہے گو آخر بخش دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت میں ہونا آدم کا تسلیم نہیں
کرتے ہیں نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہان مانتے ہیں وہی سوال وجواب قوت علم وعقل کا قصہ

بنا رہے ہین تو تطبیق لفظ فنسی کا متعذر ہے کما لایخفی قولہ بعضی روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بہی وہی قوۃ مصورہ مراد ہے الخ اقول مہربانی فرما کر اوس روایت کا نشان دیجیے جسمین یہ مضمون ہو کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب اخذ کیے کہ قوۃ مصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہان ایک حدیث مشکوۃ شریف مین متفق علیہ بخاری و مسلم کے اسوقت میرے خیال مین ہے مگر اوسمین بہی فرشتہ کا صورت بنانا نہین آیا ہے بلکہ چار امر متعلق تقدیر کے مذکور ہین وہ حدیث یہ ہے

عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلعم وھو الصادق والمصدق قو ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلک ثم یکون مضغة مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی وسعید ثم ینفخ فیہ الروح فو الذی لا الہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اھل الجنة حتی مایکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل النار فیدخلھا وان احدکم یعمل بعمل اھل النار حتی مایکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل عمل اھل الجنة فیدخل فیھا متفق علیہ یعنے ہمارے مخبر صادق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مان کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پہر چالیس دن خون جما ہوا رہتا ہے اور پہر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پہر بہیجتا ہے اللہ تعالی اوسکی طرف فرشتہ کو ساتہ چار چیزون کے پہر لکہتا ہے وہ فرشتہ عمل اوسکا اور موت اوسکی اور روزی اوسکی اور شقی اور سعید ہونا پہر پہونکی جاتی ہے اوسمین روح وحدہ لا شریک کی قسم ہے بعض انسان عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتہ بہر جنت اوس سے رہ جاتی ہے مگر سبقت لیجاتی ہے اوسپر سرنوشت اوسکی اور کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ مین داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہان تک کہ دوزخ اوس سے ہاتہ بہر رہ جاتی ہے پہر سبقت لیجاتی ہے اوسپر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے اور داخل ہوتا ہے جنت مین فقط اس حدیث مین صورت بنانا فرشتہ کا رحم مین مذکور

نہین ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب مصنف نے جو کام مین لانے پر تمام قوتونکی
مدار نجات و عذاب کا رکھا ہے کیا اچھا ہوتا کہ اوسکی سند لکھ دیتے اور اس حدیث سے
بھی توافق کر دیتے خیر اب سنئے اور بفرض تسلیم اوس حدیث کی جو حضرت ثابت کرینگے کیا
قباحت ہے کہ قوت مصورہ سے عمل کرانا اور اوسکو مدد دینا اوس فرشتہ کے سپرد ہو جسکا
انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب مین علل ظاہری سے وقوع مین آتے ہین مگر خدا
کے ملائکہ بھی اونسے متعلق ہین فکذا قولہ جس قوۃ کو ہم تحریک دینا چاہتے ہو
فی الفور تحریک مین آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان ہو جاتی ہے اسی کا
نام انکار سجدہ ہے اقول تمام قوی پر یکسان اختیار انسان کا ہے کوئی بھی قوت
ایسی نہین ہے جو مطیع نہو جاتی ہو ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان برا سمجھتا ہو
پھر بھی کرتا ہے مگر یہ بھی کبھی نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے دیکھو بعض مرتبہ
ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجھ کر کرتا ہے مگر وہ واقع مین اچھا
ہوتا ہے اور اوسکو فائدہ بخشتا ہے ولیکن عکس تو یہ سب غلطی اور نقصان عقل
سے سمجھنا چاہیے اور اسوا اسکے ین تمام قوی کا ایک ہی حال ہے قوت خاص غیر اختیاری بدن
مین نہین ہے ورنہ پھر اوسکو قوت بدنی کہنا ہی غلط ہوگا بلکہ ایک شئے خارجی ہوگی
جو عقل کو دشمنی سے بہکا دیا کریگی قوت کی تعریف اوسپر ہی صادق نہ آتی
کیونکہ وہ قوت زائل کرنے والی سلامتی جسم کی ہو جاتیگی اور دشمن و منافی فرائج
روح کے قوی کا ہونا ممکن نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اگر قوت بھی مجازی
سمجھی ہو جیسا سارا مدار مجاز کا کھل رہا ہے تو پھر شیطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی
مانا کہ دیجئے سب قصہ ختم ہی ہو جائے قولہ فبما اغویتنی سے یہ مراد ہے کہ وہ سرکش
قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت اوسمین رکھی ہے
یہی اوسکا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہین سکتی یہی نافرمانی ہے
اقول سبحان اللہ اب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور نئی حکمت ایجاد ہو رہی ہے
بہتر ہوگا کہ خود ہی معنی قوت کے اور اونکی تعریف بیان کرکے علم حکمت سے ثابت کردیجیے

کہ ہر ایک قوت یا بعض دون بعض خود بھی جسمانی بمنزلہ ذاتیات کے ہین اور اونمین سے
ہر ایک یا بعض کی عرضیات ہین جن مین سے ایک قوت ایسی ہے کہ اوسکا کوئی کام
ایسا نہین ہے جسمین سرکشی اور دشمنی صاحب قویٰ سے نہو اور خود انسان بھی اوسکا
دشمن ہو اور یہ بھی کہ اوس قوت سرکش مین سرکشی کی قوت علیحدہ مثل انسان کے
ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغوی شیطان کا مصداق نہین ہے کیونکہ قویٰ
ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطب بات کی پرورش نہ چھوڑین اور
خواہ مخواہ فرمائے جاوین کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے بھی قوے ہین تو ہم
یہ عرض کرینگے کہ بعد پیدائش آدم سے وہ تو سرکشی و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ بار بار
آپکا اقرار ہو چکا ہے پھر وجہ اغوئی کرنے کی اس طرح مین عوض علم کے وقت کچھ بھی نہین
ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور والا اب تک قویٰ کے معنی اور تعریف تک ابھی نہین جانتے
ہین یا تجاہل کر رہے ہین تب تو بعض قویٰ کا احتیاج انسان سے منفک ہونا اور دشمن روح
قرار دینا یقینی صحیح سمجھ لیا ہے اور اسی مقام پر مجکو یہ بھی بیان کرنیکا موقع ملا ہے کہ جناب
مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کرکے اوسکو ابلیس ٹھہراتے ہین چنانچہ شروع
بحث مین فرماتے ہین کہ ایک قوت نہایت قوی اور سرکش بھی ہے مگر جب یہ پوچھا جاتا ہے
کہ پھر جنود ابلیس اور ذریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو تتمہ بین الکلام مین ایک جگہہ صفحہ
۴۳ مین یہ عبارت ہے کہ مین قوائی بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کی طرف ترغیب دیتی ہین
اونکا نام شرع مین شیطان رکھا گیا ہے بلفظہ دوسری جگہہ اوسی تتمہ بین الکلام مین صفحہ ۱۵۲
مین یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے ابلیس اور اوسکے اثرات کو بطور وجود دو کے تعبیر کیا جاتا ہے
اور جو انتظام کہ اون اثرات مین ہے اونکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلفظہ
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قوائی بھی شیاطین ہین اور اسی واسطے صیغہ جمع کا اختیار کیا ہے
تو لازم آتا ہے کہ جنس ابلیس کا ذکر انکار سجدہ مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ متعدد اور
حضرت آدم کے جسم مین بھرے ہوئے ہون حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اس احتمال پر شہادت
نہین دیتا ہے مین اوسی فعلہ انسان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ٹھہرائے جاوین

اور اونکے انتظام کو ایک لشکر قرار دیا جاوے تب بھی توافق آیات قرآنی کا متعذر ہے کیونکہ اثر
عین موثر نہین ہوسکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور ماحصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر یعنی جلجانا
تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلجانا کسی انسان کا بھی اوسکے لشکر کا ایک سوار
یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اغوای قوت موہومہ مخاطب سے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ
بھی اغوا کرتا ہے حالانکہ جنود و ذریت ابلیس کا اصلی کام مقاتل اور مفسد ہے یعنی سب اغوا و عداوت
بنی آدم کرتے ہین پہر کیونکر اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہوسکتا ہے اور یہ کس علم کے موافق باقی
رہا انتظام اگرچہ وہ بھی ایک معما ہے اور اوسکی کیفیت و تعریف محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی
اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہین ہے تو اوسکا انتظام کیونکر لشکر ٹھہریگا لامحالہ دونون تقریر
مختلف سے تفسیر صحیح مجازی کی بھی نہ بن پڑی آپ مہربانی فرماکر معنی جنود و ذریت ابلیس کے
الفاظ قرآنی سے پیدا کرکے ساتھ دلیل فارغ عن الاحتمال کی بیان کرکے اپنے دعوی کو ثابت
فرمادین اور ہمکو یہ بھی بتادین کہ تمام آیۃ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط اور دوسری آیت
أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي اور حدیث نبوی ان ابلیس یضع عرشہ علی
الماء ثم یبعث سرایاہ الخ اسکی تفسیر جدید سے کیونکر مطابقت رکھتی ہے و دونہ خرط القتاد قولہ تمہارے
قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے
ہین اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اوپر
ہے باقی قوتین اوسکی محکوم ہین یعنی ہین بنا بر خلقتہ من طین کے مولویصاحب کے جواب
کی اگر مراد نہین ہے اقول پہلے اس دعوی کا ثبوت دیجیے کہ قوی کسقدر ملکی او کسقدر شیطانی ہین
کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہین ہے اور بعض علماء نے جو ملکیہ و بہیمیہ لکھی ہین وہ آپ کے خیالات
موافق نہین ہین اور بہیمیہ مین بھی کوئی خاص قوت کسنے ایسی نہین بیان کی ہے جسکا
کام صرف اغوا اور معاودت ساتھ روح کے ہو جسپر تعریف انہ عدو مضل مبین کی صادق ہوسکے
اور اطاعت سے باہر ہوتی ہو اور یہ بھی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکبات ہین
اور اونکی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر آپکے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہین تیسرے علاوہ
حرارت غریزی کے واسطے خفقان ترکیب جسمانی قوی موہومہ کی برودت غریزی وغیرہ بھی
شامل ہین یا نہین اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ بے اصل غریزی کو اصل مادہ
وجود قوی کا مان لینا کس دلیل سے صحیح ہے چوتھے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طور پر نہین
تو انکی تعریف جسم کی کسواسطے صادق نہین آتی ہے پانچوین ماعدای قوای ملکی و شیطانی ایجاد
مصنوعی [illegible] جسم [illegible] کا جسقدر باقی رہا اوسمین بھی وہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود ہے
یا نہین اگر ہے تو بغیر قوی کے جسم کیون نہ رہ جاسکے مگر پھر امتیاز بین الجسم والقوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
اور یہ قول قوی کا کسواسطے صادق آئیگا کہ خلقتہ من طین [illegible]
وہ سے جوش حرارت غریزی کا کیا چیز ہے اور کس کتاب علم حکمت مین [illegible] اسکا
بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپکے پاس ہے [illegible] حرارت غریزی مین حدت
[illegible] وجہ سے جوش [illegible] ہے [illegible] ثابت کیجئے کہ
قوی حرارت غریزی سے مرکب ہو کر [illegible] مین افسوس [illegible] حرارت غریزی کی تعریف
بھی [illegible] قوی کی [illegible] خلاف ارشاد
ہو چلا جاتا ہے کہ [illegible] حرارت غریزی [illegible] سیاسی کیا دلیل
ہے [illegible] قوت [illegible] دوسری قوت بھی آٹھوین
کس دلیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی [illegible] ہے اور اوسکے
نیچے باقی قوی [illegible] مین [illegible] یا مجازی ہے اگر مجازی ہے
تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی [illegible] یا باعتبار اصلیت مادہ وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل
ہے [illegible] مغلوب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ غالب ہین ورنہ
[illegible] قوت شیطانی کا کچھ علاج ممکن ہو اور شق ثانی بھی بیکار ہے کیونکہ ہم
[illegible] قوت [illegible] اصل مادہ وجود مین مفضول ہین اور قوت
شیطانی افضل ہے نہین معلوم کہ آدم و حوا نے انکو کیا وساوس مین مبتلا کردیا تھا نوین آپنے
[illegible] آدم کو صرف علم اسماء کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق ذاتیات قوی کا

بڑے اہتمام سے ایکو کہان سے سکہاتے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل بتاتے
وسوسے یہ آپ نے یہ نہین لکہا ہے کہ نار حقیقی کی سر جوشی سے قوت بہیمیہ ہی ہے بلکہ ایک قسم کی
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی حقیقی پر محمول ہے تو اوسکے مقابل مین
نار مجازی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی تسلیم کرنیکا کیا موقع ہے ذرا غور کرکے معنی قرآن
کے بیان کیجے گیارہوین مولویصاحب کی چولہے کی آگ ہوتی تو غنیمت تہا کیونکہ حقیقت نار سے
خارج سمجہی جاتی آخر طین آدم کی بہی زمین سے لی گئی تہی جیسا کہ تبیین الکلام سے ظاہر ہے تو
نار دنیا سے مادہ وجود جن وابلیس بہی طیار ہونا کچہ بعید نہ تہا مگر جو ایک قسم کی حرارت حضور والا نے
پیدا کی ہے کیا وہ نار فرنگ ہی سے مستخرج ہے جو قواعد نیچریہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن
اسلام کو خاک سیاہ کریگی پہر کیفیت مجازی اور محتاج دلیل اور محض توہم ہے مولوی صاحب کی بلا سے
کبہی حرارت لاتی یا چولہے مین چاہ یا اپنی گرمی دکہاتی موافق منطوق وظاہر الفاظ کے مولویصاحب
تو باتفاق جمہور اہل اسلام کے اور مطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان
کرینگے نہ مطابق وساوس آدم وہمی کی آپ کو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑ گئی ہے کہ
ہر موقع پر چوٹ کرتے ہین خیر یہ تو آپ کی لطائف وظرائف کہلاتے ہین اور تہذیب الاخلاق
سکہلاتے ہین آپ یہ ارشاد فرماتے ہین کہ سرکش ہونا قوت کا مراد ٹہرائی گئی ہے کلمہ فاخرج منہا کی
تو پہر مستکبر کے کیا معنی لیے جائینگے جو سرکشی و غرور پر دال ہے یعنے اب یہ معنی آیہ کے بقول
آپکے ہونگے فاخرج منہا سرکشی کی اون ملائکہ مین واستکبر اور غرور کیا یہ دونون معنی صیغہ ماضی کے
ہو جائینگے نہ امر کے حالانکہ فاخرج امر کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ سمجہ کر تفسیر

بیان فرمایئے قولہ سوال دادا جان یہ تو بڑی مشکل پیش آتی اسلیئے کہ ہر انسان کا سن بلوغ
اور عقل و تمیز کو پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پہر خدا کا اوس درخت
کے کہانے سے منع کرنا اور انسان کا اوسکے کہانے سے نافرمانی کرکے
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تمنے کہا سچ ہے مگر یہان مسئلہ جبر و
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اقول سوال تو آپکا واقعی سچ ہے مگر

جواب آدم وہمی کا محض غلط ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اپنے قوی کا انسان خود مالک

وہ مختار ہے اور اونکو کام مین لا سکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نہ ماننا پایا گیا ہے
اور چونکہ اوس حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا انداز ہوا یا
کہ آدم اوس حالت پر پہونچنے کے بعد گنہگار ہوا ذرا انصاف کر کے ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جواب اوس
سوال کا کیونکر صحیح ہوگا نتیجہ سوال کا تو یہ تھا کہ منع کرنا ہی صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ ہر انسان موضوع
ہے واسطے پہونچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ صغر سن مین رہو یا بوڑھے
ہو جاؤ مگر پھر نابالغ ہی رہو حالانکہ قوت علم و عقل بھی مان کے پیٹ سے لیکر نکلا تھا اور تمام
قویٰ قبل بلوغ ہی اپنا اپنا کام کر رہی تھین اور اطاعت آدم مین چلی آتی تھین اور جسکو خود
خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تھا اور اپنا نائب کیا تھا اور وجہ افضلیت کی اوسکے حق مین
تمام حیوانات پر وہی علم و عقل تھا جو اور کسی مخلوق مین نہ تھا تو پھر خود ہی اوس علم و عقل کا
پیش کرنا اور منع بھی کر دینا کہ اسکو مت لینا کیسی لغویات ہے اور کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے
گنہگار ہو کیسا ارشاد الٰہی کا موقع تھا پھر کیونکر ہم مان لین کہ دادا جان آپ کی تفسیر صحیح ہے
اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم و عقل ہو سکتا ہے آپ غور کیجیے کہ آدم نے اس مشکل
سوال کا یہ جواب [illegible] کہ انسان اپنی قویٰ پر قادر تھا لہذا سن بلوغ مین اونکو استعمال
کر کے گنہگار ہو گیا [illegible] سوال دیگر جواب دیگر پوچھا تو یہ جاتا ہے کہ کیونکر منع کیا گیا
اور خاصہ [illegible] انسانی سے کس واسطے روکا گیا اور اوسکے عمل کرنے پر کیونکر گناہ کا اطلاق
ہو سکتا ہے اور جو عقل پہلے سے موجود تھا اوسکا پھر لینا دینا اور منع کرنا کیونکر ہوگا جواب یہ ہی
کہ آدم نے قویٰ کا استعمال کیا اور جوان ہوا تب گنہگار ہو گیا کوئی پوچھے کہ وہ جوان کیونکر
نہ ہوتا اور کس طرح اپنی قویٰ کو کام مین نہ لاتا کیا مثل شجر و حجر کے رہتا یا وہ ہمیشہ تکلیف مالا یطاق
مین گرفتار رہتا اتنا عقل جوان سے کہ آدم وہی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجھنے کا شعور نہ تھا
تسمیر معارف و حقائق سکھانے کو تشریف لاتے اور جبر و قدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹھے
خیر آدم خیالی تو مجبور رہے مگر دیکھیے کہ جناب مخاطب اونکے متن کی شرح کرنے پر آمادہ
ہو کر مسئلہ جبر و قدر مین اپنی ایجاد کیا دکھاتے ہین چنانچہ فرماتے ہین السعید من سعد
فی بطن امہ الشقی من شقی فی بطن امہ تھا صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول نجا

قول

قول رسول صلعم کا مراد ہے تو انہیں الفاظ کے ساتھ صحت حدیث مذکور کی جناب نے تو
آپ نے ضرور سمجھ لی ہو گی تب تو زور شور سے فرماتے ہیں کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے
میں بھی مشتاق ہوں کہ اس پوری حدیث کے سب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجیے اسکے
ذریعہ سے ہمکو بھی ایک فائدہ حاصل ہو جائیگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مشکل فہم
نکلے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرما دیا غالبا موضوعات ابن جوزی کی و
تخریجات شرح عقائد وغیرہ کتب موضوعات حدیث تو جناب عالی نے ضرور دیکھی ہونگی اور اسکے
حال کھل جائیگا فافہم ولا تکن من الغافلین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر
کر کے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی بھی تسلیم کر کے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حاصل تقریر
حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت
نہیں رکھتا ہے نہ آپکی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے شروع
تقریر میں آپکا غالبا یہ مطلب ہے کہ قول بین الجبر والاختیار تو معنی سمجھنے کے لائق ہے اور
اسکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک سکاری نے مچھلی کو مخنث بنایا تھا لا محالہ بین الجبر والاختیار
سے حضور والا کو انکار ہو گا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض سو جبر محض اسقدر عبارت
سے پایا جاتا ہے یعنی جو کچھ اسوقت ہم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہاں تک کہ
نبیوں کی نبوت اور عابدوں کی عبادت زاہدوں کا زہد معشوقوں کا حسن عاشقوں کا عشق
شاعروں کی شاعری فاسقوں کا فسق کافروں کا کفر سب وہ اپنے ماں کے پیٹ میں سے
لیکر نکلے ہیں وہ سب باتیں اون سب کے واسطے لازمی ہیں اور بے ہوئے رہ نہیں سکتی ہیں
مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر الخ انتہی محصلا اب آگے
بلکہ حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے یعنی انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور
نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام میں لانے پر ٹھہرایا ہے پس ظاہر ہوا
کہ اپنے قوی کا کام میں لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں انسان کی نجات صرف
اسی پر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمیں رکھے ہیں اور جسقدر رکھے ہیں اون سبکو بقدر
اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہے اگر قوای بہیمیہ اوسپر غالب ہیں اور قوای ملکیہ کمزور تو اوسکے

گمزور قوی کو بہتوڑے سے اونکو بھی کام مین لاتا ہے یہی گناہون کا علاج اور توبہ اور کفارہ
سے اسکو جعفر کی حدیث مین کہی التماس ہے ہیں اولا قول لا بین الجبر والاختیار کو آپ نے مخنث
شمار کر کے رد و سمجھا ہے مگر خود بدولت بہی اوسی قول کے موافق سابق مین ہو سکے ہین تو
جس یا آدم وہمی کا تا لیان سچا نا اور ناچیا گا نا بیان کیا ہے اوسکی تعلیم عبث اقرار ہے کیونکہ
عقیدہ بین الجبر والاختیار کو مخنث سے تشبیہ دیجاتی ہے ذرا زمانہ سابق اپنا تو یاد کیجیے اور
تصنیفات قدیمہ کو ملاحظہ کیجیے جیسا کہ تحسین الکلام کے صفحہ ۱۷ مین یہ عبارت ہے کہ ہم
مسلمان یہ کہتے ہین کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہین ہے
اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا سرانجام کرنیوالا ہے خدا کی طرف منسوب
ہو سکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرمایئے کہ بین الجبر والاختیار اور کسکا نام ہے صرف کرنا قوت
ارادہ کا انسان کی طرف اور خلق کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کر کے انسان کو کاسب
اور خدا کو خالق آپکی تقریر مذکور سے مان لیا جائیگا مقدم تاً آپ نے اقرار کر لیا ہے
کہ جو کچھ ظہور مین آتا ہے خواہ نیک بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور اوسکا ظہور اور وقوع لازمی و ضروری ہے لامحالہ تمام قوی کا کام مین لانا
یا نہ لانا بھی ماں کے پیٹ سے لاویگا پھر اوسکو کیا اختیار ہے کہ کام مین لاوے یا نہ لاوے
ایمان یا کفر عبادت و زہد خواہ عصیان و فسق سب کچھ ساتھ لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی ضرور
و لازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری و لازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا و کلا کافر
جبلی کافر ہی رہیگا اور مومن جبلی مومن ہی رہیگا و لاینعکس کیت لاخود حضور والا نے
جب معارف و حقائق آدم و حوا سے سیکھے تو ارشاد فرمایا کہ ہم بہی ان حقائق و معارف کا
اپنی زبان مبارک سے گفتنا اپنی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلے تہے بلفظہ جب یہ حال ہی
کسی سے ہمکلام ہونا وہم و خیال مین بہی بطن مادر مین مقدر ہو گیا تہا اور اوسکا ظہور
لازمی تہا تو پھر قواے بدنی کا کلیۃً کام مین لانا نہ لانا کیونکر ساتھ لایا ہو گا اور ایسے مجبور کو
کس طرح مختار ٹھرایا جائیگا اور کیونکر اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے اور قوی پر
اختیار دیا جاتا ہے کیسی بے اصل بات ہو گی لامحالہ انسان مجبور محض بنا رہا اور اوسکی ایجاد

خاص کچھ کام نہ آئی تاآنکہ حضور والا فرماتے ہین کہ نجات منحصر ہے تمام قوی کے استعمال پر اب دیکھنا
چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا نتیجہ دیگا قوت شیطانیہ کا جسوقت پورا استعمال کریگا تو کافر مطلق
اور تمام کبائر کا مرتکب ہوگا اور جب ساتھ ہی اوسکی قوای ملکیہ کا استعمال پورا کریگا تو مومن کامل
اور زاہد و عابد متقی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت ہوتی رہین گی اور ممکن ہے
کہ دونو قوتون کا ایک ہی وقت مین استعمال کرنا چاہے تو جمع بین الاضداد ماننی پڑیگی وہ ہو کیا
اور آپ یہ نہین کہسکتے کہ ایک ہی وقت مین مجموعہ قوای متضادہ کے استعمال پر قادر نہین ہے کیونکہ
شروع بحث مین بغیر کسی استثناء و قید تخصیص کی یہ لفظ عام اختیار کیے ہین کہ قوای انسان کو دیگئی
ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اون سبکو خود کام مین لاسکتا ہے جسقدر قوی ہین ہمیشہ
وہی کام کرتی ہین جسکے لیے مخلوق ہین فافہم رابعًا جب نجات و درکات ایمان و کفر و زہد و فسق
آپکے اصول پر نہین ہے تو پھر قوای ملکیہ یا شیطانیہ کا کام مین لانا ہی عبث ہے کیونکہ غایت مرتبہ قوی
ملکیہ کے ذریعے سے مومن و زاہد ہو جاویگا اور قوی بہیمیہ کے اغوا سے کافر و فاسق ہوگا مگر پھر کیا حاصل
وہ دونون کفر و ایمان نہ مستلزم ثواب و عقاب ہین نہ اختیاری انسان کی ہین خامسًا آپ فرماتے
ہین کہ قوی بہیمیہ اگر غالب ہون اور ملکیہ مغلوب ہون تو اسقدر کافی ہے کہ اون مغلوب سے
بھی کام لیتا رہے تب نجات ہوگی آپ فرمائیے کہ اگر قوای بہیمیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہوگیا
اور قوی مغلوبہ ملکیہ کی بدولت صرف اسقدر ہوا کہ کوئی فعل حسن ظہور مین آیا تو کیا یہ فعل حسن دوزخ سے
بچالیگا اور نجات دلاویگا اور یہ بھی آپ نہین کہہ سکتے کہ قوت بہیمیہ صرف فسق و فجور تک آتی ہے
مگر کفر و شرک تک نہین پہونچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا پہلا حملہ
یہی ہے کہ بنی آدم کو پکا مشرک بناوے اور قرآن شریف مین صاف وارد ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا
يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ پھر قوی ملکیہ کمزور کا استعمال
بے فائدہ ہوا سادسًا آپ نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ شقی و سعید بطن مادر مین ہو چکتا ہے اور انبیاء یون
فرماتے ہین کہ انا نبی وآدم بین الماء والطین سعدا یون کہتے ہین انا سعید وآدم بین الماء والطین
اشقیا کا یہ قول ہے انا شقی وآدم بین الماء والطین ہمارا یہ قول ہے انا احمد وآدم بین الماء
والطین بلفظہ تو جنتی و ناری ہونا پہلے ہی ٹھہر گیا ہے اور وہ لازمی و ضروری ہوئی ہو سے رہ بھی نہین سکتا ہے

پہر استعمال قوی سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایجاد ملیح کا کچہہ بہی نتیجہ نہ نکلا وہ ہی بحث جبر وقدر کی
اپنے حال پر باقی رہی جسکو متکلمین لکہتے آئے ہین اور تمام مسائل مین مشکل سمجہتے رہے ہین
ہان اسقدر ہوا کہ دو چار اعتراض آپکی بدولت اور وارد ہوگئے دگر ہیچ جب کسی طرف سے نجات
نملیگی تو آخر حضور کو وہی کرنا پڑیگا جو ہم لوگ کہتے ہین مگر گردن کے پیچہے سے ہاتہ لاکر ناک تک
پہونچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر وقدر کا نہایت آسانی سے طے کرنیکے پردہ مین آدم
وہی کا جواب جو حضور نے مان لیا تہا وہ تو غلط ٹہرا اور اعتراض بدستور رہا اور بعد اوسکے تمام
تفسیر جدید خود بخود بلا اصل ٹہر گئی اپنی ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہونا پڑا والحمد لله
علی ذلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگرچہ فرماوین کہ ہمنے لفظ ایمان وکفر کا عدم نجات دوزخ کا تمیز
نہین لکہا ہے بلکہ صرف عبادت وفسق کا لفظ لکہا ہے لہذا ہمکو ابہی سر اوٹہانے کی جگہ باقی ہے
تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص مین لفظ ایمان وکفر کا نہین لکہا مگر مین ثابت
کرچکا ہون کہ آپ نے شقی وسعید مومن وکافر اور جملہ افعال ہر قسم کے بالعموم والاستغراق جبلی
اور دوزرا اور تیاغلط ہو وفرع قبول کئے ہین تو کچہہ تخصیص عبادت یافسق کی باقی نہ رہی بلکہ ایمان وکفر
بہی وہی اصل کے دو فرع ہین اور یہ ہی بیان کرچکا ہون کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق پر نتیجہ
انکی کا کام نہین ہو بلکہ کفر سب سے پہلے اوسکا منشاء ہوگا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو نموونہ کا ہوا
ہے تو آپکی زبان قلم سے اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چہوڑ دیا کچہہ فائدہ آپکو نہ ہوگا اور
نہ ہوگا اور جب ہمنے جبر محض ہی آپکی تقریر سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق صفحہ
صاف صاف انا الحق ہوی کا استعمال کرنا چاہیے سر تا قدم ہی وہ استعمال بہی کرنا مگر ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید وانا شقی پکارتا تہا اور سرگذشت آدم کا سنتا بہی ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا تہا فائدہ ہمکو اصل مسئلہ جبر وقدر کی بحث صرف اسواسطے لکہنی پڑی کہ مخاطب الامرا تب
نے کچہہ ایسا خیال بناکر دعوی کیا تہا کہ وہ مسئلہ نہایت سہل طریقہ سے حل ہوگیا حالانکہ اور بہی زیادہ
مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرتے ہین اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام کے
لکہنے کا موقع نہین اس رسالہ مختصر مین بہی بقدر ضرورت ہماری گفتگو الزامی ہی تہی قولہ آدم
کا تائب ہونا اور فرشتون کی تکرار اور تعلیم خطابیات کی قسم سے ہے لیکن

فرشتے کیسی تکرار جسقدر قوی ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے لیے مخلوق ہین لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ اور تعلیم اسمار سے مراد ملکہ علم ہے جو انسان مین ودیعت کیا ہے الخ اقول اس مقام کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود ملائکہ سے بھی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسی فرشتے اوس شخص کی زبان سے نکلے جو فرشتون کے وجود کا قائل ہوگا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب مین خود ہی سوچ سمجھ لیا کہ ایسی فرشتے جیسے قرآن مین مذکور ہین کہ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً الخ اور پھر مزید فیہ یہ ہے کہ ۔۔ آیت جو خاص فرشتونکی شان مین ہے یعنے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ کو بھی ظاہر سے صرف کرکے قوای انسان پر جما دیا اور قوی کو ملائکہ حقیقی بھی ٹھہرا دیا مگر پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ کہین کہین اصلی فرشتونکا وجود بھی خود بدولت کی تحریر سے نکلتا ہے مثلاً فرماتے ہین کہ انسان ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے کہ جہان فرشتونکا بھی مقدور نہین کیونکہ اونہین ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اب تو خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب عالی کی کیا ہے قرآن مین تو ایک ہی جگہ سلسلہ کے ساتھ یہ مذکور ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا الی قولہ تعالیٰ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ الخ سوال جواب فرشتونکا ساتھ خدا کے اور علم اسمار کا عنایت ہونا آدم کو اور پیش کیا جانا اشیار کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتونکا اور یہ کہنا سبحانک لا علم لنا سب کا سب اصلی ملائکہ سے متعلق ہے نہ قوای انسانی سے پھر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کیا اور تمام آیت کا مضمون قوی سلیمہ کے ساتھ چسپان کرنا کسقدر واہیات ہے اور کیونکر یقین آوے کہ جناب مخاطب کی ایسی مراد ہوگی اور اگر یہ مراد نہین ہے تو پھر کیسے فرشتے کیون فرماتے ہین اور قوای انسانی پر کسواسطے جماتے ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب کردیا اور فرشتے غل مچاتے رہے الحاصل آدم وہمی کے مجذوبون کی سی بڑ کو خود ہی حضرت سمجھ ہونگے اور جب مجرد دعوی ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا چلا جاتا ہے تو ہم کیا پوچھین اور کس سے گفتگو کرین نہ ظاہر الفاظ و منطوق آیات و سباق و سیاق سے کچھ غرض رکھی ہے نہ اپنی قول کی سند کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا لکھتے ہین نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاتے ہین محض تحکم کا

کیا علاج ہے کوئی پوچھے کہ جس جگہ آیت لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ مذکور ہے
وہان قوای انسانی کا کیا ذکر ہے اور کسطرح نہادر اذہان بغیر سبق ذکر قوی کے اور بدون قرینہ
مقام کے ہو سکتا ہے کہ یہ آیت قوی کی شان مین ہے تنبیہ اس مقام پر ہم یہ شبہہ رفع کیے دیتے ہین
کہ سوال وجواب ملائکہ کا بصورت اعتراض کے تہا جسکو حضرت نے برا پن تجویز کیا ہے یا کس
طریق پر واقع ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سوال بطور استفہام وتعجب کے تہا یعنے ملائکہ
نے جب یہ سنا کہ آدم خاکی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے تو اونکو یہ شبہہ ہوا کہ لوازم مادۂ خاک سے جو امور ہین
وہ لوازم مادۂ نور سے برتر نہین ہین پہر نوری نفوس قدسیہ کا خلافت کیواسطے اختیار نکرنا کس
مصلحت سے ہوگا اور خلافت کے واسطے علوم کی استعداد درکار ہے مگر سرشت خاک مقتضی
تکمیل واشرفیت کی نہوگی اور زمین مین فساد وخونریزی واقع ہونے لگی کی لہذا تعجب کرکے
جو سوال کیا وہ استفہام تہا اور استفہام منافی شان معصومین نہین ہوتا ہے بعض انبیا نے بہی فرمایا
ہے کہ ای رب تو کسطرح زندہ کرتا ہے مردہ کو جواب ملا کہ کیا تو یقین نہین لاتا تب عرض کیا کہ
ہان مگر واسطے اطمینان قلب کے پوچہتا ہون آیات قرآنی مین اس قسم کے امور مذکور ہین
اسی واسطے خدا تعالے نے فرشتون پر نافرمانی کا عتاب نفرمایا بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ مین سب کچہ
جانتا ہون جو تم نہین جانتے ہو اور پہر اونکے اطمینان کردینے کی یہ صورت کردی کہ آدم کو علم اسماء
عنایت فرما کر ثابت کردیا کہ ملائکہ سے بہی زیادہ اس امر مین عالم ہے تب ملائکہ اقرار کرنے لگے کہ
سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا الآیہ تفاسیر اہل اسلام مین اس شبہہ کا جواب مذکور ہے پہر کیا وجہ ہے
کہ جناب مخاطب خود ہی تفسیرون کو نہین پڑہتے اور علوم شرعیہ سے نفرت کرتے ہین اور باعث
ضلالت سمجہتے ہین اور خود ہی اپنی اوہام وظنون سے خدا کو اور ملائکہ کو ہتیارون سے تشبیہ دیتے
ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا باقی رہا یہ قول جناب مخاطب کا کہ خدا نے آدم کو نام تمام چیزون کے
اسطرح نہین سکہاتی جیسے انا بچون کو سکہاتی ہے بلکہ علم مراد ہے وہ بہی صرف اسماء کا علم نہ حقائق
اشیاء کا ہمکو معلوم ہوا کہ حقیقت اشیاء سے کیا مراد رکہی ہے چونکہ ہر جگہ تشبیہ واستعارہ ومجاز بنا
رہے ہین حقائق اشیا مین خدا جانے کیا فرماینگے خیر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتہ
صحیح ہے یا نہین اگر ہے تو بغیر علم کے اثبات اوسکا کیونکر ہوگا اور یہ بہی التماس ہے کہ علم اسماء کا

بغیر علم مسمے کے کیونکر مراد ہو سکتا ہے اور مسمی کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ
اور أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ کے کیا معنی ہین اور پہر اس جملہ کی کیا مراد ہے يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ
یہ ضمیرین کسکی طرف راجع ہین اور اگر وجود مسمی کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کرنے حقیقت
اشیاء کی کیونکر بیان لیا ہے کیا وہ سب معاملہ تشبیہی اور مجازی تہا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت
حقیقت اشیاء کی معلوم ہوئی تہی گو یہ نہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم
محیط تفصیلی مثل خالق اشیاء کے نہونا ما نحن فیہ سے خارج ہے لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ
ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ اور وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ صحیح ہے اور ہم اگر یہی تسلیم کرلین کہ
حقیقت اشیاء کی نہین بتائی تہی تب بہی سماء کی لفظ سے بلکہ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح
ہوگا کیا یہ معنی لغوی ہین یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ
حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہوگا کیونکہ آپ تو حقیقت ذاتی بہی قوی
کی بیان کر رہے ہین اور خدا [illegible] کی تائین انا کا لفظ جو لکہا ہے او ظرافت خدا کی ذات کے
ساتہ کی ہے یہ تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا سلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے
نہ ہمیں الزام ہے **قولہ** خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت
انسانی کا بیان ہے جسکو نیچر کہتے ہین الخ **اقول** آپ تو بالکل اولٹی تقریر کرتے
ہین اگر خدا کو قوی انسانی کا بیان قاعدہ نیچر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل مسئلہ تہا جسکو آدم
وہی بیان کرکے اسکو سمجہا سکتے مگر خدا تعالی آیات بینات مین ظاہر نکر سکے خدا جانے آپ
ہر مقام مین نیچر نیچر کیا پکارا کرتے ہین اور جو کچہ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جمہور اہل اسلام نے
اب تک اختیار کیے ہین وہ کیونکر قانون فطرت کی خلاف سمجہی گئی ہین اور کس نیچرلست کا قول
آپکے موافق ہے ذرا حوالہ تو دیجیے **قولہ** قرآن مین شیطان کا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت
و ماہیت کچہ بیان نہین ہوئی **اقول** محض غلط ہے اوسکی حقیقت صاف بیان ہوتی
ہے کہ وہ ایک نوع ہے جن کی اور مادہ وجود اوسکا عنصر نار سے ہے کما مر اوّلاً **اقول** کچہ صفات
اوسکے قرآن اور حدیث سے پائی جاتی ہین بُری صفت یہ ہے کہ وہ مغوی
آدم ہے کما قال اللہ تعالی فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ الخ **اقول** ہان یہی صفت

اوسکی ہے اور اوسکے عمدہ و مفصل ہین سے دشمنی بہی اوسکی ساتہ بنی آدم کی ثابت ہے اور بنی
آدم بہی دشمن شیطان کے ہین جو عباد مخلصین اور مومنین مین داخل ہین اور احادیث مین
سب کچہ حالات اوسکے بیان ہوئے ہین چنانچہ کسی قدر شروع رسالہ مین ہم لکہہ چکے ہین
قولہ یہ بہی اوصاف حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہین الخ اقول ہان یہ بہی
صفات مذکور ہین اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہین کما عرفت سابقا اب ان
صفات کے ساتہ حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجہ کر عین انسان قرار دیجیے خواہ ذات بد
سمجہکر لاحول پڑہیے مگر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ عین ذات انسان مان لیا ہے تو بزرگی مین کیا کلام
ہے قولہ اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی
کو محسوس نہین پاتے الخ اقول ہمنے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا
اپنے مین اثر بیشک پاتی ہین مگر انکار وجود خارجی صحیح نہین ہے وجود خارجی
سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام بنی آدم یا حجر و شجر کے مراد ہے تو محض غلطی ہے کیونکہ مادہ وجود
ابلیس کا نار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی مہدی علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہین
کہ وجود خارجی کے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہین لیا جاتا ہے پس وجود ناری ہونا او
اوسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ و جن سے بہی انکار کرنا پڑیگا معلوم
نہین ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہین آیا یہی کہ ذہنی و خیالی نہو بلکہ عنصری ہو یا کوئی
وجود محسوس بالبصر خواہ مخواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہین اور شق ثانی مین
آپکا دعوی بلا دلیل ہے ہان اسقدر ہم اور بہی بیان کرتے ہین کہ شیاطین و جن کو صورت
انسان و حیوان وغیرہ کی بنا لینے پر بہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح فرشتونکو بہی
وہ بہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت مین آدمی کی جن او ملائکہ اور شیاطین کا آنا
اور دیکہا جانا بہی ثابت ہوا ہے کما مر سابقا قولہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے
رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر اوسکی داڑہی پکڑ لیتی ہین الخ اقول
اوس قوت کے متعلق ہم بخوبی جواب دے چکے فلا نعیدہ او شیطان کی جگہہ آپکے ہاتہ مین آپ
کی داڑہی سفید آجاتی ہے اور اوسکے گال بدلے آپ ہی کا مونہہ لعل ہوجاتا ہے اسکا کچہ

تعجب نہین ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو شیطان ٹھہراتے ہین تو عین جزو انسان قرار پاوے گی پھر انکی
ڈاڑھی اگر ہاتھ مین آوے یا گال لال ہو جاے تو آپکے اصول پر کچھ بعید نہین ہے نہ ہمارے اصول پر
کہ ہم اوسکو جنی ٹھہراتے ہین فافہم قولہ میرے پیارے مہدی مین آپکو ہمیشہ کہا کرتا ہون
کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپکے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے
کبھی امین نہ رہین آپ سمجھتے ہین کہ نبی صلعم کو امی محض رکھنے مین کیا حکمت
تھی الخ اقول آپ بیٹھے تو ہین بنارس مین مگر لندن سے حساب مشرق و مغرب کا کر رہے ہین
مشرقی علوم جو قرآن و حدیث و تفسیر و اصول و فقہ و کلام و عقائد اہل اسلام ہین اون سے آپکو
نفرت ہو تو ہو مگر ساری خدائی کے مسلمان تو اوسکو کمال دین سمجھتے ہین خدا نکرے کہ اوسکا
اثر دل سے جاتا رہے اوسی کے حاصل نکرنے کی وجہ سے آپ اس خرابی مین پڑے ہین
کہ نہ تو موافق اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی تھی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے
جو حکیمانہ و فلسفیانہ کوئی بات عمدہ نکلی اپنا جی تو چارون طرف آپ دوڑاتے ہین قرآن و حدیث
کو بھی فلسفیت موہومی سے ملاتے ہین مگر ہر مقام پر ٹھوکر کہاتے ہین کسی ایک قوم کے علوم مین
بھی پوری استعداد ہوتی تو کچھ کر دکہاتی بعض معتزلہ کی بھی تقلید کچھ کچھ با تو نہین اختیار کی باطنیہ
کیطرف بھی رجوع کیا شیعہ امامیہ کی بھی مدد لی مگر ابتک کوئی طریقہ ٹھیک نہوا میری خطا معاف ہو حضور نے
عقائد اہل اسلام لکھنے شروع کیے لوگ خوش ہوئے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوٹھاینگے
مگر دوسرے عقیدہ کی تقریر دیکھتے ہی علما قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کم استعداد شک مین پڑ گئے
کہ شریک باری کی امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری بھی متکلمین پر افسوس ہے پہلے
تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجھے بوجھے خدا کو واحد مان لینا واجب نہین ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ
دلیل عقلی نہایت ضعف کے ساتھ بیان کر کے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنے فرمایا ہان بیشک
ایک شبہہ اسپر وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکھتے ہین اور سمجھتے ہین خیال
مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور اوسکا
کوئی صانع اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی و ابدی ہو الخ مجملاً اس شبہہ کے سوکر
آپنے کچھ بھی قدرت نہ پائی اور یہ جواب دیا کہ ہم ... [illegible]

یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہین ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد خیال پر نہین ہے فلسفیہ
اور عقلیہ مباحث کو جو حالت غیر وجود سے ہوتی ہین یقین سے اور ایمان سے کچہ مناسبت
نہین ہے مولانا روم نے اوسکے حق مین نہایت خوب فرمایا ہے شعر پای استدلالیان چوبین
بود + پای چوبین سخت بی تمکین بود + یقین کے لیے ضرور ہے کہ معترض اول اسباب کا یقین
دلائے کہ درحقیقت ایسا ہی دوسرا کارخانہ قدرت موجود ہے اور اوسوقت کہے کہ خدا کی
توحید ثابت نہین مگر وہمی و فرضی باتون سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہین ہو سکتا ہے
الخ بلفظہ مختصرا خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تہا کہ یہ مسئلہ عقلی ہے
اور جا بجا نیچر اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر مدار مذہب ثابت ہوتا چلا جاتا ہے منقول تو کوئی
چیز ہی نہین رہی تہی معقول ہی معقول پکارے جاتے تہے آخر کو جب ایک شبہہ حکیمانہ
وارد ہوا تو کس واسطے فرمانے لگے کہ دین و ایمان و مذہب اسلام سے عقلیہ و فلسفیہ دلائل
سے کچہ علاقہ نہین ہے مولوی روم صاحب کے قدمون پر جا گرے اگر ایسا ہی کرنا تہا تو صاف
کہدیا ہوتا کہ قل ہو اللہ احد کافی ہے یا این شور اشوری یا این بے نمکی اس اپنی تقریر کو جو
آخر بحث مین لکہی ہے ذرا یاد رکہیگا آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین و ایمان کے متعلق رد و قدح
کیا کرتے ہین اب مین بہی کہدیا کرونگا جو آپنے خود فرمایا ہے خیر یہ تو آپ کی معلومات علم کلام
کا ذکر ہوا ثبوت تہا اب مین پوچہتا ہون کہ معترض ممکن ہونا شریک الباری کا بیان کرتا ہے اور
آپنے اوس امکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اوس سے ثبوت موجود ہونے کا طلب کیا وہ بہی
اس خوبی کے ساتہ کہ حضور کو اگر نہ دکہا دے تو جہوٹا ہو جاے فرمائیے آپ نے تبیین الکلام مین
اقرار کیا ہے یا نہین کہ بہت سے مخلوقات ایسے ہمسے اوپر ہو چکے ہین جسکا انکار نہین ہو سکتا
کیون نہین فرماتے ہو کہ اگر دو سرا خدا ممکن ہو تو عجز ایک کا خواہ عبث ہونا دوسرے کا خواہ دونون کا
ناقص ہونا اپنے تکملہ ذات مین خواہ معدوم ہو سکنا مخلوق ایک خدا کا دوسرے کی قدرت سے
خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم و قدرت دونون کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس
اجمال کی بہت بڑی تفصیل درکار ہے کما یعلم من لہ وجدان سلیم و عقل مستقیم حضور والا نے
جو عالم موجود کو گورکہندہا اور گہڑی سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع واحد ہو

ف عقیدہ اول دوم جناب مخاطب کے متعلق رسالہ دوم مین بحث تفصیلی ہم نے لکہی ہے انشاءاللہ عنقریب نظر متکلمین سے گذرے گی ۱۲ منہ

عجیب تقریر سے جائز ہے کہ ایک گھڑی کے پرزے متعدد کاریگر ملکر بنادین اور صنعت مین
سب برابر ہون فندیر معترض تو ممتنع عقلی ہونا شریک باری کا رد کرتا تھا اور ممکن الوجود ثابت
کرتا تھا سوا اس قدر آپنے خوشی سے تسلیم کرلیا پھر جو کچھ بحث کی وہ بھی منقول و مصادرہ علی المطلوب
پر تمام ہوگئی کیا کوئی جواب لیا کہ شبہہ معترض عقلا باطل ہوجاوی نہین ہوسکتا تھا جواب سے قدر
مضطر ہوکر آمنا و صدقنا پکارنے لگے یہ رسالہ مختصر اس قابل نہین ہے کہ امتناع شریک باری
کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم لکہدین اور اصل مقصود سے بعید واقع
ہوتا ہے لہذا اسقدر پر قناعت کیجاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب اور
اوسکے اثر کو باعث ضلالت سمجھتے ہین اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہین جب
ہم سے لوگونکا علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول دنیا سے جاتا رہا اور ہم نیچرل اسٹ خدانخواستہ
ہوگئے تو پھر اپنے خاص منکر معجزات معاد ہوجاوینگے جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر
ہوا کریگا جسمین معاد یا معجزات کا ذکر ہوگا اور اوسکا ظاہر الشان نیچرل مین نملیگا تو مغربی
تعلیم یافتہ لوگون سے پوچھتے پھرینگے وہ فرماوینگے کہ یہ سب خلاف نیچر ہے تو ہم لوگ خدا
جانے کس مذہب کے توتین مین گر پڑینگے فرمایئے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر نہوتا تو آپ کی خیالات
سے اصل کا جواب کہان سے لکہا جاتا اگر یہی نیچر ہے تو انبیا ہی ایک حکیم نیچرل اسٹ
ٹہرینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبرئیل کا
آنا کیونکہ محسوسات ظاہری کے موافق ہوگا اور کون ماننے کا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کے
شق القمر واقع ہوسکے یا وہ باتین صحیح ہون جو خاصیت اشیاء و علم طبعی کے ساتھ موافقت
نہین رکہتی ہین مثلا قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ بہر کہانے سے ہزار آدمی سیر ہوکر
نہین کہا سکتے ہین خصوصا ایسی حالت مین کہ وہ کہانا بدستور موجود رہے یا جس بکری نے
ابھی بچہ نہین دیا ہے وہ دودہ دیسکے یا جانور انسان کا سا کلام کرسکین یا پلک مارنے مین
بلقیس کا تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہوجاوے یا پتھر سے ناقہ پیدا ہو یا ہوا
کسی انسان کی مسخر ہوجاوے یا لکڑی کا سانپ بن جاوے وغیرہ ذلک من المعجزات غیر
معلوم یہ سب کچھ کیونکر نیچر سے موافق ہوگا اگرچہ آپ صاف صاف نہین فرماتے ہین اور

ابھی مسلمانون کو نہین بھڑکاتے ہین اور حتی المقدور تاویلات رکیک کرکے قرآن کو نیچر سے
ملاتے ہین اور اقوال اکابر دین سے نفرت دلاتے ہین تاکہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ
رجوع لاوین در پردہ تو آپ سب کچھ کر رہے ہین اپنے دوست سید مہدی کو نیچر کیطرف کہینچ
بلواتے ہین اور یہی امید ہے نیچر کی پابندی جاتے ہین تہوڑا عرصہ گذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی
دہن مین ہوا مین گرفتار ہین قید نماز و روزہ و پابندی احکام شرعیہ منقولی مین تقلیدات کو دور
دنیا پسند کرتے ہین علوم شرعیہ سے بیزار ہو کر انکی شریعت پر چلینگے خصوصًا جس وقت
کتب دین و ایمان کی جگہ نیچریون کے اقوال پر عقیدہ جمانے کی عمر ہے گی تو کوئی دہریہ کوئی
ملحد ہوگا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی سلام کرکے رخصت ہو معاذ اللہ ہمارے
رسول مقبول کیون حکیم نیچرل است ہونگے کسی ایک حدیث مین نفرمایا کہ قوی ملکی و شیطانی
کا قصہ قرآن مین مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور امی ہونا تو حضرت کا اسواسطے ایک معجزہ تہے
کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرتے تہے اور ہر بلا فاتوا بسورۃ من مثلہ پکارتے تہے
سامعین حیران تہے کہ جو شخص خود امی ہے کسی سے تعلیم نہین پائی وہ کہان سے یہ کتاب
لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی و تعلیم ربانی ہوا اور اگر
نیچرل است ہوتا کوئی بڑی تعریف کی بات ہے نعوذ باللہ ہزارون نیچرل است گذرے ہین اور
ہوجاتے ہین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر کیونکر ہوسکیگا
ہر ایک حکیم نیچرل است نبوت کا مصداق ہوجائیگا خدا نکرے کہ مولوی مہدی علی صاحب نیچر کے
چشمہ کا پانی پین چہ جائی جاری رکہنے کی ہم تو یہ دعا کرتے ہین کہ خدا ایسا مقلب القلوب ہے
کہ انکو بھی خیالات نیچریہ سے بچاوے اور رجوع اسکی طرف لاوے آمین یا ارحم الراحمین اور جس
علم کی نسبت آپ حجاب الاکبر کا لفظ لکہتے ہین معاذ اللہ وہ علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہرگز
نہین ہوسکتا ہے ہان اوسکا خلاف حجاب الاکبر ہوگا قولہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود
خارج من الانسان مراد لیجاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعوذ باللہ غلط یا خلاف
واقع ماننا پڑیگا الخ اقول ابھی کہا ہے آیندہ ارشاد ہوگا کہ احکام معاد و معجزات انبیا اگر حقیقت
پر محمول ہون تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہین قرآن مین حقیقت مراد نہین ہے تمثیلی یا نیچر

سمجہا گیا ہے ورنہ قرآن غلط و خلاف واقع ٹہریگا آپنے اسکا ثابت نہین کیا ہے کہ ایک
قوت بدن انسان مین ایسی ہے جو اطاعت روح کی نہین کرتی ہے بلکہ روح کے ساتہ
معادات واقع ہے نہ آپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت غریزی سے کوئی قوت خاص کسب نار
پاکر مخلوق ہوتی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے
آپنے ثابت کیا ہے کہ قوت انسان کا نام ابلیس ہے پہر کیا فائدہ کہ اپنے خیالات و توہمات کو
انکو جزم و یقین جو کچہ ہو جاے وہ مان لیا جاے اپنے دعوی مین آپ ہی مدعی ہین اوسکی
برہان کوئی نہین ہے ہم تو اپنے دعوی کا ثبوت قرآن و حدیث و اتفاق جمہور اہل ملت سے
دیتے ہین اور ظاہر الفاظ و منطوق آیات سے تائید ہوتی ہے پہر آپکے مخترعات کو صرف نامعقول
کہدینا تو غنیمت تہا یون کہنا چاہیے تہا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ہر جگہ تاویل مرفوع القلم ہے مثلا اگر کوئی کہے کہ صلوۃ و زکوۃ و حج و صوم سے معنی لغوی مراد
ہین نہ مصطلح شرعیہ یا خمر سے مراد یہ ہے کہ اسقدر پینا ہو جو عقل کو زائل کردے مگر خمر قلیل جو فتور
عقل پیدا نہ کرے حرام نہین ہے تو وہ شخص کیا [illegible] کہا جاتیگا حاشا وکلا ظاہر ہے کہ اسقدر
امر مین آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہین کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور مکلف
ساتہ ایمان کے ہے اور جابجا قرآن شریف مین جو لفظ جن و انس کا وارد ہوا ہے انس سے
مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہین اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسنے سجدہ
نہ کیا اور تا قیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود و قبیلہ و ذریت کے دشمن اور مغوی اور
اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے نہ قوای بدنی کی اطاعت پہر
کیونکر اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہو گا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی
ملائکہ مین بہی کوئی آیت نص نہ ٹہری بلکہ آدم کا وجود بہی غیر منصوص ہو کیونکہ تمام نصوص آدم
کی اور ساری تفصیل اونکی قرآن مین کب مذکور ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام و کمال کہان
موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم رمضان کے
اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت مین موجود ہین یہان تک کہ بصراحت تمام
اوقات پنجگانہ نماز کے بہی مذکور نہین ہین تو کیا نماز بہی منصوص نہو گی اور اونکا تاویل

ومنکر معذور سمجھا جاویگا کتاب و سنت کو ساتھ اجماع امت کی ملا کر دیکھیے اور اوس تشبیہ سے
چشم پوشی نہ کیجیے ورنہ سارا قرآن متشابہات مین داخل ہوگا کہ کوئی آیت محکم نہ رہیگی نہ کسی
لفظ بیرایہ ظاہر کی صادق آویگی قولہ پہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ قال کا نسبت خدا اور
فرشتون اور شیطان کو آتا ہے اپنے معنی حقیقی مین مستعمل نہین ہے الخ اقول حقیقت کلام
کی باعتبار حقیقت یہ ایک ذات کی صحیح ہے خود حضور معلی نے تبیین الکلام کے صفحہ ۲۶ مین
فرمایا ہے ہم مسلمان اس درس کی یون تفسیر کرتے ہین کہ یہ آواز خود اوسی خدا کی تہی
جو اپنی ذات مین اور اپنی صفات مین سب طرح بروا حقیقی ہے اور خود ہی بغیر کسیکی
معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوسی کی آواز تہی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان
یہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام صفات جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہما
را سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہین ہے بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح کی مناسبت
نہین ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور
آپ ہی اپنی آواز سنتا ہے الخ مختصراً غور فرمائیے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز
اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہمکلام ہوا تو حقیقت قال ربک مین کیا شک رہ گیا ہان بذریعہ
آلات تکلم کے نہین بولتا ہے مگر اوسی سے نفی حقیقت کلام کی کیونکر مراد ہوگی اور مجاز
کس واسطے ٹہریگا اور کیا فرماتین گے جناب عالی قرآن شریف کے باب مین آیا وہ کلام اللہ
حقیقی ہے یا نہین حالانکہ خود ہی تبیین الکلام کی جلد اول کے صفحہ ۳ مین لکہ چکے ہین مگر
ہمارے پیغمبر صلعم پر جو وحی نازل ہوتی اوسمین بالذات ایک معجزہ فصاحت کا بہی مقصود
تہا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہ نازل ہوتا کہ اوسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے
چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
لوگونکو پڑہ سنایا اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین کلام الہی کو ایک خاص
معنون مین سمجہا ہے یعنے وہ وحی کہ جسکے لفظ بہی خدا سے ہون اور ایسی وحی کو ہم
کہتے ہین وحی متلو یا کلام الہی انتہی بلفظہ باقی رہا کلام فرشتہ کا اوسکی بہی حقیقت آپ ہی نے
تبیین الکلام سے ہم نشان دیتے ہین صفحہ ۷ پر لکہا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا آدمی

کی

کی صورت مین بنکر آوسے اور خدا کا پیغام پہونچاوسے اور اس قول کی تائید مین آنا فرشتہ کا اور
کلام کرنا حضرت مریم سے کے ساتہ آیت قرآنی سے لکہا ہے انصاف کیجیے کہ کلام فرشتون کا کیونکر
حقیقی نہوگا اور شیطان کا کلام بہی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل انکار
نہین ہے اور شیطان بہی ایک قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام بہی باعتبار ذات آدم کے حقیقی
ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہین ہے
تو وجود واجب الوجود کو بہی غالبا مجازی سمجہے ہونگے اور لفظ شجرہ کا بہی معنی مجازی پر محمول
نہین ہے ہمنے مانا کہ بقول جناب کے للو کلو کا لگایا ہوا نہ تہا مگر للو کلو کے خالق کا پیدا کیا ہوا تہا
جبکہ خود آپ ہی اقرار کرچکے ہین کہ طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ سے مراد یہی ہے
کہ جنت کے پتون سے بدن کو چہپانے لگے تو وہ پتے کہان سے آئے فرض کیا کہ آدم
بقول حضور کے باغ دنیا مین تہے مگر وہین درخت بہی تہے جنکے پتون سے بدن چہپایا
پہر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہون اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی
درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطابقی رکہتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہین ہے
پہر بغیر تعذر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اس مقام پر یہی
لکہنا ہم مناسب سمجہتے ہین کہ الفاظ آیت قرآنی صرف وجود شجرہ کیواسطے نص ہین بلکہ قرآن
مین یہ نہین بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا مزہ کیا تہا اور اشجار دنیا مین اوسکو سنبلہ یا عنب وغیرہ
کس کے ساتہ مماثلت تہی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تہے جائز ہے کہ اوسکی خاصیت
یا مزاج یا مزہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکہین یا انگور کا سا ہو اور شجرہ
نام لین یا اوسی شجرہ مین ایسے خواص ہون کہ انواع اقسام کے نیک و بد مزے دیتا ہو اور
چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدم ع کو علم اوس قسم کے نیک و بد مزہ کا نہ تہا اور تجربہ جدید
سے اونکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کہا جاے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کہا جاوے
کہ اوسکی خاصیت مزاجی ایسی تہی کہ قوت علم کو بڑہاتی تہی بہرکیف نام رکہنا کسی موجود حقیقی کا
باعتبار مناسب صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہین
مراد ہوتی ہم دنیا مین دیکہتے ہین کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کی

اکثر مختلف ہوتے ہین اور خواص بھی ایسے پائے جاتے ہین کہ بعض نباتات سے تقویت
اعضاء رئیسہ وقوی بدنی کی بالخصوص ہوتی ہے اوسی اعتبار سے حکماء قدیم وجدید نام
بھی رکھدیتے ہین مثلاً اسطوخودوس کہ اوسکو دماغ کے صاف کرنے کی خداے خاصیت
دی ہے لہذا جاروب دماغ نام ہوگیا مگر اختلاف اسماء سے اصلیت وحقیقت شجرہ کا انکار
کرنا بالبداہت باطل ہے اس صورت مین مفسرین نے اگر نام اوس شجرہ کا یا تو اوسکی خاصیت
کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت ومناسبت سے درخت گندم یا درخت عنب
یا درخت انجیر یا درخت کافور یا درخت علم استعمال کیا تو بھی حقیقت اصل شجرہ سے کچھ واسطہ
نہین ہے اور ایساہی حال حور وقصور وحوض کوثر وانہار وسدرۃ المنتہی اور شجرہ طوبیٰ وغیرہم کا
ہے اور ہمکو نہین معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہان سے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی
آیۃ مین بعض الفاظ مجازی معنی پر بھی محمول ہون تو بھر سارے معنی آیۃ کے مجازی ہی
ٹھہرائی جاوین علاوہ اسکے جو تفسیر آپ نے لکھی ہے وہ تو الفاظ آیۃ سے کسیطرح مطابقت ہی
نہین کرتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین شروع حالات آدم وحوا وملائکہ وابلیس سے آخر تک ابتدا
ابلیس کا مردود ہونا اور اوسیکا آدم وحوا دونون کے دلمین وسوسہ ڈالنا مذکور ہے اسی اسطرح
جابجا وقال ابلیس کا بصیغۂ واحد اور آدم وحوا کا بصیغۂ تثنیہ ہر جگہہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تھا جسنے سجدہ سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہیگا اور
اوسی کا فعل ہے کہ دونون کو اغوا کیا اب ذرا انصاف کیجیے کہ حضور نے جسقدر تقریر لکھی ہے
وہ قوت بہیمیہ آدم سے متعلق ہے نہ قوۃ حوا سے بلکہ حوا کا صغر سن سے جوان عاقل بالغ
ہونا اور اوسکے سامنے ہی شجرہ علم وعقل کا پیش کیا جانا اور اوسکو اونکا منظور کرنا اور پورا واقعہ
ہرگز بیان نہین کیا ہے تو کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ قوۃ آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو
بھی اغوا کیا بلکہ تبیین الکلام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ
کھایا تھا حالانکہ حضور کا تقریر جدید مین یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمیہ نے آدم کو اغوا کیا
تو ضرور ہے کہ کسی ایک کی قوۃ کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے مان لیجیے اور ابلیس
کے وجود خارجی سے انکار کرکے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرمائیے یا یون فرمائیے کہ

کہ جو ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا گو وہ سجدہ بھی متنزعہ حضور ہی کیون نہو تشق ثانے مین ضمیر
واحد کی کچھ بھی تاویل نہین بن پڑیگی اور کیونکر کوئی ذیعلم کہہ سکتا ہے کہ ایک ہی آیہ مین جس جگہ واحد
مراد ہے وہان صیغہ واحد کا مستعمل ہو اور جس جگہ دو مراد ہے وہان صیغہ تثنیہ کا آوے یہ بھی معنی
خلاف اوسکے مراد لیے جاوین اسی طرح شجرہ کا لفظ بہ صیغہ واحد آیا ہے کہین ضمیر تثنیہ یا جمع کی نہین
آئی ہے اگر سن بلوغ تک بوجہ کہ آدم گنہگار ہونا و شجرہ سے مراد دو قوۃ علم و عقل کی ٹہرائی جاوین
تو دو شجرہ کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکہ ظاہر الفاظ آیہ کے خلاف ہے اور یہ تاویل علیل جو حضور
کے ارشاد سے نکلتی ہے کہ شجرہ واحد اسواسطے صحیح ہوگا کہ علم کیواسطے عقل لازم ہے اور حالت
بلوغ مین عقل حاصل ہوتی لہذا شجرہ علم و عقل کا بیان کیا جانا اور بری آدم کے مراد ہوگا اسکی
نسبت خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کچھ دفع دخل مقدر آپ کی تقریر سے پایا جاتا ہے اور کمال اجمال
کے ساتہ آپ نے لکہا ہے وہ ہرگز صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ علم کے واسطے کچھ عقل ہی لازم نہین
ہے بلکہ بہت سی قوتین لازم و ملزوم ہین اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اگر مثلا قوہ واہمہ و حافظہ وغیرہ
بیکار ہون تو مجرد قوۃ عقل واسطے علم کے کافی ہے بلکہ ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوئی ہے
کہ بعض قوی کے فقدان سے عقل بھی قائم نہین رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچھ لازم
و ملزوم ضرور ماننے پڑیگی اور لازم کا لازم ہی لازم ہوگا پھر کوئی وجہ تخصیص عقل کی نہین رہی اپنے
صرف اسی خیال سے یہ تقریر بنائی ہے کہ سن بلوغ مین عاقل و بالغ ہونا منشاء عصیان ٹہرجاوے
اور شجرہ علم کو ساتہ عقل کے چسپان کردیا جاوے اگر تنہا شجرہ علم مراد لیجاتی تو تفسیر مخترعہ مین فتور
واقع ہوتا تہا اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہ کی کما لایخفی علی اولی الالباب
قولہ کیا سچ سچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما سوأتہما سے حضرت آدم کی ایسی ننگی کو ان
کو ان چیز دکہائی دینی مراد ہے یا حضرت حوا کی شرمگاہ دکہائی دینی لگی الخ اقول خود جناب مستطاب
نے تبیین الکلام کے صفحہ ۱۲۵ مین لکہا ہے قرآن مجید مین بیان ہوا ہے کہ جب آدم
و حوا نے اوس درخت مین سے کہایا تو اونکی برہنگی ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ کہانے ہی سے
منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے بھی منع ہوتا تو مجرد پاس جانیکے کہانے سے پہلے اونکی
برہنگی ظاہر ہوجاتی انتہی بلفظہ اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے کہ جو الفاظ نخش

اور یہ بھی خلاف تہذیب لا اخلاق کے حضور والا نے زبان سے نکالے ہین اور داب تحریر
عالمانہ دکھایا ہے شاید یہ سول ایڈیشن اسی کا نام ہے جب حضرت آدم و حوا و ملائکہ و جناب باری
تعالی کی نسبت فحش اور تمسخر سے حضور والا کو دریغ نہین ہے تو ایک بیچ مین جو بہشت کو
چکلہ اور حورون کو کسبیان اور امور بیجا کو جا بجا انکی تحریف اپنے کسی دوست کے نام سے
چھپوایا ہے کس حساب و کتاب مین ہوگا بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس قول مین خود بدولت
بھی پہلا تیر [illegible] ہون اوس سے غافل بنکر تقریر الزامی قائم کرین اور حضرت اول الانبیاء
علیہ السلام اور جناب حوا رضی اللہ عنہا کی شان مین فحش کلام لاکر خوبی آخرت پر افتخار کیا جاتا
اور مفسرین اہل اسلام پر طعن و تشنیع کا حوصلہ پیدا ہو خیر یہ بکواس بولنا حضور ہی کو مبارک رہے
اصل بحث کی طرف ہم رجوع کرتے ہین کہ تفسیر کبیر کی جس عبارت کا آپ نے نشان دیا ہے
وہ متعلق معنی مراد لفظ سوآتہما کے نہین ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البحث الثانی [illegible]
فی الرجل والمراۃ [illegible] الانسان وقال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما
کانہما [illegible] البسا [illegible] ازال عنہما ذلک الثوب [illegible] قولہ تعالی [illegible]
[illegible] انتہی [illegible] تفسیر کبیر [illegible] جناب [illegible] سو اوسے
مراد [illegible] ان مراد اغوا سے ابلیس کی یہی کہ آدم و حوا کو ذلت و نقص منزلت و
زوال منصب لاحق حال ہو جاوے اور تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہین ہے
بلکہ [illegible] اپنی [illegible] تفسیر [illegible] اسناد سے لکھی ہے اور [illegible] یہ الفاظ مین بولتان
الورق [illegible] الی حین [illegible] الی یوم القیامۃ
[illegible] تفسیر کبیر [illegible] حضور [illegible] فرمایا ہے کہ کیا کیون کما نا او گیا
[illegible] بسبب عصیان کے ہوئی کہ حاجت بدن سے اوتر گئے تو اب کیا
[illegible] فلیضحکوا قلیلا و لیبکوا کثیرا اور بالفرض حلۂ جنت
ہی مراد لیجاوے [illegible] معنی [illegible] ٹھہرینگے ہم کہہ سکتے ہین کہ ہان یہ معنی حقیقی ہر
اور مراد [illegible] کھل گئے عیب آدم [illegible] اور وجہ کھل جانے عیب کی دوسری آیات سے
ہم مطابق کردینگے یعنی عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہو جانا اور پتون سے بدن کا چھپانا آیا ہے

طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ تو غیر سے بھی ثابت ہوتا ہے یعنی تسبب ظاہر سے ثابت ہوا
اور عیب عصیان کا بھی خود محتاج ثبوت نہیں ہے جسکے واسطے عصے آدم پر فتوی وارد
ہے پھر نہیں معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بھی کس طرح صادق آئینگی قولہ اسی
سورہ میں آیا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوءاتکم الآیۃ اور یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج
ابویکم الآیۃ الخ اقول دونوں آیتیں ہمارے ہی قول کی تائید موجود ہے اور آپ کی مراد حاصل
نہیں ہوتی تفسیر معالم التنزیل میں پہلی آیہ کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ ایام جاہلیت میں برہنہ
ہوکر لوگ طواف کعبہ کا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے لا نطوف فی ثیاب عصینا اللہ فیہا نہ
طواف نہ کرینگے کپڑوں کے ساتھ جنمیں نافرمانی کی ہے خدا کی اس رسم کو خدا تعالے نے منع فرمایا
اور اپنا احسان جتایا اور خلق حسن سکھایا کہ تمہیں لباس پیدا کیا ہے تاکہ تم اپنی ستر کو چھپاؤ
اور مال و زینت بھی دیا گیا ہے اور سب سے اچھا لباس تقوی کا ہے الغرض سوا ستر کے
کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب مخاطب کے ثابت نہیں ہوتے ہیں پھر اس آیت کا
تذکرہ بھی عبث تھا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیہ کے وہ تو اصل ہماری ہی دلیل ہے
یعنے خدا تعالے خبر دیتا ہے کہ اے اولاد آدم کہیں تم کو گمراہ نہ کردے شیطان جیسا کہ تمہارے
ماں باپ کو بہشت سے نکالا اور اوتروائے اونکے بدن سے کپڑے تاکہ دکھاوے انکو انکی
عورات چنانچہ تفسیر معالم میں ہے ای یجری کل واحد منہما الآیۃ اور اگر صاحب معالم کا اعتبار نہو تو
خود ہی حضور اپنا اعتبار قائم رکھیں یعنے تمیم الکلام میں جنکی کا آپ نے الفاظ لکھ چکے ہیں
کما مر سابقا تو پھر طول کلام سے کیا فائدہ ہوگا مع ذلک اگر کہیں ہمارا عیب کا بھی مراد ہو تب
بھی مجاز کیونکر ہوگا حالانکہ لفظ مشترک المعنی ہے اور اوسکے متعلق آیت اوسکے میں ہم تقریر
لکھ چکے ہیں قولہ اگر قرآن کے یہی معنی لیے جاویں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ سخن فہمی عالم بالا کو خدا
حضرت کو بھی بولی بھی نہیں آتی چہ جائیکہ خدای الخ اقول اب تو ہمارے جناب عالی جامہ سے باہر
خوب ہی کام لیا [illegible] تعالی کی شان میں [illegible] الفاظ [illegible]
[illegible]
[illegible]

لوگ سکہ جما دینگے غیر حضرت آپ چاہیں احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہراویں چاہیں فہم ہی
نہ لے سہرہ بتاویں ہمارا تو وہی خدا ہے اوسکو ہم مالک جن و انس سمجھتے ہیں اوسی کے کلام بلاغت
نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلہ بہشت کا اوترجانا بسبب نافرمانی کے واقع ہوا تھا جیسا کہ
عبارت تفسیر کبیر سے واضح ہے ابعد ظہور نافرمانی کے جب حکم جنت سے نکلنے کا اور دنیا میں
اوترنے کا ہوا تو حلہ بہشتی کیونکر ساتھ رہ سکتا تھا نہ یہ امر ہنسی ٹھٹھے اوڑانے کا ہے نہ خدا کو نافہم بنانے کا
ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہوگئی چہ جا اجتہاد و ایجاد دین **قولہ** جب زیادہ حقیقت جنت و آدم
وغیرہ کی بیان نہین کی گئی تو پیر آیات کو نصوص کہنا بیجا ہے **اقول** حضور ہی ارشاد فرماوین کہ
وجود آدم کا منصوص ہے یا نہین اگر ہے تو وجود جنت و ملائکہ و ابلیس بھی منصوص ہے ہاں اگر
نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فوٹوگراف سے تصویر بھی لی گئی ہو اور ایلبم مین رکھدی جاوے
تو بیشک نص نہین ہے مگر پھر بھی حضور سے یہ پوچھا جائیگا کہ دربارۂ قوای انسانی کی نص کیونکر
مان لی گئی ہے ہاں مین بھول گیا ماالہمنی ربی کے ذریعے سے تشخیص ہوگئی ہے **قولہ**
پس سمجھنا ہیں نیچیر مین روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا وجود خارجی
کوئی شخص خیال کرکے ایک لغو تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاحول پڑھے اوسیطرح ایک نا
نیچرل اسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونوں کو قرآن
سے فائدہ برابر پہنچیگا **اقول** الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹھاتے ہین تو بقول
حضور کے نیچرل اسٹ صاحبوں کے برابر ہین تو اب ہمکو اپنی تقررات و مسلمات کے ترک
کرنے کی کوئی وجہ نہی مگر جناب نیچرل اسٹ کو اپنی خبر لینی چاہیے اور ثابت کیجیے کہ نیچرل ہر
مطابقت ہی قرآن شریف کی کیونکر صحیح ہوگی مہربانی کرکے کتب نیچرل سے قصہ پیدا ہونے
آدم کا اور اوسکے تمام حالات کا مجکو بتا دیجیے ورنہ مجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ حضور اب تک اپنے دین
سے بھی ناواقف ہین چہ جای مذہب اسلام اور مجکو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان
کی دم سے کیا سمجھکر آپ نے تشبیہ دی ہے کیونکہ باقرار سرکار کے لاحول پڑھنا شیطان رجیم پر بذریعہ
تسبیح کے معمول اہل اسلام کا ہے اور لاحول سے شیطان کو صدمہ پہونچتا ہے تو ہماری تسبیح
شیطان کے واسطے سوا عذاب یا گلے کی پھانسی ہوگی مگر خیال جناب عالی کو یاد نہ رہا تسبیح الکلام

کے صفحہ ۱۵۷ مین فرمایا ہے ہم خود ہی شیطان ہین اور ہم خود ہی رحمان ہین بلفظہ اور افادات
جدیدہ مین جو کچھ ارشاد ہوا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہہ اپنی ہی ڈاڑہی سفید دست
مبارک مین آجاتی ہے اور اپنا ہی گال لال ہو جاتا ہے جب حضور اپنی ریش سفید کو ایسی
تشبیہات سے یاد فرماتے ہین تو تشبیح اہل اسلام کی کس شمار مین ہے ہان حقیقت اور مجاز کا
فرق ہے کیونکہ ہم لوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہین سمجھتے ہین مگر حضور شیطان کو انسان کا
جزو لاینفک جانتے ہین لطیفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تشبیح کو تشبیہ
دی تو وجود مشبہ اور مشبہ بہ کا مع وجہ شبہ بہی ضروری ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان کا لطائف
طرائف مین بہی ثابت ہوگیا اور تقریر الزامی کا لطف سبکو معلوم ہوگیا فافہم **قولہ** اگر اسکا نام بدعت
ہے تو ہدایت کسکا نام ہے الخ **اقول** تم الاسود محمد تا تمہا کا نام بدعت ہے اور کتاب و سنت
کا نام ہدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر نیچریہ کو خود ہی مطابق کرلین کہ بدعت سے یا ہدایت
لوگون سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے **قولہ** علمای سابقین نے یہ سمجھا تا ہم [illegible]
اقول یہ شہادت علی النفی و تصدیق امر معدوم غالباً عما العمی [illegible] مین داخل ہوگی یا شاید
نیچریہ کی کسی فتاوی مین اس قسم کا ارشاد جائز ہوگا خیر علمای سابقین کی سند تو آپ دیکھے
گا اپنی ہی تالیفات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵۱ مین لکہاتے
ہین لکہتے آپ فرماتے ہین رونا بچہ کا بروقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے لہذا تحریک [illegible]
بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چہونے سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت مریم و حضرت مسیح علیہ السلام
کو اس بات سے اسلیے مستثنی کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت بر انسانین ہے اور جو
اوسکی عفت اور عصمت مین خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت
کیا جاوے انتہی بلفظہ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے
پاک تہے اونمین وہ قوت ہی نتہی جسکو شیطانیہ قرار دیا گیا ہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۱۴۹ مین
جو لکہا ہے اوسکو بہی ملاحظہ فرمایئے حضرت مسیح نے بہی شیطان کا سر کچلا [illegible]
و دراث امتحان مین ڈالے گئے بلفظہ اب تو کچہ شبہہ نہ رہا کہ یہ شیطان قوت [illegible]
مفقود تہا تو امتحان مین ڈالنے والا شیطان وہ ہوگا جسکے وجود خارجی سے انکار [illegible]

مستعد ہوتے ہین اور اپنے ہی کلام سے ساکت ہونا پڑا اس سے زیادہ کیا حجت پیش کیجائے
الحمد للہ علے احسانہ قولہ اب وقت فرصت عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت خط لکھا
الخ اقول آپ خود نیچرل اسٹ ہین تو حرام و حلال ذبیحہ و منخنقہ کی قید کیونکر ہوگی جو چیز عقلاً مفید بدن
انسانی اور باعث سرور و تقویت ہو مذہب نیچر کے موافق جائز ٹھہرے گی بعد اختیار کرنے
مذہب نیچر کے تسمیہ کی ضرورت کیا باقی رہتی ہے اور تخصیص ذبیحہ اہل کتاب کی بھی عبث ہے
کیسی حدیث سنن ابی داوود کی اور کہان کی آیت قرآن مجید کی نیچرل اسٹ صاحبون کی فتاوی
پر عمل ہوگا پھر مرغی کی کیا حقیقت ہے حضور تو بڑے بڑے جانور حلال کر سکتے ہین + کچھ اور
امر بھی آتا نہین مگر یہ زاید ہے حرام کہہ وہ حلال ہے تنبیہ ہمارے جناب مخاطب کے دستورات
و معمولات اس قابل ہین کہ انکا ذکر کرنا میرے نزدیک ضرور ہے اول تمام تصنیفات سے ۵ دیکھو تبرئۃ الاسلام [illegible]
ظاہر ہوتا ہے کہ جب خود کسی خیال کو تقویت دینا چاہتے ہین تو اپنے ہی اصول سے انہی
کا انکار کر بیٹھتے ہین اپنے دعوی تو یہ ہے کہ جو اقوال محدثین و مفسرین و علماے دین و اہل سیر کے
ہین بلکہ اجماع اور اقوال صحابہ و تابعین بھی ہم نہین مانتے اور کسی کی تقلید نکرینگے جیسا کہ
رسالہ تبرئۃ الاسلام وغیرہ سے پایا جاتا ہے باقی رہی حدیث وہ بھی جب تک اپنے واسطے مفید
یقین نہو قابل تسلیم نہوگی خواہ صحاح ستہ کی ہو خواہ غیر صحاح ستہ کی اور مفسرین نے جو مضمون
لکھے ہین تو یہودیون سے سن سنا کر لکھے ہین یا اپنے جی سے جوڑے ہین یا روایات بلا اسناد
حمل کر لیا ہے اور سیرت کی کتابین تو مہابھارت اور الف لیلہ سے زیادہ نہین ہین اسی واسطے
ہم مسلمان جب حوالہ مجرد اقوال علماے دین کا دیتے ہین یا اخبار صحیح الاسناد کو بھی پیش کرتے ہین
تو ارشاد ہوتا ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ و اشخاص جائز الخطا محض اندھا پن اور ضلالت اور ظلمت اور
پیروی رسوم اور تعصب کی ہے الی غیر ذلک من التشنیعات مگر خود بدولت کی یہ کیفیت ہے
کہ جب توریت کا مطابق کرنا ملت اسلامیہ سے منظور ہوا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کتب سماویہ
سابق پر ہمارا مضبوط اعتقاد ہے تو تبیین الکلام مین تمام اقوال مفسرین ہر قسم کے ساتھ تحریفات
کی بلکہ معتزلہ وغیر محققین کے بھی اقوال اپنی سند مین پیش کیے اور اکثر جگہہ لکھدیا کہ ہم
مسلمان کذا و کذا کہتے ہین اور فلان نسب کے اس قول مین طرفدار ہین اور بعض مقامات

میں حوالہ تک نہیں دیا تمام تبیین الکلام اسی عنوان سے مرتب ہوئی مگر جب ہم یہ عرض کرینگے
کہ اپنے ہی مقبولہ و مستندہ عبارات کتب و احادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیے تو دیکہیے
کیا اعتراض کرینگے مثلاً ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۷۹ میں آپ نے
مستندہ اور مقبولہ عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے یعنی آپ نے لکھا ہے
اسکی صحت پر ہمارے یہان کی کتابون کے موجب ایک یہ دلیل بھی لائی جاسکتی ہے کہ قابیل نے
بعد اس واقعہ کی آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسلیے مین یہ
بود کو زمین فارس سے کہتا ہون تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو وہ
بھاگ گیا عدن کیطرف زمین یمن سے پھر آیا اوسکے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ
کہا گئی اوسکا سبب یہ تھا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تھا الخ بلفظہ اہل انصاف غور فرماوینگے
کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکھیے گا کہ حضرت اعلی اسکی تاویل مین
کیسی کیسی عرقریزی کرینگے اور ہرگز یہ نفرماوینگے کہ ہان عبارت تفسیر کبیر کی ہماری مقبولہ ہے
اور شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر بخوبی دلالت کرتا ہے بہرکیف یہ حال ہمارے جناب
مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت دے رکھی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بہی نہ ملی
مجرد قول کسی شاعر کا بھی ہو تو اوسکو بھی بے تکلف قبول کر کے حوالہ دیتے ہین اگر ہم مسلمانان
کی زبان بند کرنے کیواسطے کبھی کبھی تاکید مین ترک تقلید وغیرہ کی ہوتی ہے تاکہ مذہب نیچریکا
رواج ہو کر بات اسلامیہ سے تنفر پیدا ہو گیا ناظرین تہذیب الاخلاق بھول گئے ہونگے کہ جناب
عالی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام مین خطبہ بلیغ سنایا اور اوسمین ارشاد فرمایا کہ نوشیروان
جو ایک آتش پرست بادشاہ مگر عادل اوسکے عہد مین ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلفظہ اب کوئی پوچھے کہ اس حدیث
کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس مونہہ سے دعوی اجتہاد ہے و ترک تقلید و اتباع
اشخاص جائز الخطا پر طعن تشنیع کا حوصلہ کیون پیدا ہوا ہے ذرا مہربانی کر کے ہمکو اپنی حدیث مستدلہ
کی سند عنایت کیجیے اور قاعدہ محدثین سے تصحیح کر دیجیے اگر خدانخواستہ ہملوگ ایسا بیان کرتے
تو پھر دیکھتے کہ کیسے کیسے الزام افترا و کذب کے لگائے جاتے اور حدیث من کذب علی متعمدا

ص ۵ دیکھو پرچہ دوم ... ہجری ... ۱۲

فلیتبؤا مقعدہ من النار بہی زور شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ
درست ہے أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم در کیا کسی نے تہذیب الاخلاق مین نہین دیکھا
ہوگا کہ مورخین نصاری کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہین جیسے کہ ایک مورخ
نے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکھا تھا اوسکے قول کو بہی اعتقادی [illegible]
مین مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن تشنیع کرکے اوسکو مطابق کردیا حالانکہ [illegible]
تہے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر بنظر حالات مسلمین
اہل اسلام کے اوسکو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال نا مشروع ومخالف عقائد اسلام خود اسلام
سے بے علاقہ ہین مذہب وسکا نام نہین ہے مثلاً اہل اسلام شراب کو حرام سمجھتے ہین
مگر شامت اعمال سے اوسکے مرتکب ہون تو مذہب اسلام کیون خدا کی مرضی کے خلاف
یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اسکے جسقدر قول مورخ عیسائی کا نقل کیا ہے اوسمین ہرگز
حالات موجودہ جہلای اہل اسلام وفساق وفجار ومبتدع وفرق ضالہ سے بحث نتہی بلکہ
ذکر بہی نتہا حضرت نے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کردی اور مذہب حق سے
نفرت فرمانے لگے اور اوسپر طرفہ یہ ہے کہ نام تک مورخ کا نہ لکہا اور نہ اوسکی کتاب کا حوالہ
دیا اور جب حضرت کو یہ خطرہ ہوا کہ لوگ ہمکو بہی مجتہد سمجہکر ہمارے ہی اقوال سے تقلید ہماری
باطل اور باعث ضلالت ٹہراینگے تو شیعہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لائے
اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر مین بیان کی اور پہر شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے
استدلال کو تمام کیا اگر اپنے اصول پر قائم تہے تو کسواسطے نص سے مسئلہ مذکورہ کو ثابت
نکیا اب مہربانی فرماکر جن لوگون کے اقوال کا حوالہ کتاب انتباہ مین ہے اونکی کتب ہی کی
عبارت نقل کرکے اپنا استخراج صحیح کردین چہ جای نص قطعی آو جس حدیث کا ذکر ہوا [illegible]
صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہین ہے نہ حضور کے اصول پر [illegible] وہ حدیث مفید یقین ہے
چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی مدح تہذیب الاخلاق مین اکثر دیکہی جاتی ہے لہذا اونہین کی
[illegible] سے ہم ثابت کرتے ہین کہ شیطان کو خدا نے نوعیت اس قسم کی [illegible]
کہ وہ صورتین بہی بدل لیتا ہے اور خاصان بارگاہ ایزدی کو نظر بہی آجاتی ہین اسیواسطے [illegible]

صلعم نے فرمایا ہے کہ شیطان اوسکے ہاتھ سے کہاتا ہے وغیر ذلک من الاحادیث عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کی یہ ہے واعلم ان سر قولہ صلعم ان الشیطان یاکل بشمالہ ونحو ذلک من نسبتہ بعض الافعال
الی الشیاطین علی ما فہمنی ربی تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدرہم اللہ تعالی علی ان یتشکلوا فی بادی الرای
ولابصار الناس فی الیقظۃ باشکال تعطیہا امزجتہم واحوال طاریۃ علیہم فی وقت التشکل فمن ثم علم اہل الوحی ان المسلم اذا
بالشمال اور کیا اسی نے گردن مروڑی مرغی کی باب مین اور طعام اہل کتاب کی بحث مین جناب
عالی کی تقریر نہ دیکھی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلت کا فتوی دیا ہے حالانکہ یہ طریقہ
ہرگز دعوی کے مطابق نہین ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سواد اعظم
اور جمہور امت کی منظور ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے واسطے اس قسم کے امور جائز کر لیا کرتا ہے
کہ اگر کہین شاذ قول بے اصل بلا سند بہی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد
شخص کا بہی ملجائی غنیمت سمجھکر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارضہ اوسکا
ہوتا ہے تو انی بری منک پکارتا ہے دوم ہمارے جناب عالی کا طریقہ تحریر عجیب قسم کا واقع
ہوا ہے کہ پہلے ایک تمہید ایسی لکہتے ہین جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی شرع
بہی اون رسوم آبائی مین داخل ہے جو نہایت خراب ہین اور جو شخص پکا پابند شریعت و سنت
نبوی کا ہو وہ بہی متعصب ہے مگر کسی کسی مقام پر گول گول ایسا فقرہ بہی لکہ دیتے ہین جن سے
مفر باقی رہے تاکہ صاف کہدین کہ ہم تو خلاف شرع امور کی توہین کرتے ہین اور متعصب
اوسکو سمجھتے ہین جو احکام خدا و رسول کا پابند نہو اور بدعت و شرک کے رواج پر کوشش کرے
پہر تو اہل اسلام مین یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف حضرت اعلی
توہین نہی ہین تو خدا جانے کیا فرماتے ہین کوئی سمجھتا ہے کہ فلاسفہ کی نیچرل مذہب کے سوائے
سب امور کو مذموم ٹھہراتے ہین کوئی کہتا ہے نہین نہی امور نامشروع کو برا سمجہاتے ہین
ایسی حالت مین داب تحریر سے بعید تہا کہ بالعموم طعن و تشنیع ہونے لگے اور ہر ایک بات کی
تصریح نکردی جاسے غرضکہ عجیب قسم کی عبارتین دیکہنے مین آتی ہین علی ہذا القیاس
پیری و مریدی پر در پردہ طنز و تعریض ہوتی ہے ایک عام لفظ اختیار کرکے ایسی تقریر کرتے
ہین کہ مرشدین طریقت مکار و دغا باز و بے ایمان و بندۂ درہم قرار پا دین اور کثرت عبادات

واذکار واشغال ونوافل جو وصول الی اللہ کے ذریعے ہین عوام کی نظر مین سے وقعت بلکہ قبیح
ٹہر جاوین نگاہ دمین بہی جای گریز کر لیتے ہین کہ ہم تو ہمدردی قومی واکتساب علوم جدیدہ کو ترجیح
دیتے ہین حالانکہ خود ہی سمجہتے ہین کہ اونکا کیا مقصود ہے کیا وہ صاف نہین لکہنے جانتے ہین کہ فی زمانہ
ضرورت تحصیل علم جدیدہ کی بہت ہے جس طرح علم حکمت ومنطق کی تحصیل ہوتی تہی اب علوم
جدیدہ کی ہونی چاہیے پہر بہی اپنے علوم دینی تفسیر وحدیث وفقہ واصول وطریقہ ذکر وشغل و
وظائف وعبادات واخلاق حسنہ کو مقدم سمجہنا چاہیے کہ نجات اخروی اوسپر منحصر ہے اور تا [illegible]
صالحات سے غافل نہ رہنا چاہیے اور کوئی زمانہ بعض اشخاص متصوفہ بہی ہین نہ صوفیہ حقیقی
مگر بمقتضای قلوب المومنین حبر امر شخص کے پوستین مین پڑا کیا ضرور ہے شعر خاکساران جہان را
بحقارت منگر ٭ توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ٭ جو امر خلاف شرع ہو اوس سے پرہیز کرو
اور شرک وبدعت وفساد وعقائد سے بچو ہر شخص کے دہوکے مین بہی نہ آیا کرو کیونکہ بعض شیاطین
بہی دینداری کے پردہ مین ایسے امور سکہاتے ہین کہ اچہا خاصا ملحد وزندیق بناتے ہین
بہرحال ایک عام اعتراض نکال رکہا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ ریاضی سے ناواقف
ہین لہذا جاہل اور جانور اور بدعقیدہ اور مکار اور وحشی اور ضال ومضل ہین غور کیجیے
کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سوم تمام تالیفات مین بلفظ قانون فطرت وقانون قدرت ونیچر مسلمانون
کو اپنے مذہب نیچر کی طرف بلاتے ہین اور ہر ایک بات مین نیچر نیچر پکارتے ہین کبہی ارشاد ہوتا ہے کہ نیچر
[illegible] نیچر کے خلاف ہے کبہی حکم ہوتا ہے کہ نیچر کے چشمہ کو جاری کرو مگر اصول وفروع نیچرل
تہیالجی کے صاف نہین لکہتے نہ بیان کرتے ہین کہ موجد ومقتدای نیچرل کے کون لوگ تہے
غرض اصلی یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نیچرل کا مسلمانون کو پہلے سے معلوم ہوجائیگا کہ
نیچرل تہیالجی فلاسفہ کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور ملحد تہے اور بعض خدا کے منکر
اور بعض نفی صانع کرتا ہے اور بعث ونشر وحساب وکتاب وعذاب وثواب کے بہی منکر
تہے اون کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے تہے تو تمام اہل اسلام [illegible] ہی [illegible]
[illegible]
[illegible]

تعصب اور پیروی رسوم آبائی کی ہے بعدہ جب اس ایقار و سوسہ سے فراغت پائی تو وقعت
وعظمت اقوال اہل یورپ کی اور اونکے ساتہ ارتباط پیدا کرنیکی اور اونکی وضع بنانیکی
تلقین شروع ہوئی تاکہ پابندی شریعت و اتباع سنت جو سد راہ ہے ٹوٹ جاوے اور بسبب
رغبت ترقی دنیا و حب جاہ و حظ نفسانی و افتخار شرکت قومی اس قابل بناوے کہ آئندہ غرض
اصلی اتباع نیچر سے متنفر نہونے پاوے آخر کار وہ شبہہ ہی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت
ونار و عذاب و ثواب خوف و رجا کا لگا ہوا ہے کبہی کیسی تقریر اوسکے نفی حقیقت مین منظور
کرکے چہپائی جاتی ہے کبہی در پردہ خود بہی اوسکی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام اس
قابل کیے جاتے ہین کہ اپنے عقائد اسلامیہ و مسلمات و مقررات مذہبیہ و حقیقت معاد کی
احکام سے بیگانہ ہو جاوین اسکے بعد صرف ایمان خدا و رسول پر رہا جاتا تہا اوسکی باب مین
ارشاد ہوا کہ رسول بہی نیچرل اسٹ تہے اور عقل ہی ہر بات مین حاکم ہے اور خدا ہی ایک
علت العلل ہے اور واقعی وہ ہی بات ہے جو نیچرل سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان
جو آزادنش اور قیود شرعیہ سے بہاگنے والے تہے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس کے
بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ تخویف عذاب و خوف کفر و محرمات و منہیات کے احکام سے نجات
ملی اور عقل ہی ہر بات مین حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا جسکو ہم سب لوگ متفق ہوکر
کمیٹی سے اچہا برا ٹہہراوین وہ ٹہیک ہے کہان کے ابو حنیفہ اور شافعی کہان کے عقائد
وفقہ و اصول و تفسیر و حدیث کیسی فتاوی اصل حاکم تو عقل ہی عقل ہے مگر ہیچ بعض متوسطین
گہبرانے لگے ہین کہ نیچرل تہا الہی کیا چیز ہوئی جسکی مخالفت مین کتاب و سنت و اجماع امت
بہی بیکار ہے بعض علمای محققین حیرت مین گرفتار ہین کہ الہی یہ کیسا زمانہ آیا ہے اور اس کا کیا انجام
ہوگا شامت نفس سے ہزارون مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہوتے جاتے ہین
مگر اب تو دہریہ و ملحد و زندیق صاف صاف ہو جاوینگے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور بربادی اسلام سے
کانپ رہے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ یا مقلب القلوب بن اسلام قائم رہے کہین ہمارا
مذہب بہی برہم سماوہ کا سا نہو جاوی آمین یا ارحم الراحمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت
خیر الفاتحین +

فائدہ جلیلہ

اب مجکو ضرور ہوا کہ جس نیچرل تہیالجی کے طرف ہمارے جناب نیچرل اسٹ دعوت کرتے ہین
اور تائید مذہب نیچریہ کی کررہے ہین اور اوسکو ابہی صاف صاف کہنے کا موقع نہین پاتے ہین
ہم اوسکو کسی قدر بیان کردین واضح ہو کہ لفظ نیچر کا معانی متعددہ مین مستعمل ہے لغت انگریزی
کی کتب مین مجکو جسقدر معنی معلوم ہوے ذیل مین لکہتا ہون — مخلوق و کائنات علت
و معلول علت اول یا علۃ العلل خالق علت غیر الٰہی جسکو دنیا پر مالک سمجہتے ہین قوت و خواص اشیاء
مادہ وجود اشیاء طبائع اشیاء قواعد انتظام عالم دستورات عالم و عالم دستور پیدائش و
قدرت خواص انتظام عالم واقعیت وحقیقت اشیاء خواہش قلبی اصلی مادہ اشیاء
ہیئت مجموعی ترکیب موالید ثلثہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ و انداز حالات وحرکا
و تاثیرات موجودات علم طبعی اور اسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہین نیچرل یعنے
مسائل علم طبعی نیچرل اسٹ پیروی کرنیوالا نیچر کا نیچرل تہیالجی علم طبعی متعلق مذہب —
نیچرائیلجن مذہبی مسائل علم طبعی وغیر ذلک من المشتقات فلاسفہ متقدمین و متاخرین کا
اصل طریقہ تہا پابندی قواعد نیچر کی اور اونمین اکثر کا یہ عقیدہ تہا کہ عالم ازلی و ابدی ہے گو
اوسکی تشخصات بدلتے رہین مگر نوعیت اوسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہین ہے بلکہ ازلی
و ابدی ہے اور قاعدہ انتظام عالم و خواص اشیاء و دستور مستمرہ عالم کے خلاف ہونا ممکن
نہین ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیاء و مادہ وجود اشیاء و انتظام تمام عالم و حقیقت
موجودات کا منحصر تہا عقول انسانی پر لہذا ہر ایک حکیم فیلسوف اپنے اقوال و عقائد مین
اپنی رای کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ اونمین پیدا ہوے جیسا کہ دستور اختلاف آرای انسانکا
ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب الوجود سے انکار کرکے عالم کو ازلی و ابدی و غیر
مخلوق مانتے تہے بعضے کہتے تہے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اوسکی بدایت ایک علت
اول سے ہے اوسکو چاہو جس نام سے تعبیر کرو خواہ خالق کہو خواہ علت العلل و علت تامہ و علت
اول سمجہو لیکن اوس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول
سے صادر ہونے علت آخری کی اور اسی طرح ہر ایک معلول و علت کے ظہور مین اونکی اور کوئی

تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہین کرتے تھے تمام عالم سے علت العلل کو
تعلق تخلیق کا بالواسطہ سمجھتے تھے نہ استقلالاً بلا واسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود خالق
ہو اور علت ہر معلول کی سمجھی جاے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تھی
اور عالم کو لم یزل ولا یزال ٹھہراتی تھی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت مین تسلیم نہین
کرتی تھی اور فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب مین اقوال شتی بیان کیے ہین اکثر ونکا یہ قول تھا
کہ روح مادی اور فانی ہے بعضے متردد فیہ تھے اسقدر کہتے تھے کہ بعد مرنے کے کچھ نہ کچھ انسان کے
واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعضے کہتے تھے کہ دلائل فنا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین کے
ہین مگر فنا ہو جانا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث و نشر و حشر اجساد و حساب و کتاب
عذاب ثواب کا عقیدہ نہین رکہتی تھی اور بعضے تناسخ کے قائل تھے مگر یہ نہین جانتے تھے کہ کس جانور کا
جسم بعد مرنے کے ملیگا اور وحی والہام و معجزات انبیا علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانون فطرت
وانتظام عالم تھا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہین جاتا اکثر ونکا یہ قول تھا کہ جو چیز انسان
حق مین واسطے تفریح طبع وحظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کی عقلاً مفید ہے وہ ضرور حاصل
کرنی چاہیے اور جو کچھ عقلاً مضر ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجھنی
چاہیے اور چونکہ حسن و قبح افعال کا مدار ٹھہرا عقل انسانی پر تھا اور تمام عقلا کا اجماع ہر شے کے
حسن و قبح پر محالات عادیہ مین سے ہے لہذا آپسمین اختلافات کثیرہ واقع ہوے بعض نے کہا
کہ زنا کرنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعض کا یہ قول ہوا کہ تمام قوای جسمانی کا جو کچھ اقتضا
ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا نہ چاہیے لہذا جو کچھ جبل انسان کی طبیعت چاہی
وہ ہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام امور نفس پروری مین مبتلا رہتے تھے اور چونکہ باریتعالی کی
احکام اور انبیا کے اتباع سے محروم تھے لہذا بت پرستی اور افعال ذمیمہ سے اجتناب نکرتے
تھے اور بعض اس قسم کے تھے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے ضرورت الہام کی سمجھتے تھے
اور خود بھی منتظر الہام کی رہتی تھی اور جب یہ حال اونکا تھا تو حکما عیسائی بھی اوس ملت
نیچریہ کے باب مین دو قسم ہوگی بعضے ملی جلی تقریر کرنے لگے اور ملت نیچریہ کو نہایت عمدہ سمجھکر کہنے
لگے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے خود خدا نے مجسم ہو کر مسیح کے جسم مین ظہور کیا اور مسیح کا

مصلوب ہونا ذریعہ نجات کا ہوگیا اب بتباع شریعت موسوی کا انظاہر ضرور نہ رہا روحانی بہت
باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خدا کے نیچر نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسری
قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت نیچریہ مخالف ہے شرائع والہام واحکام انبیا کے اور فلاسفہ
کے حالات کا کتب نیچرل سے استدراک کر کے اونکی الحاد و زندقت وکفریات سے نفرت
کرنے لگے اور اونکے حالات کو اپنی کتب مین نقل کر کے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الٰہی کا محتاج
ہے اور الہام و وحی اور بعثت انبیا کی ضرورت ہے مجرد نیچر سے کوئی انسان نجات حاصل
نہین کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بہی مختلف طور کی تقریرین لکھتے ہین رفتہ رفتہ یہانتک
نیچر کے مذہب نے یوروپ مین زور پکڑا ہے کہ فی زماننا شرلا کہ اہل یوروپ جنمین خاص انگلنڈ
کے چیاسی ہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس ہزار آدمی ہین اس بات پر متفق ہو گئے ہین
کہ خدا کوئی نہین ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتایج حلمیہ
وقواعد عقلیہ پر عقیدہ رکھنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی
بہی قید نہین ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم
کا اتباع بہی برا جانتے ہین الحاصل جب سے ہمارے جناب نیچرل اسٹ لندن کو تشریف
لیگئے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی مین نیچر کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان مین
اگر وہی منصوبہ باندہا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانون کو بہی ویسا ہی بنا دین لیکن اگر پہلے ہی
صاف صاف فرمانے لگتے تو بڑا مطلب فوت ہو جاتا کیونکہ دفعۃً واحدۃً مقررات ومسلمات
مذہبی سے تمام اہل اسلام کا منحرف ہو جانا مشکل تہا لہذا آپہی خدا کو علت اول اور رسول کو نیچرل
اسٹ ملنے جاتے ہین باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی وتعصب قرار دیتے ہین
اور علم اصول وتفسیر وحدیث وفقہ وتقلید واعتماد اقوال علماء دین وزہد وعبادت وغیرہ کا ابھی
استیصال کرتے جاتے ہین اور اپنے نام سے خواہ غیرون کے نام سے اس قسم کی تقریرین
چہاپتے ہین جنمین احکام اخروی وحقیقت معاد وجنت ونار وغیرہ سب باطل ٹہہر جاوین
اس مسئلہ کو خیال کیجیے کہ لوتہر نے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبہالا اور ایڈلین نے نہایت مفید
جاری کیا ہم بہی وہی کر رہے ہین حالانکہ لوتہر وہ شخص ہے جسنے دین پر دست

بجای رومن کیتھولک کے جاری کرنے مین کوشش کی تھی اور ایڈیسن صرف ایک منشی اور
نثار آدمی ہے اوسکی تحریرات صرف واسطے زبان دانی انگریزی کی پڑہائی جاتی ہے نہ وہ محقق
مسلم الثبوت امر دینیات ہے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہان نیچرل کا مداح ہے وہ بھی ساتھ اعتقاد
تثلیث کے اوسکی تقریرات وتحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیا کی دربارۂ توحید
ونجات اخروی وامور معاد کی نسبت توحید کی پائی نہین جاتی انٹرنس پاس کرنیوالے لڑکون کو
فن انشا سکہانے کے واسطے اوسکے اسپکٹیٹر پڑہائی جاتی ہے دگنیج فرض کیا کہ اسنے
اخبار مین ہر قسم کے توہمات وخیالات لکہا ہے مگر کس کام کے ہین بہتیرے اخبار نویس کیا
کیا کچہ نہین لکہا کرتے ہین غالبا ایڈیسن ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوتے
ہین کہ تہذیب الاخلاق اور ایڈیسن کے اخبار کا مضمون واحد ہے اور لوتہر ثانی قرار پانیکا
اسی واسطے افتخار ہے کہ جس طرح لوتہر نے بنا دین پروٹسٹنٹ قائم کردیا حضور بھی حالت
موجودہ اسلام کو مثل رومن کیتہلک کے سمجہکر ملت نیچریہ مراہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہین
مگر ہملوگ خدا سے امید رکہتے ہین کہ ہمارا دین اسلام جسطرح فلاسفہ قدیم کے الزام سے محفوظ
رہا او معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ ہوسکا اب بہی غالب [illegible] اسلام ہی رہیگا [illegible]
فلاسفہ نیچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تضیع اوقات ہے ہم مسلمانون کو اونکی [illegible]
سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے معتقد ہین کہ اونکی جرح وتعدیل سے بحث کیجاوے نہ وہ
ہمارے اصول مذہب کے موافق ہین کہ اونکی ملت نیچریہ ہماری انظار مین کچہ حیثیت رکہتی
مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفت مآب ہر مسئلہ شرعیہ مین تفسیر نیچر کے سوا کچہ بہی نہین
کہتے لہذا بعض کتب سے بقدر ضرورت تہوڑا سا حال فیلسوفان نیچرل اسٹ کا لکہنا پڑا
اسٹارو صاحب کا کلام مندرجہ کتاب ایڈوانسڈ ریڈر یہ ہی کہ مذہب نیچر اپنے
بعض شکلون مین اکثر تربیت یافتہ لوگون کو مرغوب ہے مگر وجوہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بہ تقویت
مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہین ہے کہ آدمی کو
نیک پاک صدہ بنا سکے فلاسفہ قدیم وجدید کی مکاری اور دروغگوئی اور نفس پروری اور بد ذات
او ضعف ایمان وعادات وخصائل اگر بیان کیے جاوین تو اونکو زیادہ تر باعث بے دینی کے [illegible]

بڑے حکیم اور عقلمند غیر اقوام کی ہمیشہ انسان کی جہالت کی معرفت اور خدا کی تعلیم کے محتاج ہوئے ہیں
کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ اکثر عقلا مذہب نیچر کی ناہدایت کے معترف رہے ہیں اور کیا فی حد ذاتہ
خود نیچر بالبداہت باطل نہیں ہے وہ اسقدر سوالات کے جواب میں عاجز ہے کہ خدا کون ہے
اور خدا کو مخلوق سے کیا تعلق ہے اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر
پیدا ہوا اور اوسکی ہدایت کب ہوئی ہے انسان کی فنا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زمانہ
آخرت کی نسبت سخت تاریکی میں چھوڑتا ہے یہ نہیں بتا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معاف
ہوسکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راست باز ہوسکتا ہے اور انسان کی بھلائی
کس بات میں ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے یہ مضطرب کمزور شخص کی رفع دقتون کی
رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ نہیں رکھتا ان سوالون کے جواب ہمیشہ غیر معتبر اور مختلف
ہوسکے ہیں جیسے کہ ایک شہر عظیم کی گلی گلی آوارہ پھرتے اور پکارے جاتے ہیں لیکن ایسی حالت میں
کتاب کلام الٰہی کا اعلان ہر یا ان موجود ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کمزور رہنمائی
کی پیروی کیا کرے آدمی صد ہا وضع اور مشتبہ اور کتابیں ان صاحب نظر کی … اوسکے تصنیف
افسوس صد افسوس کہ نیچر یا عقل خاص ضروری سوالون کے جواب دینے میں …
نہیں جانتے کہ نجات کیسے ہوسکتی ہے کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اوسکی ضرورت ہے اور
کیا ہے اور بشر اوسکے حاصل کرنے کا نام ہے اگر کہا جاوے کہ ہر زمانہ میں عقلا ہوئے ہیں جو کہ
نہیں کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار کیا ہوگا اور سچے مذہب کی سچائی اور مذہب نیچر کے
بطلان ہی کی اقرار کیا ہو تو ارسطو اور افلاطون جیسے فیلسوف تھے الہام ربانی کے محتاج تھے اور
کہتے تھے کہ کوئی ترکیب انسانی ایسی نہیں ہے جو اوسکے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید
رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہوگا جس سے یہ تاریکی دور ہو جاوے گی گو ہماری عقل
علت اول کو ثابت کر سکتی ہے تاہم دھندلی روشنی اوسکی مشیت اور ارادوں کو جو ہر ایک
کام میں مخفی ہے جسکا ہمیں … فلسفہ و انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل ناکافی
ہے۔ اگر زمانہ سلف کے فیلسوفون کی تحریر کو ملاحظہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ نہ وہ صرف ضروری
دقائق مذہبی سے ناآشنا تھے بلکہ ضروریات میں اختلافات ناتمناہی پھیلی ہوئی تھی بعض کی

تعلیم اور مسائل ایسے تھے جنکی پیروی سے دنیا گناہ عظیم سے بھر جاتی کوئی خدا کی ہستی کا قائل تھا
کوئی منکر تھا کوئی بہت سے خدا مانتا تھا جسکو ہوائی یا آتشی یا خاکی یا ناری قرار دیتا تھا کوئی خدا کو
جسمانی اور مادی کہتا تھا اور اوسکو جوہر کے ساتھ ایک علاقہ لابدی مین گرفتار سمجھتا تھا اور خدا کو
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجھتا تھا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تھے
فیلسوف ظاہرا سلطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تھے اور اونکی پیروی کرتے تھے
دستور آبائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور بتخانون مین عبادت کو جاتے تھے نیچر سے
علم پیدایش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی طاقت ہے
جو نیست سے ہست اور ہر چیز سے ناچیز کر سکتی بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فیلسوف دنیا کو
قدیم لایزال قرار دیتے تھے بعض اوسکی پیدایش کی وجہ ذرون کا اتفاقیہ جا جمع ہو جانا بتلاتے
تھے اور بعض جو عالم کی ہدایت کے قائل تھے وہ نہین جانتے تھے کہ کیونکر انسان اس حالت اور خرابی
موجودہ کو پہنچا ہے فیلسوف نہین جانتے تھے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی
ہوئی وہ نہین جانتے تھے کہ خدا مین اور انسان مین کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہ سے
بچنے کی کوئی ترکیب اونکے پاس نہ تھی اور نہین جانتے تھے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے
اور اوسکا غضب کیونکر دور ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تئین معبودان کے برابر ٹھہراتے
تھے انسان کی عادت معبود کی لیاقت سے بھی زیادہ [illegible] تصور کرتا ہے کہ فلاسفہ کی
رائے اس قدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تھا کہ نیکی ہی خاصہ
ہیولائی ہے اور خود اپنی اجرت دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ حالت [illegible] مین [illegible] کیا جانا نہین بلکہ
لذت دنیاوی [illegible] انسانی خوشی کی بنا سمجھتا تھا تیسرا فرقہ رنج و درد سے آزاد رہنے کو خوشی
کہتا تھا جب ونکا ایک ایسے امر مین یہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زیست انسانی کے متعلق
اختلافات کس قدر ہوں گے — بقای روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل تاریک و س
نے بنیاد تھا ارسطاطالیس کی پیرو روح کا بعد موت کے قائم رہنا نہین ٹھہراتے ہین اور
ہر ایک فیلسوف کی بھی ایسی ہی رائے معلوم ہوتی ہے ایپیکیورس اسکی نسبت بالکل خاموش
ہے اور جنہون نے اسکی نسبت کچھ کہا ہے نہایت مشکوک ہے جیسے سقراط نے مورخون

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستون سے کہا مین امید رکہتا ہون کہ مین نیکونکے پاس جاونگا
اور اپنے حاکمون کے پاس جو سراسر نیک ہین مگر یہ امر یقینا نہین کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی
امور پر جائز ہو تو اعتقاد رکہتا ہون امید رکہتا ہون کہ کسی قدر اونکی لیے باقی ہے جو مر گئے ہین اور جو نیک
کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہی ممکن ہے کہ میری رای غلط ہو مگر اس امید سے تا زیست
مجکو کم بیقراری رہی اور میری خطا میری زیست ہی کے ساتہ طے ہو جائیگی سسرو کی تحقیقات
بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفون سے زائد ہے پہر بہی جب وہ قیام روح کی نسبت
رائے دیچکا تو کہا کہ خدا جانے کہ انہین سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انہین
سے کون صدق ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ جب تک مین بقای روح کی نسبت دلائل
پڑہا کرتا ہون تب تک میری دلچسپی رہتی ہے لیکن جب چہوڑتا ہون اور دل مین سوچتا ہون
تو سارا ثبوت ذہن سے جاتا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی
نسبت اسقدر مشتبہ اور مشکوک ہین تو اونکی رائے سزا و جزا کی نسبت کیونکر صاف ہو سکتی ہی
وہ خواہش شہوات نفسانی کی ادراک نکر سکتا تہے ارسٹس حکیمون کے
واسطے چوری اور زنا کرنا بوقت ضرورت کی جائز تہرا دیتا مسٹر بلونٹ جو سترہوین صدی کے
اخیر مین تہا خدا کو مانتا تہا مگر دنیا کو ازلی و ابدی قرار دیتا تہا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا
خدا سے ضروری نہین سمجہتا تہا بقای روح کا قائل تہا مگر اوسکو مادی جانتا تہا جو کہ سراسر
ناممکن ہے مسٹر کالنس جو اوسی صدی کے اخیر مین تہا اور جسنے بہت سے اعتراض
الہام پر مشتہر کیے ہین کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی
ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہین لارڈ ہربرٹ تمام الہامی مذاہب کو بناوٹی
قرار دیتا ہے مسٹر ہابس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اسپر دعوی کرنا بیہودہ
ہی اور جائز ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرے خدا سے
مگر جو نئے مادی ہو وہ کچہ قابل اعتبار نہین ارل اف شفسبری کہتا ہے کہ نجات ایک ہنسی
کی بات ہے اور الہام بہی الہامی ہے مذہب کو ماننا چاہیے اگر حاکم اوسکو قائم کرے
ڈاکٹر تندل کہتا ہے کہ مذہب نیچر ایسا صاف و مکمل ہے کہ خدا بہی اس سے زیادہ صاف

نہیں کرسکتا ہے مذہب نیچر کی تحقیق بہت لوگون کو نہین ہوتی جیسے خدا کی نہین ہوتی
ڈاکٹر مارگن جو ہم عصر ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہی کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہیں
ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ظاہر کی ہو لہذا ہمکو نہین چاہیے
کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کرین اسٹرجب کہتا ہی کہ خدا دنیاوی کامون مین
دست اندازی نہین کرتا ہے نہ اوسکو دنیاوی نیکی وبدی سے کچھ تعلق ہے اور روح فانی
اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا انسے اور نہ کسی خدا کا جوابدہ
نہین ہے ہر ایک مذہب یکسان ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول
ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا چاہیے اور قضا پر راضی رہنا فرض نہین ہے لارڈ بالنگ
بروک لیا بہت سے لغویات کے کہتا ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہب نیچر خود مشکوک
ہے مگر بہت لوگ اس سے لاعلم رہ گئے ہین اور کہتا ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو
خوش کرنا ہے ہر قسم کی اومنگ اور قوی اور نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ
ہونا چاہیے اگر محفوظی کے ساتھ آسودگی ممکن ہو اور شادی کرنا ہی بیہودگی ہے اور انسان
صرف دنیا ہی تک ہے غرض ہماری فطرت کی صرف شہوت وسیلان طبعی کا پورا کرنا ہے
کثرت ازدواج قانون فطرت ومذہب نیچر کا ایک خاص حصہ ہے اور زنا ہی کرنا قانون
فطرت کے خلاف نہین ہے وہ کوئی جرم نہین [illegible] کہتا ہے کہ علت اولی
مین کسی قسم کا لگاو نہین خیال علت اولی [illegible] کا ایک مشکل بات ہے ورنہ تجربہ
ہرگز ایسا ثابت نہین ہوتا ہے ہم لوگ ایسا خیال نہین کرسکتے ہین کہ سب ایک ہی وقت مین پیدا
ہو تو پھر ویسا ہی ہوا کیے خلقت کے طریقہ سے [illegible] علت اولی کا قائم کرنا بے فائدہ ہے
بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہین کرتی کہ دنیا کسی علت سے پیدا ہوتی ہے کوئی تقریر ایسی مضبوط
نہین ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی ہے یہ اصل نہین ہے
بلکہ قوت مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال
قوای جسمانی کا نیکی ہین زنا کرنا بہ عقدرت بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے عام
ہو جاوے تو برا نہین معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جاسے تو رفتہ رفتہ اوسکی گناہ اور برائی کا خیال

جاتا رہیگا اسی زمانہ مین ڈالٹر اور ڈایڈی رات اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ بہت سے
تہے ان لوگون کی باہمی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر متصوف اور بباطن ملحد تہے گو
خدا کا ذکر کرتے تہے مگر اکثر دل لگی اور مضحکہ مین خدا کو علت اول بناتی تہی بلکہ عالم سے بے علاقہ
جانتی تہی روح کو مادی سمجھتے تہے اور بعد مرنیکے انسان کو معدوم مطلق جانتے تہے اور قیامت
اور سزا و جزا کے قایل نہ تہے والٹر ہلوٹیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجھتا تہا اور
زنا کرنا بنظر انتظام نیچر کے جائز سمجھتا تہا اور کہتا تہا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجھتا ہے مگر بعض
وقت ضروری اور مفید ہے روسو بہی اس کہتا ہے کہ جو کام تم کرو سوچو کہ تمہاری طبیعت
اوسکو اچہا سمجہتی ہے تو بہتر ہے برا سمجہتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹہراتا
تہا انتہی مختصراً و مقتبساً و محصلاً المطولہ اور کتاب نیچرل تہیالوجی مولفہ ڈاکٹر جانس صاحب مین
بحوالہ ڈالگس نیچرل لیچر بعض نیچرلسٹ کا یہ قول لکہا ہے کہ جبتک ہمکو ایک علم و تجربہ
ہوا اوس سے یہ نہین کہ سکتے ہین کہ مادہ و ترتیب و اصل انتظام عالم مین بہی ویسا ہی اتفاقیہ
ہو سکتا جو ایک ہنی اور عقلی خدا سے ہو سکتا ہے یہ بات سوچنی کچہ زیادہ مشکل نہین ہے
کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر ہوکر ترتیب انتظام عالم کو پیدا کر سکتی ہے بہ نسبت اس احتمال
کے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ وہ یون
بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکہتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی ذہنی علت
کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بہی ایک سبب و عالم بنانا پڑیگا اور اسی طرح الی غیر النہایۃ
تسلیم کرنا ہوگا اس سے یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر نظر کو نہ دوڑاو جب ہم
یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم مین موجود ہے فی الحقیقت ہم اپنے عالم
کو خالق قرار دینگے اتنی دور جانا کہ علت ہوتے ہوتے ایک علت العلل تک پہنچ گیا
ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جاوی کہ جب ہم
اس ازلی عالم سے آگے قدم رکہو گے تو تمکو استدراک کا ایسا شوق پیدا ہوگا جو کبہی ختم ہو
خیالات متفرق و اصول جداگانہ دلائل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے
معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہین ہے یہ کیون نہ مان لیا جاوے کہ اس مادی

جماد

جہان کی ترتیب خصوص کی ایسی ہی جو خود بخود منتظم ہو جاتی ہی جیسا عالم کے وجود کے واسطے اثبات کسی علت کا ضروری ہے
ویسا ہی علۃ العلل کیواسطے بھی ہو اور اگر دونو کی ترتیب مساوی ہی تو علت بھی مساوی ہو سکتی ہے انتہی
محصلاً اس تقریر پہ مصنف کتاب مذکور نے جو اپنی رای لکھی ہے اوسکا حاصل تقریر یہ ہے
کہ جہان کی ہدایت معلوم ہے لہذا اوسکے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی ہدایت نہیں
ہے لہذہ باب نقائص و فوائد نیچرل ایچن میں لکھتا ہے کہ اس عالم سے جسقدر صفات
خدا کی ہم پا سکتے ہیں یہی ہیں کہ وہ ازلی اور حاضر و ناظر اور واحد اور قادر اور دانا ہے مگر اسکو
سوا یہ نہیں پا سکتے ہیں کہ وہ پاک اور عمدہ بھی ہے نہ اوسکا رحیم ہونا پاتے ہیں نہ کسی دوسری
صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم میں صرف مفید اشیا ہی نہیں ہیں بلکہ تکلیف و ضرر کی بھی
ترکیب عالم میں موجود ہے جس سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ حکیم مطلق ہے مگر حکمت نیکی کی طرف
رجوع نہیں ہے مثلاً سانپ کے منہ میں زہریلا دانت ہے کہ مقصود اوسکا نیکی سے بھرا
ہوا نہیں ہو سکتا گو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہو سکتی ہے مگر یہ کہا جاویگا کہ یا تو وہ
رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل بھی ہم ٹھیک نہیں پاتے ہیں آدمی کی
ترتیب اور سلسلہ اور حالات سے بھی کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر
نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیے بعض نیچرل ائسٹ نے اس بات میں کوشش کی ہے کہ خلقت
کی برائی اور بھلائی کو تولے تو بھلائی کا پلہ گران ہوگا اور وہ لوگ علم حساب کو بھی دخل دیتے
ہیں تاکہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکھا دیں مگر ٹھیک اوسکا فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم کچھ
نہیں پاتے ہیں اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک ہی ہے اور نیکی کا پلہ بھاری ہونا
بھی قابل قبول نہیں ہے علاوہ اسکے یہ بھی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض لوگ
یہ دلیل لاتے ہیں کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکی
زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کی ہو سکتی
ہے الخ بطولہ محصلاً قدر الضرورۃ الغرض فلاسفہ نیچراسٹ کے توہمات کا کہانتک بیان
کیا جاوے زمانہ جو کیفیت ہے وہ سن لیجیے کہ تہذیب یافتہ تو متوطن ایسے ہی خیالات عقلیہ
و تجربہ سے کہان تک الحاد و زندقیت کی نوبت پہونچی ہے شیخ مستر کاسح رین صاحب

جناب ممبر پارلیمنٹ نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہندو پیٹریٹ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۸۷۱ء کے
کالم ۲ میں نقل کیا ہے اوسکا مضمون یہ ہے کہ ہم بہت خطرہ کرتے ہیں اس حال سے کہ ایک
بڑا گروہ بیچ شہر کے اہل یورپ میں انگلستان کے چھیاسی ہزار اور خاص لنڈن کے چالیس ہزار
آدمی ہیں اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ خدا کا انکار کرتے ہیں اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم
آبائی کو ترک کرتے ہیں اور سچائی کی حمایت کے نتائج علیحدہ کر دیا ہے قانون خدا کے
قانون عقل نیچری کو قائم کرتے ہیں اور ازدواج و سلطنت کے منکر ہیں اونکے اصول میں حقوق
مروت محبت کے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ سب ہم مذہب کو نہیں مانتے ہیں کیونکہ مذہب ہمارے
دشمنوں کو کمزور کرتا ہے الخ انتہی فقد ذالضرورۃ عقلای اہل اسلام تمام تقریر میں تہذیب الاخلاق
کی ملاحظہ کریں کہ جو اقوال اور انکار ان کے بیان ہوئے ہیں وہی تعلیم رفتہ رفتہ ہم لوگوں کو
جناب نیچری اشتہاری کرتے ہیں یا کیسے بعض رسوم آبائی و مذہب کے اصول و فروع
انکار میں ملا کرتے یقین کرتے کہ مذہب اسلام پر قائم ہیں اور عقل حماقت ٹھہرایا اور ہر یقین
اہل اوس کے مذاہب کو کہ واجب ہیں جو مذہب موافق نیچر کے ہو اوسکو قبول کرنا واجب ہے
اجماع امت جو اہل اسلام کا اجماع ہی غیر ضروری ٹھہرایا حدیث صحاح ستہ بھی جس اصول
سے صحیح ہوتی ہیں اوس اصول کو عقل نا قابل وثوق قرار دیا اور ماننا کسی عالم کا
عقل پر منحصر کیا اصول و قواعد جو پابندی تمام کے واسطے اخذ معانی حدیث و قرآن کے
سب بیکار کہے کہ ایک قرآن رکھا اور وہی تعلیم معانی و اصول انہیں پر مبنی
کیا ہے حقیقت و ظاہر پر بلکہ جن اصول پر اشتباہ صحابہ اور تابعین کا اقوال و اشارات و اجماع
ٹھہرا ہے کہ ہیں قرآن شریف کا بھی ساتھ الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکھنا نہایت مشکل
ہے جو اون سے حاصل کیا اور حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا جو ہر مسئلہ میں آیات
قرآنی متشابہ اور مجمل کی طرف رجوع لاوینگے ارشاد ہوگا کہ قطعی الصدور
کوئی بھی حدیث نہیں ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلینگے تو حکم ہوگا کہ اجماع
کا کوئی اجماع نہ ہوا جب کہ پہلا کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ شخص
ہم جیسا ہی اہل ہیں تو اسلام سے واضح ہوتا ہے اور احکام معاد جنکا خوف ہر مسلمان کو

وہ تو تہذیب الاخلاق کی بدولت ایسے واہیات ٹھہرے ہین کہ جاہلون کے ڈرانے کیواسطے
بنائے گئے ہین جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو رنڈیون کا چکلہ ہے اور حورین کشمیر کی کسبیان
ہین تو ہر ثانی واڈلسن (؟) لاثانی بنجانے پر اور موجد دین ٹھہرنے پر افتخار ہے مسلمانون کی صورت
اور وضع اور اخلاق و علوم و زہد و عبادت و پیری و مریدی و نشست و برخاست و تمام حالات
پر سب و شتم کی بوچھار ہے غور کیجیے تو دین اسلام مین حضرت اعلی نے کیا باقی رکھہ چھوڑا ہے
اور آئندہ جلا جانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب الاخلاق کی سب نقریرونکو
تدبر و تعمق کے ساتھ سوچکر دیکھیے اور اون سبکے نتایج کو جمع کیجیے تب معلوم ہو جائیگا کہ حضرت
کیا چاہتے ہین اور اس بھروسہ پر نہ رہنا کہ کہین کہین محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھنا ہے
ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتویٰ بھی لکھدیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے
اجتناب کا تعین جسوقت بحث مین آئیگا اوسوقت سارا ملمع کھل جائیگا قرآن تو خود ہی ظاہر پر
محمول نہین ہے نعمای جنت و حالات دوزخ سے زیادہ کیا صریح ہوگی اوسکو کسنے مانا ہے
جو کسی دوسرے حکم حرام و حلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث سو قطعی الصدور
ٹھہرنا کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جواز وہ تو عقلی ہے اور حسن و قبح اشیاء کا جب عقلی
ہے تو نیچرل اسٹ صاحبون سے پوچھتے پھر ا کیجیے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان ہو
حرام جانتے ہین یا نہین جیسا کہ کمیٹی سے حکم ہوا کریگا چاہو یان لیجیو چاہو پھر بھی جلسہ آئندہ کے
منتظر رہنا علی ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب و تعین کو سمجھ لو اوس قسم کی نماز نہ سمجھنا جسپر تہذیب
یافتہ تو ہین ہمکو حقارت سے دیکھین جنکی خاطر تمام دین و ایمان کو سلام کر کے رخصت ہونے
آئے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہوگی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور
زکوۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر مین اڑا دی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا
وہان تو بہت باتین قبیح موجود سمجھی گئی ہین اسی واسطے ایک تقریر مین صرف نماز روزہ کی قید
لگا دی ہے زکوۃ اور حج کو اڑا دیا ہے اور بالفرض وہ بھی فرض ہون مگر اونکی تفصیل مسائل
کا ہرگز ثبوت ممکن نہین ہے خیر یہ تو سب کچھ ہے ذرا حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنیے کہ علوم
جدیدہ کے ذریعہ سے جنکے مقابلہ مین قرآن بھی حجت نہیت ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

ڈسنٹ آف مین جو لفٹنٹ داروان صاحب کی ہے اور اوسمین علم طبعی متعلق حیوانات
کا ذکر ہے اوسمین لکھا ہے کہ آدمی پہلے جانور تھا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے
انسان ہوگیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نیچرل اسٹ نے پہلے سے تمہید شروع کردی
ہے یعنے سرگذشت آدم مین حضرت آدم کا پایا جاتا دنیا کے جانورونمین اور اونمین مین
رہنا لبنا بڑا ہونا ارشاد ہوا ہے ایک کنایہ سی ہنر الصریح کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ نیچریہ قوای
ملکی وبہیمیہ کا اسواسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجھین کہ مذہب حق کا تر
کرنا خطرہ شیطانی ہوگا ورنہ کیا اسقدر خود حضور عالی نہین سمجھتے ہین کہ کسی کتاب علم حکمت
وشریعت مین کوئی قوت ایسی نہین مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی نفس
انسان سے رکھتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور رسوای وسوسہ فاسدہ دلون مین
ڈالنے کے اوسکا اور کچھ کام نہو پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوای بہیمیہ کو
بصیغہ جمع شیطان ٹھہرایا تھا اب اچھا خاصا ایک بلبیس آدم کے جسم مین قائم کردیا اور اس
نام کی قوت بھی پیدا کردی قطع نظر قرآن وحدیث کے بڑا وثوق اعتماد در سوخ عقیدت
جناب عالی کو مسٹر ایدلسن کے اسپکٹیٹر پہ ہے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتھ قائم
کرکے افتخار ہو رہا ہے حالانکہ اوسکا بھی کوئی قول ایسا نہین لکھا جس سے قوت مخترعہ جناب
کا ثبوت دیکھا جاتا مین نے جہانتک غور کیا اسقدر قول حکما کا پایا کہ انسان مین دو قسم کی قوتین
ہین شریفہ ورزیلہ اول کو ملکیہ دوسری کو بہیمیہ کہتے ہین کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے درمیان
حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہین کہتا کہ قوای بہیمیہ عداوت روح سے رکھتی ہین
یا اونمین سے کوئی قوت خاص موسوس اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوای مذکور کی حفاظت کرنا
اور اونکے غوائل سے لبقای زندگی اور اونکو خیر خواہ طبیعت جانتے ہین اور اونکو بمنزلہ ایک رح
انسان کی سمجھتی ہین علی ہذا القیاس بعض علماء اہل اسلام کا بھی قول ہے کسی محقق نے
کوئی قوت موافق ایجاد جناب عالی کے ثابت نہین کی ہے اور ہم پہلے یہ لکھ چکے ہین اور
بیان کرتے ہین کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجھتے ہین اوسکی بھی
وجہ ہے کہ وہ لذت دنیاوی کی طرف میل کرکے خدا کی یاد سے کبھی غافل ہونے پر راضی

ہو جاتا ہے لہذا نفس کشی پر آمادہ رہتے ہین کوئی صوفی محقق ہی جو دا بلیس حقیقی کا منکر نہین ہے جسکا ذکر
قرآن شریف مین آیا ہے اور مین نے اسکیچ مین ایک تقریر نمبر ۹۰ دیکھی اوسکا بہی حاصل مطلب یہ ہے
کہ نیچر نہایت عمدہ ہے سقراط کا مدار غور و فکر کا اوسی پر تہا اعمال ذمیمہ جو انسان سے سرزد ہوتی ہین
وہ سب عقل کے کام نہین ہوتے ہین بلکہ نیچر سے ظہور مین آتی ہین لینے جوش اور امنگ
سے اوسکو عقل کے ساتھ وہ نسبت ہے جو جہاز کو ہوا کے ساتھ ہی نیچر عقل کو اوبہارتا ہے اور
اوسکو اکثر برباد بہی کر دیتا ہے اور کبہی عقل کو اوس سے مدد ملتی ہے کبہی خطرہ مین پڑ جاتی ہے نیچر نے
انسان کو ایک سلسلہ متوسطہ بین الملائک والبہائم مین قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور
جسم سے ہے اور ہمین ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہین چونکہ انسان کبہی مائل طرف قوای
بہیمیہ کے کبہی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا ملقب بہ نیک و بد ہوتا ہے اگر محبت و رحم دلی
و خوش مزاجی اوسمین ہو تو وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و سنگدلی وغیرہ غالب ہون
تو تاثیر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکماء قدیم کی یہ رای ہے کہ چونکہ انسان اس زندگی مین قوای بہیمیہ
اور ملکیہ کا تابع ہوتا ہے پس جسطرح سے اوسکا میلان اس زندگی مین زیادہ ہوگا بعد موت کے
وہ بہی ایک یا دوسرا ہو جاویگا یہ خیال کیا زیبا ہوگا کہ جو حیوانات ہم دیکہتے ہین وہ پہلے انسان
بخیل یا متکبر وغیرہ تہی اصلیت قوای بہیمیہ کی ہر شخص مین ہے گو اوسکا اثر بعض موانع سے نہو مگر
تخم اصلیت کا موجود ہے لہذا تہوڑی تحریک سے ظہور ہو جاتا ہے مین نے ایک اچہے مذہبی شخص کا
حال سنا ہے کہ اوسنے بکری کے دودہ سے پرورش پائی تہی اور خلوت مین اوچہل کود کیا کرتا تہا
الی قولہ مگر خبردار رہنا چاہیے کہ اس قوت کو ایسا کمزور نکرو کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہے کیونکہ
قوت مدرکہ نہایت سست ہے وہ خود اپنا کام نہین کر سکتی ہے اوسکو حرکت مین لانے کیواسطے قوای
غضبیہ ضروری ہین جو اوسکو کند ہونے سے باز رکہتی ہین یہ قوی درستی ذہن کیواسطے ایسی
ضروری ہین جیسے جسم کے واسطے روح حیوانی کی گرمی ہے یہ ذہن کو کام مین آمادہ کرتی ہین
بغیر اونکے ذہن ہرگز اپنا کام انجام نہین کر سکتا ہے چہوٹے لوگون کے واسطے ایک چہوٹی روح ہے جو
ہمارے ساتھ پیدا ہوتی ہین ہمارے ساتھ مر جاتی ہین یہ قوی بعض اشخاص مین حلیم اور بعض
مین سرکش اور تند ہوتی ہین عقل اور نیچر مین ہم ایک مناسبت پاتے ہین بڑے بڑے

دیہین لوگون مین اکثر یہشین زیادہ اور چہوٹون مین کم ہوتا ہے جسمین وہ یہشین تند ہو اوسکی جوانی کی
آگ بجہہ جاتی ہے اور اوسکے بڑے ہونے کی امید نہین ہے زور کا گہٹ جاتا ہے نقص ہے
لہذا یہشین کی حفاظت کرنی چاہیے اوسکو بالکل بجہا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اوسکے موافق کام
کرنا چاہیے اسکول مین طالب علمون پر زیادہ سختی کرنے سے یہشین زائل ہو جاتا ہے یہشین
کی ہی ترغیبی قلیل کو گوارا کرنا اور اوس کے حفظان کی اعانت کرنا ضرور ہے ورنہ عمدہ عمدہ ہنر
کیونکر پیدا ہونگی الخ مختصراً و ملخصاً قدر الضرورۃ غور فرمایئے کہ قوای بہیمیہ خواہ یہشین پر کیونکہ ابلیس کی
تعریف صادق آتی جو آیات قرآنی مین مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ
اور فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا وغیرہ آیات کا ہوسکتا ہے وہ تو بمنزلہ روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت
ایسی نہین پائی گئی جسکی تعریف حضور والا نے لکھی ہے فتدبر علاوہ اسکے جب قوای بہیمیہ
انسان کے ساتھ مرجاتے ہین تو آدم و حوا بھی انسانیت سے خارج نہ تھی اونکی قوت تا قیامت
زندہ نہین رہ سکتی حالانکہ ابلیس جسکا انکار سجدہ سے قرآن مین مذکور ہے اور جسنے آدم کو
اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور یہشین ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای بہیمیہ کی نہین
ہے بلکہ قوای شریفیہ کے جوش کو بھی یہشین کہتے ہین مثل جوش رحم جوش سخاوت جوش
محبت وغیرہ لامحالہ قوت بہیمیہ ہرگز ابلیس نہین ہوسکتی اور سالکین مسلک نیچری بھی موافقت
ساتھ ہمارے جناب نیچرل انسٹ کے نہین رکھتے ہین ہان بعض قدمای فلاسفہ کا یہ قول بھی
معلوم ہوا کہ وہ بعد مرنے انسان کو تناسخ کے قائل تھے اسکی تائید حضور معلے سے ابھی باقی رہ
ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کنایہ اور اشارہ مین ہو رہا ہے مخفی نہ رہے کہ
ہمارے جناب حالی نے نیچرل تہیالجی کو مسلمانون کے دہمکانے کیواسطے رسّی کا سانپ
بنا رکہا تہا وہ تو خوب معلوم ہوگیا اب یہ بھی بیان کرنا ہمکو ضرور ہے کہ نیچرل فلاسفی کو مذہب سے
بھی زیادہ یقینی خود ہی اپنی تحریرات مین تسلیم کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ وجود افلاک اور
سکون ارض او حصر عناصر اربعہ کا اور مضمون مندرجہ تفسیر آیت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
مِنْ سُلٰلَۃٍ الخ خلاف علوم جدیدہ کے ہے مگر اسقدر عرض خاکسار کی بھی یاد رہے کہ انکار وجود افلاک کا
ہرگز یقینیات مین نہین ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہین ہمیشہ آپس مین رای فلاسفہ

کی اونکی نسبت بدلتی رہتی ہے چنانچہ شرح رسالہ مین کسیقدر لکہا گیا اور سکون ارض کی
باب مین کوئی آیت قرآن شریف مین نہین ہے اعتقاد صرف اسیقدر کا ضرور وجود ہے ہان فلاسفہ قدیمہ
وجدیدہ مین کچہ بحث جاری ہے وہ ہمارے فن سے خارج ہے پہر بہی اسقدر عرض کیجاتی ہے
کہ اپنے کلام کو ساتہ براہین کے خوب ثابت فرمایئے اور زیادہ عناصر کا نام لیجیے تقلید ہی چہوڑ کر تقلید قومی پر بچا سیئے
سنی سنائی باتون سے الزام دینا اچہا نہین ہے جس مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کیجیے اوسکو
مع اپنی تحقیقات بیان کیجیے پہر اوسکا جواب لیجیے اس سے کام نہین چلتا ہے کہ فلان صاحب
نے ایسا خیال کیا ہے اور فلان حکیم نے یون کہا ہے کسی کتاب کی عبارت بہی نقل
کیجیے اور دلائل بہی ظاہر کر دیجیے افسوس ہے کہ اقوال علمای اہل اسلام بلکہ جمہور اجماع
امت وکتاب وسنت کو تو کسی استناد مین نہین لیتے کیونکہ اس سے قیامت نظر آتا ہے مگر اقوال
اہل یوروپ پر اعتقاد جم جاتا ہے مع ذلک غیر مرکبات ایسا الگ سوای عناصر اربعہ کے بیان تو
کیجیے کہ کیا کیا ہین اور کیا ثبوت اونکے وجود کا ہے کیونکہ مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپنے
مخمرات مین داخل سمجہہ لیا ہوا اور اپنا منشا ہے جو حضور نے لکہا ہے کہ ابوان مین ہر
ہوے نطفے سے لیکر بچہ بنکر سبت دیکہے ہین عجب استدلال ہے خدا جانے آپنے کیا دیکہا
ہے اور کیا سمجہا ہے کتب علم تشریح کے مضامین کا حوالہ دیجیے ورنہ اس قسم کو استدلال
سے ہمکو معاف کیجیے جب حضور علی کسی مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کا ارادہ رکہین اپنے کلام
کو ناتمام اور غیر مدلل نہ چہوڑین ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر مین کچہ وقعت نہ رکہینگے
ہمنے مانا کہ جناب بہی نیچرل اسٹ ہین مگر یہ تو ارشاد فرمایئے کہ معجزات انبیاء کے باب مین خدا
تعالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا آنا اور تمام نظام عالم کا فنا ہوجانا کس قاعدہ نیچر کے موافق
ہے اور یہ بہی فرض کیا کہ خدا کو آپنے ایک علت اول مانکر منکرین علت اول کو غلطی پر سمجہنا ہوگا
یا اونکو ملحد جاننا ہوگا نیچرل اسٹ حکما مین بہی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اول کا وجود ضروری
ہے تو بہی فنا ہو جانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجہا ہے اور اگر نیچر مین یہ بات
جائز ہے کہ اوسکے خلاف بہی ظہور مین آتا ہے یا سوای مادیات ومحسوسات کے غیر محسوسات
پر بہی یقین لانا درست ہے تو وجود ابلیس کی بحث بیفائدہ ہے اور مجکو یہ بہی سمجہا دیجیے کہ

وجود خارجی یا اُسکا نیچرل کے کس قاعدہ سے مطابقت رکھتا ہے اور حضور کی تحقیق اس باب میں کیا ہے
کہ نزدیک نیچرل کے علم انسانی ختم ہوگیا ہے یا آیندہ اسرار نیچر کے کھلتے جاتے ہیں اگر شق اخیر صحیح ہے
تو نبوت صادق کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں ہے نظر بحقیقت معنی قرآن وحدیث میں ہوسکتا ہے اور
میرا ایک یہ سوال ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا اور تمام کیفیت اوسکی نیچرل کی کس کتاب سے
جناب نے تحقیق کی ہے جو صاف دعوی کردیا ہے کہ قرآن میں نیچر انسان کا بیان ہی نہیں بہت
مشتاق ہوں کہ نیچری کتب سے مطابقت مضامین کی کردیجیے اور کیا آپکے نیچرل تہالجی امید تو
کرسکتی ہے کہ انبیا صاحب وحی تھے اگر تھے تو کیا دلیل اوسپر قائم ہے اور ختم ہوجانا نبوت کا حضرت
نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نیچر کی کس اصول پر سمجھا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے ہی
انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ میں دعوی کیا ہے کہ جو مذہب موافق نیچر کے
نہو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گذارش ہے کہ نیچر کے عقائد تو پہلے بیان کردیجیے اور یہ بھی ضرور
ارشاد کیجیے کہ نیچرل اسٹ فلاسفہ میں باہم اختلافات اقوال میں ہیں یا نہیں اگر ہیں تو حضور کے
نزدیک اور مسلم کون کون حکیم ہیں اور کس کس کتاب نیچر پر حضور کو اطمینان ہے اور آپس کے
اختلافات نیچرل اسٹ صاحبوں کا کیا علاج حضور نے سمجھا ہے خود ہی تحقیق کرلیا ہے یا وہ
بھی ایک شخص ملحد جو لندن میں حضور کا دوست تھا اور مسیح کے ذکر پر ہنستا تھا سب کچھ
اعتقاد درست کر گیا ہے اور جو قاعدہ تنقید منقولات کا حضور نے اسلام کے احادیث
و کتب سیر و اجتہادیات وغیرہ میں بڑے زور شور سے لکھا ہے اور اجتہادیات صحابہ کو بھی
بیکار ٹھہرائے ہیں اور اشخاص جائز الخطا کے اتباع اور تقلید کا نام ظلمت اور ضلالت ٹھہرایا
آیا وہ منقولات فلاسفہ و اقوال حکما کے باب میں بھی جاری ہے یا وہ لوگ خدا اور رسول
سے و صحابہ کرام سے زیادہ معتمد ہیں کہ جس کتاب میں جو کچھ لکھا ہو یا جسکا منقولہ بیان ہو تو
وہ اسناد و صداقت کے لائق سمجھا گیا ہے اور تبیین الکلام کی جلد اول میں واسطے تصدیق
ہر نسخہ انجیل کے جو قاعدہ جناب نے بیان فرمایا ہے اوسمیں سلسلہ اسناد کیوں واسطے ضروری
نہ سمجھا گیا اور وہ بھی قاعدہ کتب سیر اہل اسلام کے واسطے کیوں نہیں ارشاد ہوا اور یہ بھی کہ
مضبوط اعتقاد حضور کا کس اصول پر ہوگیا تھا و اتفاق جمہور اسلام و اجماع امت محمدیہ کو جو حضور نے

اسواسطے بیکار سمجہا ہے کہ اپنی متفقین وہم مشرب اشخاص کا اجماع کس لائق ہے اور جائز ہے
کہ غلط ہو مفید یقین نہین ہے اور آزادی رای کو بڑی دہوم دہام سے رونق دی ہے تا کہ کوئی
مسئلہ قطعیات مین نرہجاے فرمائیے کہ اقوال فلاسفہ کے باب مین بہی وہی قواعد شرعی مین اجماع
اور قاعدہ ہے بہلا اونکی مسلمات کو قطعی کر دکہائیے اور ممنون منت فرمائیے و دونہ خرط القتاد
اور میری سمجہ مین نہین آیا کہ جناب والا نے دیباچہ خطبات احمدیہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کے تین
قول درباب تکالیف شرعیہ کی نقل کرکے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سمجہ کر لکہا ہے
کیونکہ قول ثانی جو شروع صفحہ ۲۵ تہذیب اخلاق مین ہے اوسکا حاصل مقصود یہ تہا کہ خدا تعالے
نے اپنے بندونکو ایک حالت مرض کفر و عصیان و ارتکاب امور غیر مرضیہ مین مبتلا سمجہکر اپنی طرف سے
مع ادویہ انبیاء کو بطور طبیب حاذق کے بہیجا اور اونکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اوس
مرض سخت کے اسباب علامات وکیفیات حدوث وتدابیر دفع مرض واصلاح سوء مزاج
عباد و تدابیر معالجہ جمیع اقسام وخواص ادویہ مرکبہ ومفردہ ومزاج وتاثیرات وبدل ومنافع ومضار
ومقدار وتعینات اوقات استعمال ادویہ وتدبیر پرہیز وانتظام ستہ ضروریہ وغیرہ قواعد کے جامع ہے
اگر وہ مریض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاوینگے اور اوسکی دوا نکہ پینگے تو خود ہلاکت مین
پڑینگے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی اہل عقل انحراف نہین کرسکتا ہے
کیونکہ عقل انسان کی اگر بہت کام آوے تو وجود باریتعالی و وحدانیت و بعض اخلاق مناسب حال
انتظام معاشرت و تمدن وسیاست کو سمجہ سکتی ہے مگر ادراک تمام امور مرضیہ الہی کا اور طریقہ
نجات اخروی و احکام معاد وغیرہ فوائد کثیرہ کا عقلا محال ہے اور کوئی نہین سمجہ سکتا تہا کہ
عبادت معبود حقیقی کی کس طریق پر مقبول ہے بلکہ بقول عباد مین اختلافات کثیر واقع ہوئی ہین
یہان تک کہ جو لوگ ضرورت بعثت انبیاء کے قائل نہین اب تک وجود باریتعالی و وحدانیت
وصفات باری و اخلاق انسانی مین بہی مختلف ہین حکماء نیچرل اسٹ کے حالات ماضی و حال
کے زمانہ مین بہی وہی کیفیت موجود ہے اور جمع ہونا تمام عباد مکلفین کا ایک سلسلہ اور
قاعدہ پر متعذر ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لامحالہ کوئی صاحب شریعت والہام الہی آنا چاہیے
کہ اس مرض اختلاف سے بہی دفع کرنیکا معالج ہو اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مریض کو ضرورت طبیب

حاذق کی رہتی ہے کیونکہ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے لگیگا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور اگر ہر مریض خود ہی علم طب کو کما حقہ سمجھتا ہو تو دنیا میں بھی کسی طبیب کی حاجت نہ رہے بلکہ ہر مریض طبیب سمجھا جاوے اور یہ محالات سے ہے اور احکام الٰہی کا عقل سے سمجھ لینا بغیر علم انبیاء کے ممکن نہیں ہے پھر جبکہ جملہ مریضوں کا ادویہ کے نفع و ضرر اور امراض کے رفع ہونیکی تدابیر اور سبکا متفق ہونا طریقہ علاج واقعی پر متعذر ہے ایسی حالت میں جناب والا کا یہ فرمانا کہ میں اسکو نہیں مانتا اور پوچھتا ہوں کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تھا یا مصاحب کے حکم کا ماننا تھا اگر بے حکم مصاحب کے بھی وہ دوا کرتا تو نجات ضرور پاتا اسلیے کہ اوس دوا سے نجات پانا قدرت کا قانون تھا جو کسی طرح بدل نہیں سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کیونکہ بالبداہت ظاہر ہے کہ صرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہیں ہوتا ہے جب تک دونوں باتیں اختیار نکی جاویں یعنی طبیب جس امر کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جاوے اور جو دوا کہ وہ استعمال کیجاوے پس اوس سول طبیب حاذق کا حکم ماننا اور اوسکی تجویز پر بھی معتقد ہونا اور اوسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا ضروری ہے کوئی مریض ایسا نہیں ہے کہ وہ فن طب کو خود ہی جانتا بھی ہو اور خود ہی خواص ادویہ و طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام طبیب اطبا کے برابر ٹھہرینگے حالانکہ ایسا کسی کا قول نہیں ہے نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جب ایسا نہیں ہے تو مریضوں کو دوا یعنی شرع مرضی الٰہی کیونکر خود بخود مل سکتی ہے جس سے مرض کفر و عصیان دفع ہو جاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن سے مریضوں کو دوا لینی پڑتی اور جانتے ہے کہ ایسا شخص تالیفات رامی بنانے والون کے مریض کی مٹی خراب ہوتی پھر کیونکہ وہ طبیب حاذق نہیں ہوتا جسکا علم قطعی ہو اور علاج واقعی اور وہ بھی ادویہ اور خواص ادویہ کے بھی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردوں کو معلوم ہو اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عقلاً معلوم بھی ہو جاوے مگر تمام ادویہ و تدابیر علاج خود بخود کیونکر حاصل ہو سکتی تھی وہ اوسی طبیب کا کام تھا کہ مرض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص و طرق استعمال بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بعثت انبیا کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شرائع کی بلکہ ہر ایک فیلسوف نہیں ہیں ہر ایک کافر و مشرک و فاسق و فاجر انبیاء سے مستغنی قرار پاتا ہے جیسا کہ

منکرین انبیا کا گمان تہا کہ الہام کی ضرورت نہین ہے اور اپنا مذہب جو حضور نے یہ لکہا ہے کہ یہی
کی ایسی طبیب کی تمثیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو امرت بناتا ہو اور نہ کسیکو ہلاہل ٹہراتا ہو بلکہ ہر چیز
قدرت نے جو اثر رکہا ہے اوسیکو بتاتا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہین اپنی حفظ صحت کے اصول
جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا کو پہچانین اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار
علاجون ہی کے لیے ہو سب کے لیے عام ہو جاوے الخ اور بعد اس تحریر کے یہ بہی ارشاد ہوا کہ
یہ مذہب قانون قدرت و کتاب و سنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حلت و حرمت
جملہ اشیاء کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اوسکو ثابت کیجیے ورنہ قبول کیجیے کہ شارع نے بعض اشیاء کو امرت
اور ہلاہل ہی بتایا ہے کیا آپ غافل ہونگے کہ بلحاظ اختلاف اوقات و مصالح و حکمت الٰہیہ کے
بعض اشیاء بعض انبیاء کیوقت مین حلال اور بعض کے وقت مین حرام کیے گئے ہین اور ہمیشہ
تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایسا ہی حال مریضون کا ہے کہ ہر
وقت کے مناسب استعمال ادویہ کا اور تدبیر علاج کی بدلنی پڑتی ہے بعض اوقات مین جو دوا
سم قاتل ہے اوسکو دوسرے کسی وقت اور حالات مرض کے لحاظ سے طبیب حاذق امرت
ٹہرا دیتا ہے دکہلانے او صرف اشتہار دینے سے ہر وقت اور ہر مریض کے حالات اور ہر زمانہ
کے فساد کا علاج ممکن نہین ہے مثلاً تجربہ کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنکہیا قاتل انسان زہر ہے
لاکن جائز ہے کہ اوسیکو ایک ایسے مرض مین دیا جاوے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جاوے
کہ وہ امرت ہو جاوے علاوہ اسکے ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ قبل بعثت انبیاء کے یا بحالت
نہ مبعوث ہونے کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تہے یا ہو سکتی تہے خود
حفظ کر سکتی بلکہ غایۃ الامر یہ کہا جاویگا کہ ایک مرض انکار وجود باریتعالی یا شرک سے حفظ صحت
کر سکتی تہی لا مرض ارتکاب امور نا مرضیہ الٰہی کا علم ہی نہ تہا جو بذریعہ انبیاء کے مرض ٹہرایا گیا
اور صاف صاف بتایا گیا دیکہو بہت آدمی ایسے ہین کہ بہ سبب نا واقفیت اقسام امراض کے
نہین جانتے ہین کہ بہت بگڑنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہو گئی ہے
کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے امزجہ مین پیدا ہوگا تو وہ حفظ صحت خود نہین کر سکتے ہین
لا محالا کوئی طبیب حاذق اونکو پہلے سے تدابیر مناسبہ ٹہرانے کیواسطے آتا ہے اور

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخلاط مین فساد موجود ہو جاتا ہے اور مریض سہل سمجھتا ہے
بلکہ ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مریض ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام وظنون
سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تھے اور پھر بھی اتفاق آرا نہین ہوتا تو کیونکر مان لیا جاے
کہ ہر فعل کا حسن و قبح ٹھہرانا اور احکام مرضی و نامرضی الٰہی کا بتانا بذریعہ انبیاء کے ضروری
ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت مین کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جاے کیونکہ ہر نبی بقول
آپ کے صرف تاثیرات ادویہ کا موافق قاعدہ عقلیہ نیچریہ کے بتانے والا ہے دیکھو سجدۂ تحیت
کہ انبیاء سابقین کے زمانہ مین حرام نہ تھا اور شریعت محمدیہ صلعم مین حرام ہے یہ وہی ایک
دوا ہے کہ اب ہلاہل ہو گئی ہے اور بہت سے روز جو امر حرام تھے وہ اکثر اب حلال ہین توریت کو
قرآن شریف سے ملا کر دیکھیے کہ انبیاء نے ایک شہد کو کبھی امرت اور کبھی ہلاہل ٹھہرایا ہے
یا نہین اور آپکے مسلمۂ نیچر کی مخالفت کتاب و سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی
ہے اوس سے چشم پوشی کس واسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کر کتاب و سنت سے اپنے
دعوی کو ثابت کیجیے اور حجۃ اللہ البالغہ کی تمام عبارت کو دیکھکر ارشاد فرمایئے کہ آپ کی
مقررات عقلیہ و تاویلات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رد کر چکے ہین اونکا جواب بھی تحریر کرنا
مناسب ہے فافہم چونکہ آپ کا اعتقاد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور نیچرل اشٹ اکثر انبیاء کے منکر
ہین اور بعضے اونکو بھی مثل ایک حکیم کے جانتے ہین لہذا آپ بھی ہمارے سید عالم صلعم کو
نیچرل اشٹ سمجھتے ہین اور خلاف نیچر کے جو قول قرآن و حدیث مین نظر آتا ہے اوسکو صاف
باطل کہنا خلاف مصلحت جانکر تاویلات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہین اور پھر بھی صاف
صاف فرماتے ہین کہ جو مذہب نیچرل کے خلاف ہو وہ باطل ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تحریرات
مین ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے مگر کہین صاف صاف کہین در پردہ کنایہ
اور اشارہ مین ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو یوروپ مین ستر لاکھ
آدمی کا حال ہو گیا ہے ابھی تو قریب دس ہی برس کے اجراے تہذیب الاخلاق کو گذرا ہے
نہین آیندہ دیکھا چاہیے کہ کیا افادات تازہ ہوتے جاتے ہینگے اب حضور والا کی خدمت مین [illegible]
نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے عقیدہ نیچریہ کی طرف دعوت [illegible]

اہل اسلام کو مسلمات و اجماعیات و عقائد و حدیث و تفسیر و افادۂ ائمہ دین سے باز رکھنا چاہتے
ہین تو یہ بہی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ مفید یقین سمجھتے ہین تاکہ باقی
احادیث سے انکار صریح آپکا معلوم ہو جاوے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باریتعالی و حکیم
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک سلام ہے جیسا کہ گول گول عبارت سے مترشح
ہے یا فرائض و واجبات و حلال و حرام بہی آپ کے نزدیک ثابت ہین اگر ثابت ہین
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور تمام مسائل زکواۃ و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم ہین
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوۃ وغیرہ بہی قابل اصلاح ہین جو مسئلہ چارون
فرائض کا آپ تسلیم کرین اوسکی نسبت میرا وہی سوال ہے کہ آپ کے نزدیک کس
اصول پر قطعی ٹہرا ہے اور اوسکی نسبت کیونکر تاویلات و احتمالات کا انسداد کیا گیا ہے
آخر وہی احادیث ہین جن پر یقین کرنے کی آپنے کوئی راہ نہین رکہی ہے اور وہی
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استغراق و وجود ابلیس مین تہا اور جسم
رجم کا مسئلہ قائم تہا اور آپ نے بے تکلف سبکو اوڑا دیا اور قول مجتہدین و صحابہ و تابعین تو
آپ کے نزدیک محض واہیات ہے لہذا ضرور ہے کہ چارون فرائض کے وہ مسائل
لکہ دیجیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ ارٹکل آزادی رای و تنقید احادیث وغیرہ کے حاصل
ہو سکے بعدہ اسیطرح حلت و حرمت اشیاء کی اگر کل نہین تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی مین تاویل نہو سکے اور آزادی رای کا اوسمین دخل نہو اور اگر حدیث
سے بہی حرمت کسی شے کی آپ کے نزدیک ثابت ہو تو اوس حدیث کو بہی اپنی اصول
سے مطابق کر کے قطعی کر دکہائیے نہ تو روایت بالمعنی ہونا احتمال غلطی فہم راوی کا ہو
نہ وہ نقص موجود ہون جو آپ نے بحث حدیث کی ارٹکل مین لکہے ہین اور اگر آپ مجبور ہون
تو پہر صاف لکہ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوۃ و زکوۃ و صوم و حج کے اور کچہ ثابت
نہین ہے علی ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صریح فرما دیجیے ایک مسلمان بیچارے
ایسے دہوکے مین پڑے ہین کہ حضور والا کے نزدیک نماز روزہ حج زکوۃ بہیئت مروجہ
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور بعدہ مجکو یہ بہی سمجہا دیجیے کہ فرائض بدون

تو عقلاء نیچرل کے ذریعہ سے سمجھ مین آنے مشکل ہین یہ چارون دو اطبیب حاذق مجرب اوق علم نے بطور انشاء ارشاد فرمائی ہین یا دوا موجود تہی اوسکے استعمال سے خود ہی قاعدہ تجربہ سے شفا ہوگئی تہی اور نیز اگر آن یہ ہے کہ جناب الاہل اسلام کے ایمان کو اسنے ایک اٹکل مین قطعی نہین ٹہراتے ہین بلکہ باعتبار اپنے قولات کے اونکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگاتے ہین مگر خود حضور کے ایمان کا جز یا و یقینیات لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے بلکہ عدم امکان وجود غیر باری کا عقیدہ دوم سے صاف نہین پایا جاتا صرف عدم موجودگی مین گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر بہی ہنوز محل بحث مین ہے کہ موالید خواہ عناصر کا آخر تک پہونچکر جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی رہتا ہے وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علت سے ظہور مین آوے بلکہ استحالہ عقلی اصول نیچرل سے نکلتا ہے کیونکہ علت واحد سے معلول واحد ہی قائم ہو سکیگا نہ متعدد اور کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ تینون موالید آخر مین واحد ہو جاینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد ہو جانا یقینی نہین معلوم ہوتا ہے رہ گیا تعلق کسی نسبت کا آپسمین وہ تو ذات موالید سے علیحدہ داخل صفات ہوگا اور صفات موالید اوسی وقت تک مان لیے جاینگے جب تک تشخصات و صور نوعیہ کا اطلاق رہیگا مگر بعد معدوم سمجھنے تمام تشخصات کے جب ایک ہی علت پر تمام کیا جانا فرض کیا جایگا تو بجز ذات ایک کے موالید ثلثہ مین سے کچھ نہ رہیگا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علت اخیر جداگانہ ہو پہر کس طرح علت اول کا افلاک کا ذات واحد باری تعالی پر آپ کے مذہب مین یقین کامل حاصل نہین ہو سکتا ہے ہان احتمال کے طور پر اقرار ممکن ہے باقی رہے رسول اول تو اصول نیچر سے کیسے ایک حکیم سے بڑھ کر ہونگے اتنا جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک اسلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ مدار نہین ہے جو عقلاء نیچرل مانتے ہین اور اسقدر کی تعلیم کیواسطے بعثت انبیاء کی ضرورت نہ تہی بلکہ عقلاء نیچرل اسکو بہا اور دونکا باتفاق الہام و وحی و نبوت کی طرف رجوع کرنے سے بہی دور بہاگتے ہین اور بالفرض انکی ضرورت بہی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچہ نہین ہے سوای معجزہ کے اور معجزہ جسقدر ہے خلاف نیچرل کے ہے یعنی آتش کا واسطے ابراہیم کے بیچ گلزار ہونا اور موسیٰؑ کی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوا پانی ژالہ و شبنم وغیرہ معمولات کے دوسری چیزونکا برسنا اور ہوا و طیور کا سلیمانؑ کے حکم

تابع ہوجانا اور جانورونکا کلام کرنا اور پتھر مین سے ناقہ کا پیدا ہونا اور مردہ کا جی اوٹھنا اور شق القمر
واقع ہونا اور تھوڑے سے کھانے کو بہت سے اشخاص کا سیر ہو کر کھانا
اور پھر اوسکا بدستور باقی رہجانا وغیر ذالک من المعجزات کوئی حکیم نیچرلسٹ ہرگز تسلیم نہین کر سکتا ہے
کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہو وہ
آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپکا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلیداً ہوگا
یا بالکل نہوگا اور جب نبی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ حشر اجساد و فنائی انتظام عالم وغیر محسوسات
وغیر مسلمات فلاسفہ امور معاد مین سکھاتے تھے تو اونکا خود ہی مذہب اصول جناب صحیح نہوگا
یہ حال تو آپ کے اقرار خدا و رسول و عذاب و ثواب و حلت و حرمت اشیاء و فرائض و واجبات
کا ہے پھر آپ کس دین کیطرف دعوت کر رہے ہین اور بیفائدہ پردہ اسلام مین کتاب و سنت کا
کیون نام لیکر عوام کو شبہہ مین ڈالدیا ہے جبتک آپ کے اصول و فروع ملت نیچریہ کا حال
اہل اسلام کو معلوم نہوا ہو کہ کیا ہے تبتک آپ ذرا سوچ سمجھکر ہمارے اصول و فروع
بحث کرنی چاہیے اور جبتک کسی دعوی کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز اقوال اشخاص
جایز الخطا کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ ابتک حضور کسی ایک مذہب پر یقین نہین کرتے ہین
وہی حالت باقی ہے جو پرچہ پندرہوین و چھبیسوین ہجری مین آپ نے لکھا ہے کہ میری
عمر مین ایک زمانہ ایسا گذرا کہ تھوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا کہ شاید حنفی مذہب حق ہے
الی قولہ اور مصر کی سیر مین مجھپر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ تھوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا
کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ ہر مقام پر جو خوبی اور عزت اور برکت خدا نے عیسائیون کو
دی ہے وہ اور کسی کو نہین دی بافضلہ کمترین عرض کرتا ہے کہ اسقدر اور بھی فرمانا ضرور تھا
کہ جب بستر لاکھ ملحدونکا حال لندن مین سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہوگئی اور
اونکے مقولات پر دل جم گیا تو یقین ہوگیا کہ مذہب نیچرل تنہا بھی حق ہے اور ابتک وہی پر
واثق ہے مگر پھر بھی خاکسار یہ امید رکھتا ہے کہ جب مذہب کے باب مین حضور کی ایسی
طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہوجاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس رسالہ
کی تالیف مین سعی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کر کے تابع معقول ہو کر ہمارے دین

اسلام کو بساتھ تمام اصول کے اور مع اکثر فروع کے قبول کرلین خدا سے یہی تو بہی دعا ہے
کہ ایسا ہی ظہور مین آوے آمین یا ارحم الراحمین **خاتمہ** آب مین اپنے بہائی مسلمانون کی
خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ہمارا دین اسلام مثل اوس چراغ کے ہے جسپر ہزارون پرندے
گرتے ہین اور بجہانے کا قصد کرتے ہین مگر آپ ہی جل مرتے ہین فلاسفہ اور ملاحدہ اور زنادقہ
اور فرق ضالہ نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو مٹا دین مگر الحق یعلو ولا یعلی ابتک بدستور
قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا مگر یہہ بہی فی زماننا علوم دینی کی تکمیل بہ نسبت
سابق کے کم رہگئی ہے اور ایسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوتے
جاتے ہین اگر اب کوئی تقریر کسی مخالف مذہب کی سنتے ہین بمقتضائے بشریت گبہرا جاتے ہین اب تو وقت
پر آشوب وہی آگیا ہے جسمین ضرور ہے کہ کتاب و سنت و اجماع امت و صراط مستقیم شریعت
و سواد اعظم پر عمل کرنے مین کوشش بلیغ رہی اور علما جو وارث انبیا کہلاتے ہین اونکو
وقت مقرر اوقات جدید کی تقویت اسلام و تائید دین فرماتے ہین ہدایت امت مرحومہ
زیادہ تر [illegible] ایسا ہو کہ تہوڑی سی غفلت مین کوئی فاسد العقیدہ ہوجاوے اور خدا
[illegible] کے سامنے منہ دکہانے کی جگہ نرہے ای بہائیو سیدہی بات یاد رکہو کہ کروڑون
علما و مفسرین و محدثین و مجتہدین و مرشدین ابتک گذرے سبکا طریقہ اعتقاد یہی قرآن
و حدیث و اجماع امت اتباع سواد اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کیا کوئی عاقل خیال بہی کرسکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو بارہ سو برس تک
گذری [illegible] سب کے سب معاذ اللہ ضلال اور مضل اور ظلمت اور جہالت و فساد عقیدت
مین گرفتار [illegible] یہ دعا ہے کہ ہمکو اپنے اکابر دین کے ساتھ قیامت کی روز خدا تعالی
[illegible] انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما و الحقنی
بالصالحین [illegible] شیطان رجیم [illegible] اور عبادات الہی سے ہمکو باز رکہنا
چاہتا ہے [illegible] اتباع سنت و التزام شریعت کو
[illegible] فساد عقائد سے ہوشیار رہو [illegible] احکم الحاکمین کے سامنے کہڑا
ہونا ہے [illegible] سنت پر عمل کرنے سے نجات ہے نہ تو اوس روز سفراط وارسطو بچاوینگے

آوینگے نہ مسئلہ علم و حکمت کے پوچھے جاوینگے وہی عمل خیر کام آویگا جو زمانہ مشہود لہا بالخیر
ابتک مسلمات اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری روح
علاج کے واسطے بڑا قانون حکمت حقیقی الٰہی کا قرآن شریف چھوڑ گئے ہین اور اسکی
بڑی شرح اپنی احادیث سے عنایت فرما گئے ہین ہمکو فلاسفہ و ملاحدہ کی حکمت سے امید
نجات آخروی رکھنے کی کوئی وجہ نہین ہے اسی بدولت مین نے دردِ دینی سے اور تمہاری
خیرخواہی سے حق کو باطل سے جدا کردیا اور صاف صاف سمجھا دیا ہے کہ غلطی مین پڑکر
فساد عقائد و ضعف ایمان سے بچو حب جاہ و دنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو برباد
نکرو یہ [illegible] کام ہے تو بعد اسکے جو نا سمجھ آدمی پر الزام ہے جس وقت [illegible]
علما کی باقی نہ رہینگی اور زمانہ آئندہ کا حال سنا دیکھوگے تو فقیر کی یہ نصیحت [illegible]
اور [illegible] ہمدرد و خیرخواہی دینی کسی وقت تو ضرور یاد آویگی انشاءاللہ تعالیٰ وآخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العلمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ ++

قطعہ تاریخ نتیجہ قلم اعجاز رقم محمد صفدر حسین صاحب ناظر تخلص

چو تصنیف مولانا علی بخش
کزو تائید دین حق آن باد

چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ
شہاب ثاقب شیطان باد

قطعہ تاریخ کتاب شہاب ثاقب از نتائج افکار عالی مولوی غلام محمد صاحب

بشیر ایڈیٹر اودھ اخبار

ہزار شکر کہ [illegible] ہے [illegible] اسلام
ابھی ہے ہند مین باقی [illegible] اسلام

جناب [illegible] علی بخش افضل العلما
کہ جسکی ذات سے قائم [illegible] اسلام

[illegible]
[illegible] طرح [illegible] اسلام

[illegible]
[illegible] اسلام

فلاسفہ سے ہے جو مطلب نہ کہ تعصب سے
لکھی کتاب اونھون نے بھی کیا بات کو
یقین ہے اونکو بھی آتے تو یقین اس بات پر کو
سکے ہے عام جنھین نے ان علوم عرض
فروغ پائی نہ کیون یہ کتاب عالم مین
مجھی خیال تھا تاریخ کا کہ کیا سے لکھیے
کہا یہ دل نے رقم کر تو بس یہ مصرع سال

ادھی تو چاہیے تقلید سنت اسلام
سمجھا ہے کہتے اگر اوسکو حجت اسلام
سلام کرتے ہین جو بعض حضرت اسلام
خدا کرے کہ اونھین سے ہدایت اسلام
سے ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام
فزون ہو جس سے زمانہ مین سطوت اسلام
کتاب ہے الوزیر حمیت اسلام
۱۲۸۹ ہجری

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفضل والکمال اولانا حضرت مولوی محمد علی بخش خان صاحب بہادر جج ماتحت گورکھپور ہین ماہ جنوری سنہ ۱۸۷۳ عیسوی مین مطبع جناب منشی نول کشور صاحب مین تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارس کے اون خیالات کے جواب مین ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار تہذیب الاخلاق مین چھپوایا چنانچہ وہ مضمون بھی اول اس کتاب مین نقل ہوکر بعدہ اوسپر حاشیے چڑہائے گئے ہین جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہین واللہ ولی التوفیق ✤